

اُتیرے نام سے پیاضیاں باز ہیں

ابلیس کے حواریوں کی پیغمبرِ اسلام ﷺ کے خلاف گستاخیاں

حُرمتِ نبی ﷺ کے تحفظ اور شفاعتِ حاکم قرار بننے کے لیے جانیں فحشا و کفر کرنے کا وقت آن پہنچا ہے



آخبار طلباء

منہج کتاب و سنت ہے
میدان عمل میں
طلباء کا ترجمان



جلد نمبر 12

اکتوبر 2012ء ذیقعد 1433ھ

شمارہ نمبر 10

فہرست

11	پروفیسر حافظ محمد سعید	تفسیر سورۃ محمد ﷺ	●
13	صبا ممتاز	اسرائیل ایک زوال پذیر ریاست	●
26	بلال غزنوی	اخبار عالم	
30	راشد علی	عیسائی لڑکی کے ہاتھوں توہین قرآن	
15	ادارہ	آپ کی آراء	
16	احمد حماس	تعلیمی اداروں میں دعوت کا کام	●
24	طہ اعجاز	طلباء کا رز	
20	حافظ عرفان، UET	سیرت انبیاء علیہم السلام	●
28	محسن وسیم الرحمن	سید محبت اللہ راشدی رحمہ اللہ	●
37	احسان الہی تبسم	اہل یہود: ایک سرکش متکبر اور مغضوب قوم	●
40	وقار احمد، FCCU	حیاتیاتی ہتھیار	●
44	ادارہ	رکن الدین بیبرس حب رسول ﷺ	●
48	محسن نصیر محمد قتلین	گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد	●



توہین آمیز قلم کی نمائش

احمد سدید



اک تیرے نام سے پھیلی نیاز مانے میں

عبدالرحمن



حرمین شریفین..... اشاعت اسلام کے اولین مراکز

ثاقب مجید



خطبہ جمعۃ المبارک

پروفیسر حافظ محمد سعید

فی پرچہ 15 روپے، سالانہ 150 روپے

یورپی ممالک پونڈ	امریکی ڈالر	سعودی ریال
20	30	70

P.O. BOX No. 966, GPO LHR.
akhbaretalaba@yahoo.com

Ph: 0334-7551755

شیطان کے پجاریوں کی طرف سے توہین آمیز فلم کی نمائش

خود اپنے ہی ہاتھوں اپنی تباہی کی نوید

نوجوان بالخصوص طلباء رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرنے والوں سے نمٹنے کی تیاری کریں

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتَ اللَّهِ يَكْفُرُ بِهَا وَيَسْتَهْزِئُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذَا مِثْلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا (النساء: 140)

”اور بلاشبہ اس نے تم پر کتاب میں نازل فرمایا ہے کہ جب تم اللہ کی آیات کو سُنو کہ ان کے ساتھ کفر کیا جاتا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے تو ان کے ساتھ مت بیٹھو، یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں۔ بے شک تم بھی اس وقت ان جیسے ہو، بے شک اللہ منافقوں اور کافروں، سب کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔“

اس وقت امت مسلمہ شدید اضطراب کا شکار ہے۔ نیل سے کاشغرتک، مشرق سے مغرب تک پوری دنیا کے مسلمان غم و غصے میں ہیں۔ لیبیا میں امریکی سفیر کو قتل کیا گیا اور سفارتخانے کو آگ لگا دی گئی۔ پاکستان سمیت اکثر ممالک میں پرتشدد مظاہرے ہوئے۔ نہ صرف اسلامی ممالک بلکہ جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں وہاں انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ بہت سی جگہوں پر املاک کا نقصان ہوا اور قانونی اداروں سے تصادم جانی نقصان کا باعث بھی بنا۔ چند جذباتی عناصر کی بدولت ملکی املاک کا نقصان اپنی جگہ مگر حرمت رسول ﷺ کے معاملے میں ہر شخص بدلے کی آگ میں جل رہا ہے اور اس وقت امت مسلمہ میں بیداری کی لہر نظر آ رہی ہے جسے ٹھوس اور واضح راستہ دینے کی ضرورت ہے۔ تاکہ یہ جذبات امت کو متحد و متفق کر کے اسلام کے دفاع کے لیے اللہ کے دشمنوں کے سامنے سینہ سپر ہونے کے لیے استعمال ہوں۔

ہمیں اس مسئلہ کی حساسیت کو سمجھنا چاہیے۔ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اعلانیہ جنگ تو 9/11 سے ہی جاری ہے جس میں ”امن عالم“ کے ان ٹھیکیداروں نے بد معاشری کرتے ہوئے لاکھوں مسلمانوں کو شہید کیا۔ شہروں کے شہر کا پٹ بمباری کر کے راکھ کا ڈھیر بنا دیے گئے۔ گوانتانامو، کابل و قندھار اور واشنگٹن نیویارک کے عقوبت خانے مسلمان بیٹوں سے بھر دیے گئے۔ جنگی قیدیوں کو جیوا کنونشن جیسے عالمی قوانین سے مبرا قرار دے کر 4x4 کے بنجر میں رکھا گیا۔

الغرض ہر وہ حربہ استعمال کیا گیا جو طاقت کے نشے میں سرشار ابلیسی قوتیں بروئے کار لاسکتی تھیں لیکن یہ سب مسائل اس وقت ثانوی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں جب رحمۃ اللعالمین، شافع محشر، سید ولد آدم، خیر البشر، امام کائنات جناب محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا گیا۔ توہین آمیز خاکے شائع کیے گئے، فلمیں بنائی گئیں۔ اسی طرح قرآن جلایا گیا، اسے ٹائلٹ پیپر کے طور پر استعمال کیا گیا، لیٹریں میں بھایا گیا اور قرآن کے اوراق بچھا کر مسلمانوں کی بیٹیوں کی اجتماعی آبروریزی کی گئی۔ یہ سب کچھ اس نبی ﷺ کی دشمنی میں کیا گیا جو سارے انسانوں کے لیے باعث رحمت بن کر آیا تھا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (سبأ: 28)

”اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

نبی ﷺ سے محبت ہمارے عقیدے اور ایمان کا حصہ ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔ (بخاری)

”تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں (محمد ﷺ) اسے اس کے والدین، اولاد اور سارے انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“

اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے آپ ﷺ سے اپنی جان کے علاوہ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبت ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: عمر تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک تم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ رکھو۔ عمر رضی اللہ عنہ فوراً فرمانے لگے: اے اللہ کے نبی ﷺ! اب مجھے آپ ﷺ سے اپنی جان سے بھی زیادہ محبت ہے۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: الان یا عمر۔ ”اے عمر اب بات بنی۔“

اسی طرح سورہ الاحزاب میں خالق کائنات نے فرمایا:

الَّذِي أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ۔ (الاحزاب: 6)

”نبی کا حق مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ ہے۔“

یعنی جب نبی کا معاملہ آجائے تو پھر جانوں کی پروا نہیں۔ پوری امت کی جانیں نبی ﷺ کی حرمت پر قربان ہو جائیں تو یہ گھائے کا سودا نہیں بلکہ مقصود ہی یہ ہے۔ لہذا اگر اس وقت یہودی و صلیبی رسول اللہ ﷺ کی حرمت پر حملہ آور ہیں تو اس کے تحفظ کے لیے جانیں نچھاور کرنا امت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔ ذرا اس سعادت کا اجر تو ملاحظہ کیجیے۔

احمد میں رسول اللہ ﷺ کے گرد چند ایک صحابہ رضی اللہ عنہم رہ گئے۔ ایک ایک کر کے شہید ہوتے گئے تھے جو کہ صرف طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہما رہ گئے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایسی تلوار چلائی کہ ہاتھ شل ہو گیا۔ اتنے میں عمر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: عمر! طلحہ کو سنبھالو۔ اس نے جنت واجب کر لی ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے تیر چلائے۔ آپ ﷺ اپنے ترکش میں سے تیر نکال نکال کر دے دیے تھے اور فرما رہے تھے ”ارم یا سعد فداک اہی و امی“ اور تیر چلا اے سعد! تجھ پر میرے ماں باپ قربان۔

یہ مسئلہ بھی ذہن نشین رہے کہ گستاخ رسول ﷺ کی سزا صرف اور صرف قتل ہے۔ باپ کے قتل کو معاف کیا جاسکتا ہے ماں کے قاتل کو معاف کیا جاسکتا ہے بھائی کا قاتل معاف کیا جاسکتا ہے لیکن امت میں سے کسی کے پاس اختیار نہیں ہے کہ وہ نبی ﷺ کے گستاخ کو معاف کر سکے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں کعب بن اشرف، ابورافع، ابن خطل و دیگر قاتل کیا گیا۔ ابھی بعض لوگ یہ غلط فہمی پھیلا رہے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد عام معافی کا اعلان کیا گیا لیکن یاد رہے کہ ابن خطل جو رسول اللہ ﷺ کا گستاخ تھا اسی کے بارے میں اعلان کیا گیا کہ وہ اگر بیت اللہ کے پردے میں بھی پلٹا نظر آئے تو اسے قتل کیا جائے اور اسی طرح ہوا۔ اس گستاخ کو بیت اللہ میں ہی قتل کیا گیا۔ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی رحمت ﷺ کا گستاخ واجب القتل ہے۔ تو بہ کا معاملہ بھی اللہ کے ساتھ ہے لیکن اس گناہ میں اس کی گردن اڑائی جائے گی۔ لہذا اس مسئلے پر مجموعی طور پر ایک موقف ہونا چاہیے کہ ایسے گستاخوں کی گردنیں اڑانے تک مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ یہ بات بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ مغرب ایسی رذیل حرکتیں کیوں کر رہا ہے؟ یہ لوگ دعویٰ دیتے ہیں کہ وہ اللہ کی پیروی کے ہیں لیکن حقیقت میں مادہ پرست، خواہشات کے پجاری اور ہوس کے بھوکے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتابوں میں تمام انبیاء کے بارے میں گستاخیاں کی ہیں۔

عیسائی پیشواؤں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وہ کچھ لکھا ہے کہ قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ ان ایلیس کے پجاریوں نے انبیاء کی توہین پر مبنی فلمیں بنائی ہیں۔ Freedom of Expression (آزادی اظہار) کے نام پر ان جانوروں نے کائنات کی مکرم و معظّم ہستیوں کے بارے میں وہ کچھ بکا ہے کہ اگر انہیں زندہ زمین میں بھی گاڑ دیا جائے تو حق ادا نہیں ہوگا۔ خود ان کی کیفیت یہ ہے کہ 70 فیصد لوگوں کو اپنے باپ تک کا پتہ نہیں ہے۔ مادر پدر آزاد لوگ، زنا و بدکاری کی پیداوار، شراب و کباب کے رسیا، تھیل و کلیوں میں اپنی ہوس پوری کرنے والے جانوروں سے بدرجہ لوگ یہ کیا جانیں کہ عزت، احترام، حرمت، غیرت کیا ہوتی ہے؟ جن کے ہاں خاندانی نظام کا تصور نہ ہو وہ امہات المؤمنین کی شان اقدس کو کیا جانیں۔

دوسرا یہ لوگ تیزی سے پھیلتے اسلام سے خائف ہیں۔ ان کے ملکوں میں لاکھوں کی تعداد میں ہر سال لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں۔ ہر طبقے کے افراد بالخصوص خواتین اسلام قبول کر رہی ہیں۔ جتنا زیادہ پراپیگنڈہ انہوں نے اسلام میں خواتین کے حقوق کے خلاف کیا تھا اتنی ہی تیزی سے آج ان خطوں میں خواتین اسلام کا لبادہ اوڑھ رہی ہیں۔ حجاب پر پابندی جتنی شد و مد سے لگاتے ہیں اتنی ہی زیادہ تعداد میں عورتیں حجاب پہننا شروع کر رہی ہیں۔ لہذا کلیسا گرنے کو ہے۔

ہنری کسخر نے بیان دیا ہے کہ دس سال سے پہلے اسرائیل ختم ہو جائے گا اور ہندو بیٹے کو بھی یہ خطرہ ہے کہ یہ آج نہیں تو کل پھر سے کوئی نہ کوئی غوری غزوی ہمارے ان سومانوں کو ڈھا سکتا ہے۔ تیسرا یہ کہ اس حرکت کو سام بائیل (نیکیو بائیل) یا میری جوز کا انفرادی فعل قرار دے کر جان نہیں چھڑائی جاسکتی۔ چھ سالوں سے ان واقعات کا تسلسل اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ میری جوز، پوپ پال کے اشاروں پر ناپچنے والا کردار ہے۔ ابو باکا کہنا کہ ہم سزا نہیں دے سکتے اسے برابر کا مذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ محض یہ ہے کہ پوری صلیبی دنیا یہودیہ و ہندو اور ملحدین آج اس خباثت میں ملوث ہیں۔

آخر میں یہ بات کہ ہماری ذمہ داری کیا ہے؟ جہاں تک حکومت کا تعلق ہے تو فوری طور پر امریکی جنگ سے نکلے، سپلائی بند رکھے۔ یوم عشق رسول ﷺ منانا اور سلامتی کونسل اور OIC میں قرارداد ناخوش آئند لیکن یہ کافی نہیں ہے۔ اس وقت فیصلوں کی گھڑی ہے۔ آج دشمن ساری حدیں پار کر چکا ہے نبی ﷺ کی حرمت پر حملے سے بڑا اعلان جنگ کوئی نہیں ہو سکتا۔ لہذا اسے اعلان جنگ سمجھتے ہوئے ان ملعونوں کی پھانسی کا مطالبہ کرنا چاہیے اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو پھر ان کے سفیر کو ملک بدر کیا جائے۔ پاکستان میں USAID اور اقوام متحدہ کے سارے منصوبے بند کر کے ان سے علیحدگی اختیار کی جائے۔

فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ ”ان کے ساتھ نہ بیٹھو“ ورنہ ”إِنَّكُمْ إِذَا مِثْلَهُمْ.....“ ”تم بھی انہی جیسے نہ ہو جاؤ“ اسی طرح پورے ملک میں اللہ کے رسول ﷺ کی سیرت سے رہنمائی لیتے ہوئے اصلاحات کی جائیں۔ آپ ﷺ کی سیرت کو اوڑھنا پھونٹنا بنایا جائے۔ یوتھ فیسیٹیو کی بجائے NCC کروائی جائے۔ اگر ایسا کیا گیا تو پھر اقتدار بھی محفوظ رہیں گے ورنہ:

قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ. (ال عمران: 26)

”کہہ دے اے اللہ! بادشاہی کے مالک! تو جس چاہے بادشاہی دیتا ہے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لیتا ہے“

نوجوان بالخصوص طلباء کی ذمہ داری ہے کہ معاذ و معوذ بن انیس، علم دین اور عامر جیمہ کی طرح انتقام لینے کی تیاری کریں۔ جہاد کی تربیت حاصل کریں۔ اگر شہزادہ ہیری افغانستان آ سکتا ہے تو ہمارے نوجوان بھی اسے واصل جہنم کرنے کے لیے میدان جہاد میں اتر سکتے ہیں۔ نیز زندگیوں میں تبدیلی لائی جائے۔ نبی ﷺ سے عشق کا نعرہ زبانی نہ ہو بلکہ چہرہ لباس پانچ چھوٹ کا جسم گھر کا ماحول اور ہماری ترجیحات اس بات کا ثبوت دیں کہ ہمیں دنیا میں سب سے زیادہ اپنے نبی ﷺ سے محبت ہے۔ نماز کی پابندی قرآن پر علم و عمل اور دشمنوں سے مقابلے کے لیے تیاری اب وقت کی ضرورت ہے۔

یاد رکھئے! اگر اس وقت میں جوانیاں اسلام کے لیے پیش نہ کی گئیں تو پھر.....

نہ جب تک کٹ مروں میں خواہ بٹھا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کہ کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

اُنکے نام سے بیضیاں بنیں

ابلیس کے حواریوں کی پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف گستاخیاں

حُرمتِ نبی کے تحفظ اور شفاعت کا مقصد بننے کے لیے جانیں بچاؤ کرنے کا وقت آئے ہیں

موجودہ دور میں نبی اکرم ﷺ کی توہین کا معاملہ گویہ بہت نیا نہیں لیکن 9/11 سے جاری صلیبی جنگوں کے بعد اس معاملے میں ایک خاص حد تک تیزی آچکی ہے۔ ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تباہی کے تقریباً ایک سال بعد 8 ستمبر 2002ء کو امریکی چینل فاکس نیوز کو انٹرویو دیتے ہوئے ایک مذہبی جنونی جیری فال فویل نے اسلام اور نبی کریم ﷺ کی ذات کے بارے میں انتہائی گھٹیا زبان استعمال کی اور آپ ﷺ کو نعوذ باللہ ”دہشت گرد“ قرار دیا۔ 2004ء میں ہالینڈ کے فلم ساز تھیون وان گونے بھی ایک دستاویزی فلم میں آپ ﷺ کی کردار کشی کی۔ اس فلم ساز کو کچھ ہی عرصہ بعد ایک

اس کے ایمان نے کبھی یہ گوارا نہ کیا کہ وہ حرمتِ رسول ﷺ کے معاملے پر خاموش رہے۔ دنیا بھر میں کروڑوں افراد نے رسول معظم ﷺ سے محبت و عقیدت کا ثبوت دیا اور گستاخِ رسول کا سرِ قلم کرنے کا مطالبہ کیا۔ یہ معاملہ تاحال جاری ہے اور ہم اللہ کی بارگاہ میں یہ امید رکھتے ہیں کہ گستاخانِ رسول کو قرآنِ سزا دلوائے بغیر یہ معاملہ قطعاً نہ رک پائے گا۔ ان شاء اللہ

”وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينُ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ“ (الانعام: 112)

”اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کئے، کچھ آدمی اور کچھ جن۔“

اسلام سے عداوت ازل سے ہی یہود کا وطیرہ رہا ہے۔ اس کی کئی ایک وجوہات ہیں لیکن سب سے بنیادی وجہ رسول اللہ ﷺ کا بنی اسرائیل میں سے نہ ہونا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نسلی تعصب و تفاخر کا جن کچھ اس انداز سے اہل یہود پر قابض ہوا کہ انہوں نے ہر موقع

اور مقام پر آپ ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ کی مخالفت کی۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ یہودی کبھی بھی کھل کر سامنے نہ آئے۔

ہماری تیاری اور ان گستاخوں کا قتل دنیا پر یہ واضح کر دے گا کہ رسول اللہ ﷺ کا احترام ہی دنیا میں زندہ رہنے کی واحد شرط ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اس شخص کو دنیا میں رہنے کا کوئی حق نہیں

انہوں نے ہمیشہ اپنے تیر مشرکین و نصاریٰ کی کمائوں میں ڈال کر چلانے کی کوشش کی۔ رسول اللہ ﷺ کے دور سے لے کر آج تک ایسا ہی ہوتا آرہا ہے۔ حالیہ دنوں میں بھی ایک یہودی سام بائیل (اصل نام: نیکولا بلی نیکولا) کی جانب سے بنائی جانے والی فلم ”مسلمانوں کی معصومیت“ اس سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں کائنات کی سب سے عظیم ہستی کے کردار پر کچڑا چھالا گیا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

دو چار ہونے کا معاملہ کوئی آج کا نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کی موجودگی میں بھی یہ معاملہ اسی طور جاری تھا۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ تب بھی اس کے پیچھے اہل یہود بذاتِ خود یا ان کا ذہن موجود ہوتا تھا اور آج بھی معاملہ ایسا ہی ہے۔ تب بھی کعب بن اشرف اور ارفع ابن سنیہ جیسے یہود کے معززین کا شمار گستاخانِ رسول میں ہوتا تھا اور آج بھی ڈیٹیل پائیس، فلمیگم روزِ سام بائیل جیسے یہودی سرغنے ان کاموں میں ملوث ہیں۔ مگر تاریخ گواہ ہے کہ تب بھی محمد بن مسلمہ، عبداللہ بن تنکب اور حیرہ بن مسعود رضی اللہ عنہم جیسے محبانِ رسول ﷺ نے ان گستاخان کو کیفرِ کردار تک پہنچایا اور آج بھی غازی علم دین شہید اور عامر جیمہ شہید کے جانشین لاکھوں فرزندانِ اسلام موجود ہیں جو اپنے اسلاف کی طرح موقع کی تلاش میں ہیں کہ کب قدرت ان پر مہربان ہو اور وہ حرمتِ رسول ﷺ کی خاطر ان گستاخوں کا سر تن سے جدا کر دیں یا خود قربان ہو جائیں۔

ہوئے 12 کارٹون شائع کئے جو ”ڈیٹیل پائیس“ نامی متعصب یہودی کے غلیظ ذہن کی اختراع تھے۔ اس میں بھی آپ ﷺ کی ذات کو ”دہشت“ کی علامت ظاہر کیا گیا (نعوذ باللہ)۔ 2008ء میں ہالینڈ کے ہی ایک اور فلم ساز ”گریٹ ویلڈرز“ نے بھی ایک توہین آمیز فلم بنائی۔ اسی سال ہالینڈ کے ایک کارٹونسٹ نے آپ ﷺ کے خاکے بنا کر اپنی ویب سائٹ پر ”اپ لوڈ“ کر دیے۔ 20 مئی 2010ء کو فیس بک اور سوشل میڈیا کو اس مذموم مقصد کے لئے استعمال کیا گیا اور نبی اکرم ﷺ کے خاکے بنانے کی دعوت دی گئی جس پر کئی ممالک نے یہ سائنٹ ہلاک کر دی۔ اسی طرح ملعون پادری ٹیری جوز کی جانب سے مسلمانوں کی مقدس کتاب کو نذر آتش کرنے کے لئے باقاعدہ ایک دن مخصوص کیا گیا اور اپنی ذاتی عدالت میں مقدمہ چلا کر اس پاک کتاب کو ”دہشت گردی“ کی تعلیم دینے والا کہا گیا۔ نعوذ باللہ

اس فلم کے ریلیز ہونے کی خبریں جو نبی عالمی میڈیا پر نشر ہوئیں تو غم و غصے کا ایک سیلاب تھا جو اسلامی ممالک کی سڑکوں پر اُٹھ آیا۔ پھر نہ صرف مسلم ممالک بلکہ جہاں پر بھی ”اللاہ الا للہ محمد رسول اللہ“ کے اقرار کی موجود تھے انہوں نے اس گستاخی کی شدید انداز میں مذمت کی۔ یہ معاملہ ہی ایسا ہے کہ کوئی مسلمان کسی حد تک بھی اسلام سے دور ہو کر دنیا کی رنگینیوں میں کھو چکا ہو

من ذالک۔ پھر حالیہ فلم بھی آپ کے سامنے ہے جس میں نہ صرف رسول اللہ ﷺ بلکہ ازواج مطہرات کے کردار کو بھی انتہائی شرمناک انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

ان ساری بد معاشیوں کو ”آزادی اظہار رائے“ کا نام لے لے کر مسلسل کیا جا رہا ہے۔ کسی پر بھی کوئی اعتراض کیا جائے تو یہی جملہ سننے کو ملتا ہے کہ بھی آج کے دور میں ہر شخص کو آزادی ہے وہ جو مرضی کرتا پھرے۔ اول تو یہ گماشتے اپنی اپنی زندگیوں اور معاشروں کے حوالے سے جو مرضی کہتے رہیں لیکن جب معاملہ اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی حرمت کا ہو تو کسی کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں۔ پھر ان کا یہ آزادی اظہار کا نعرہ اس وقت کہاں دفن ہو جاتا ہے جب بات ”ہولو کا سٹ“ کی ہوتی ہے۔

ابھی اس معاملے کو چند سال ہی تو گزرے ہیں جب ایک فرانسیسی فلسفی ”روچہ جارودی“ جس نے اپنا اسلامی نام رجا جارودی رکھا ”ہولو کا سٹ“ کے متعلق چند حقائق لکھنے پر عدالت میں گھسیٹا گیا۔ اس ”جرم“ کی پاداش میں اسے دوا لاکھ چوالیس ہزار فرانک جرمانہ ادا کرنا پڑا۔

کچھ ایسا ہی معاملہ 2006ء میں تب دیکھنے کو ملا جب جرمنی نے ہولو کا سٹ سے انکار پر ایک برطانوی بٹپ نے 10 ہزار یورو جرمانہ ادا کیا۔ اس کا جرم یہ بتایا گیا کہ اس نے ایک ٹیلی وژن کو انٹرویو دیتے ہوئے یہ کہا کہ ”وہ اس بات پر یقین نہیں رکھتا کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران یہودیوں کا گیس چیمبروں میں قتل کیا گیا تھا۔“ اس سنگین جرم پر اس کی فوری پکڑ کی گئی اور اسے جرمانہ ادا کرنا پڑا۔ اس جیسی بیبیوں مثالیں ہیں جو اہل مغرب کے ”آزادی اظہار“ کے نعرے کی قلعی کھولنے کے لیے کافی ہیں۔

درحقیقت ان سارے توہین آمیز واقعات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آئی ہے کہ اہل کفر اسلام کی ترویج و اشاعت اور روز افزوں ہوتی مسلمانوں کی تعداد سے سخت نالاں ہیں۔ وہ یہ جان چکے ہیں کہ مستقبل میں اسلام ہی پوری دنیا کا مذہب ہوگا۔ اسی طرح توہین کے ان سارے واقعات میں اہل مغرب و یورپ کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے نبی اکرم ﷺ کی ذات کو اس

انداز میں پیش کیا گیا ہے جیسے یہ بے حد خطرناک ہیں جو عنقریب تم پر چھا جائیں گے، تمہاری بستیوں اور محلات کو تباہ کر دیں گے، تم پر قابض ہو جائیں گے۔ رموز کی زبان میں بات کی جائے تو یہ معاملہ عنقریب ہو کر ہی رہتا ہے۔ گو کہ اہل مغرب کے کچھ دانشور اس اشارے کو سمجھ چکے لیکن وہ اتنی طاقت نہیں رکھتے کہ ان گستاخان رسول کو ایسے ”اشارے“ دینے سے روک سکیں۔ آئیے ان اشاروں کو سمجھنے کے لیے تاریخ سے ایک مثال لیں۔

ایسا ہی ایک اشارہ تاریخ کا حصہ ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں مسلمانوں کے سپہ سالار سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک اہلی شاہ فارس کے دربار میں بھیجا جس نے جواب میں ازراہ تحقیر مٹی کا ایک ٹوکرا اس اہلی کے سر پر رکھوا دیا کہ مٹی اپنے بڑوں



کے پاس لے جاؤ۔ کچھ لوگوں کے نزدیک شاید یہ ایک عام سی بات تھی مگر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا ذہن و فطین اپنی بڑی تیزی سے وہ ٹوکرا اٹھا کر اپنے سپہ سالار کے سامنے پیش ہوا اور بولا: ”مبارک ہو! باب فارس نے اپنی زمین آپ رضی اللہ عنہ کو تحفے میں دے دی۔“

کچھ ہی عرصے کے بعد دنیا نے دیکھا کہ ”رموز“ کی زبان میں کی گئی بات سچ ثابت ہوئی اور سارا فارس مسلمانوں کے زیر اطاعت زندگی بسر کرنے لگا۔ یہ بات بھی تاریخ کا حصہ ہے کہ

فارس کے کچھ سمجھداروں تک جب یہ بات پہنچی تو انہوں نے فوری طور پر ”خسر“ کو یہ بے وقوفی واپس لینے پر آمادہ کیا مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ آج بھی مغرب کے کچھ نا سمجھوں نے دنیا بھر کے لئے رحمت بنا کر نازل کی جانے والی شخصیت کو اپنے لئے تباہی و بربادی کی تصویر بنانے کی نہ صرف کوشش کی ہے بلکہ ازراہ تحقیر اسے پوری دنیا تک پہنچانے کے لئے کوئی کسر روا نہ رکھی۔ دیکھا جائے تو یہ اپنے ہی ہاتھوں اپنی تباہی کی نوید ہے۔

اسی بات کو امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے الفاظ میں دیکھا جائے تو مزید وضاحت ہوتی ہے۔ آپ رحمہ اللہ اپنی کتاب ”الصارم المسلول علی شاتم الرسول“ میں بیان کرتے ہیں:

لا تعداد مسلمانوں نے جو کہ تقدیراوی ہیں اور علم وفقہ سے بہرہ مند اور آزمودہ کار، ہم سے بیان کیا کہ شام کے ساحل پر واقع قلعوں اور شہروں کے محاصرے کے دوران ایک زبردست بات وہ متعدد بار آ زما چکے ہیں۔ یہ ہمارے اپنے (ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے) زمانے کی بات ہے۔ اہل اسلام ان خطوں میں گوروں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو اس سلسلہ میں ان (فقہ یعنی شاہدوں) نے ہم (ابن تیمیہ رحمہ اللہ) سے بیان کیا کہ کسی قلعے یا شہر کا محاصرہ کیے ہوئے ہمیں مہینہ مہینہ یا اس سے بھی زیادہ عرصہ گزر جاتا مگر وہ قلعہ یا وہ شہر فتح ہونے کا نام نہ لیتا۔ حتیٰ کہ ہم قلعہ لینے کی آس بھی قریب قریب کھو چکے ہوتے۔ یہاں تک کہ جب وہ لوگ کبھی رسول اللہ ﷺ کی توہین کے مرتکب ہوتے اور آپ رضی اللہ عنہ کی ذات و ناموس کے متعلق گستاخی کر لیتے تو ان کا مفتوح ہو جانا ہمیں بہت قریب دکھائی دیتا۔ صورتحال یک بیک ہمارے حق میں تبدیل ہونے لگتی اور قلعہ کا زیر ہونا دن دو دن کی بات رہ جاتی۔ پھر ہمیں بھرپور فتح ملتی اور دشمن کا خوب ستیاناس ہوتا۔ ان راویوں کا کہنا ہے کہ یہ بات ہماری اس قدر آزمودہ رہی کہ جب کبھی ہم ان بد بختوں کو رسول اللہ ﷺ کی شان میں زبان درازی کرتے سنتے تو اگرچہ اسے سن کر ہمارا خون کھول رہا ہوتا مگر ہم اس کو فتح کی بشارت سمجھتے۔

ایسی ہی روایت مجھ سے فقہ راویوں نے غرب (شمالی افریقہ و اندلس) کی بابت بیان کی کہ وہاں بھی مسلمانوں کو نصاریٰ کے ساتھ یہی معاملہ پیش آتا رہا ہے۔“

(الصارم المسلول: ص 123، فصل: من تجارب المسلمين فی عصر المؤلف فیمن سب الرسول)

مندرجہ بالا واقعات کو دیکھا جائے تو اسلام و کفر کی یہ جنگ اپنے منطقی انجام کی طرف بڑھتی دکھائی دیتی ہے۔ ایک طرف امریکہ اور اس کے حواری اپنی تمام تر صلاحیتوں کو اسلام کے خلاف استعمال کر رہے ہیں جبکہ دوسری طرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے کا عزم لئے مجاہدین ان کے مد مقابل ہیں۔ ایسے دور میں کہ جب 157 اسلامی ریاستوں کے سربراہان امریکی مرعوبیت کا شکار ہو کر حق بات کہنے سے گھبرا رہے ہیں اسی دور میں اللہ کے شیر امریکی سوراؤں کو ناکوں چنے چبوانے پر تے ہوئے ہیں۔ اللہ رب العزت تو پہلے ہی ان بدبختوں کے لئے دنیا و آخرت کے عذاب کی خبر دے چکے ہیں۔

”إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا“ (الاحزاب: 57)

”بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کو تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا و آخرت میں لعنت کی اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا۔“

اللہ رب العزت یقیناً اس بات پر قادر ہے کہ ایک حکم کے ذریعے ان سارے کافروں کو نیست و نابود کر دے۔ مگر اللہ کی یہ سنت رہی ہے کہ وہ اہل ایمان کو موقع فراہم کرتا ہے تاکہ ان کے ہاتھوں سے کافروں کو عذاب دیا جائے اور ان کے ایمانوں کا امتحان بھی ہو سکے۔

”قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصَرِّكُمْ عَلَيْهِمْ وَيُشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ“ (التوبہ: 14)

”ان سے لڑو اللہ انہیں تمہارے ہاتھوں سے عذاب دے گا اور انہیں رسوا کرے گا اور ان کی خلاف تمہاری مدد کرے گا اور مومن لوگوں کے سینوں کو شفا دے گا۔“

اس سے پچھلی آیات میں اللہ نے انہی کفار کا ذکر کیا ہے جو اپنے عہد توڑ ڈالتے ہیں اور مسلمانوں کے دین میں طعن کرتے ہیں۔ قرآن کو رسول اللہ ﷺ کو تنہیک کا نشانہ بناتے ہیں تو ان کے سرداروں سے لڑنے کا اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے۔

(مفہوم سورۃ التوبہ: 12)

اس سارے پس منظر اور پیش منظر کو سامنے رکھتے ہوئے چند ایک کاموں کا سرانجام پانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی حرمت کا معاملہ صرف چند ایک دنوں کی بات نہیں۔ یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور اس پر ایک مستقل آواز بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ جب تک میڈیا اس معاملے کو اخبارات اور ٹی وی چینلز کے ذریعے

اٹھائے رکھے ہم بھی اس میں حصہ ڈالتے رہیں اور جب ”کورج“ آنا کم ہو جائے یا خبروں کی تعداد گھٹتے گھٹتے نہ ہونے کے برابر ہو جائے تو ہم تبھی کد اب یہ مسئلہ ختم ہو گیا ہے۔

ایک تو ہمارے لئے یہی بات سواہن روح ہے کہ اس طرح کے واقعات اس دور میں ہو رہے ہیں جب ہم اس گستاخی کے باوجود زندہ ہیں جبکہ مسلمانوں کی تمام حکومتیں ایک اعتبار سے امریکی غلامی کا شکار ہیں۔ جس کا نقصان یہ ہے کہ جس جارحانہ انداز کے ساتھ اس گستاخی کا جواب دے کر گستاخان رسول کے سروں کو تن سے جدا کر دینا چاہیے وہ معاملہ دکھائی نہیں دے رہا۔ اس پر ہم بھی خاموش ہو کر گھروں میں بیٹھے رہے اور اتنا باؤ ڈالنے میں ناکام رہے جو ان تمام ملعونین کو سزا دلوانے کے لئے چاہیے تھا تو خود سوچئے کل ہمارے پاس اپنی اس بے ہمتی کا کیا جواب ہوگا؟ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام گستاخان رسول کی سزا تک ہم جین سے نہ بیٹھیں اور مسلسل اس تحریک کو چلائے رکھیں۔ جن لوگوں نے اس معاملے کو اجاگر کرنے کا عزم مصمم کر رکھا ہے ان کا ساتھ دیں تاکہ کم از کم احتجاج اور اجتماعات کے ذریعے

دنیا و آخرت میں برے انجام سے دوچار ہونے کا معاملہ کوئی آج کا نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کی موجودگی میں بھی یہ معاملہ اسی طور جاری تھا۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ تب بھی اس کے پیچھے اہل یہود بذات خود یا ان کا ذہن موجود ہوتا تھا اور آج بھی معاملہ ایسا ہی ہے

یہی ہم اپنا پیغام ان بدبختوں تک پہنچا سکیں۔ جن میں سے اکثر دنیا سے روپوش ہو کر ذلت آمیز زندگی گزارنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ اس حوالے سے دوسرا اہم کام بدلے کی تیاری ہے۔ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ کوئی شخص ہمارے نبی محمد ﷺ کی توہین کرے اور ہم اسے جانے دیں۔ ہر مسلمان کو ہمہ وقت تیار رہنا چاہیے کہ کب اسے موقع ملے اور وہ توہین کے مرتکب افراد کو جہنم واصل کرے یا خود شہید ہو کر اللہ کی جنتوں کا راہی بنے۔ ہماری تیاری اور ان گستاخوں کا قتل دنیا پر یہ واضح کر دے گا کہ رسول اللہ ﷺ کا احترام ہی دنیا میں زندہ رہنے کی واحد شرط ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اس شخص کو دنیا میں رہنے کو کوئی حق نہیں۔ بعض جہالت زدہ مذہبرین کی طرف سے یہ اعتراض اکثر اٹھایا جاتا ہے کہ یہ کام تو حکومتوں کے ہیں۔ باقاعدہ قانون کے دائرے میں رہ کر یہ سب کام ہونے چاہئیں وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام ”اہل دانش“ سے میں کہنا چاہوں گا کہ ہمیں دنیا کو اس بات پر مجبور کرنا چاہیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی حرمت کے لئے قانون سازی کریں۔ کسی کو یہ اجازت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ ہمارے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کر سکے اور اگر کفار کی حکومتیں ایسا نہیں کرتیں تو اللہ نے جس کو موقع دیا وہ اس

فریضے سے پیچھے نہیں ہٹے گا۔ پس ہر ایک کو پوری بصیرت کے ساتھ اس معاملے پر استقامت اختیار کرنی چاہیے اور دعا بھی کرنی چاہیے کہ ہم بھی محمد بن عبد اللہ ﷺ کی طرح آگے بڑھ کر یہ فریضہ سرانجام دینے والے نہیں جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:

مَنْ لِكُفِّ بْنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ مُحَمَّدٌ بْنُ مُسْلِمَةَ أَتَجِبُ أَنْ أَقْتُلَهُ قَالَ نَعَمْ

(بخاری، کتاب المغازی: 4037)

”کعب بن اشرف کو کون قتل کرے گا کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت پہنچائی ہے تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: میں (اسے قتل کروں گا) اے اللہ کے رسول ﷺ (پھر کہا) کیا آپ چاہتے ہیں میں اسے قتل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔“

اس اعتبار سے اگلا نہایت اہم کام کفار کا معاشی بائیکاٹ ہے۔ اول تو ان تمام افراد اور اداروں کو اہل کفر سے فی الفور تجارت بند کر دینی چاہیے جن سے خریدی گئی اشیاء خود مسلمانوں کے خلاف

ہی استعمال ہو رہی ہیں۔ جیسے عرب مسلمانوں کے پاس اس وقت ایک اہم ہتھیار تیل کی دولت ہے۔ آج اگر اہل عرب اہل مغرب کو تیل فروخت کرنا بند کر دیں تو امریکی و یورپی معیشت کا

دیوالیہ نکل جائے۔ امریکی باقی جو مرتے بھی کئی ایک کو لے کر ڈوبنے کے چکر میں ہے تیل نہ ہونے کی بدولت چند دنوں میں سبک سبک کر دم توڑ دے گا۔ پھر یہ اجتماعی طور کرنے کے کام ہیں جن کا تعلق ہر خاص و عام سے نہیں حالانکہ انفرادی طور پر بھی ہر شخص اس کار خیر میں حصہ لے سکتا ہے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے خود کو ان تمام اشیاء کا عادی کر رکھا ہے جن کا فائدہ سراسر کفار کو پہنچتا ہے اور وہ اسی سرمائے کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ اس حوالے سے شمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ یہ بنی حنیفہ کے سردار تھے اور مکہ والوں کو غلہ فراہم کیا کرتے تھے۔ اللہ نے انہیں نور ہدایت سے نوازا اور یہ مسلمان ہو گئے۔ اسلام قبول کرتے ہی یہ عمرہ کے لئے مکہ تشریف لے گئے۔ قریش والوں نے ان سے تعلقات کا خیال نہ کیا اور طعن و تشنیع کرنے لگے کہ کیا تم بے دین ہو گئے ہو؟ آپ ﷺ نے انہیں جواب دیا کہ بے دین نہیں ہوا بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لا کر مسلمان ہوا ہوں۔

جب اہل قریش نے اپنی زبانوں کو لگا کر ندی تو یہ بالآخر پکار اٹھے: اللہ کی قسم! اب جب محمد ﷺ اجازت نہ دیں گے تب تک یمامہ (ان کا علاقہ) سے تمہارے لئے گھوڑوں کا ایک دانہ بھی

بہر حال اس معاملے میں سب سے اہم اور فوری کرنے والا کام یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حرمت کا پاس کرتے ہوئے اپنی جان و مال گھرباؤں اور اڈرشتہ دار الغرض ہر شے قربان کرنے کا عزم کیا جائے۔ یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اس حوالے

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ کفار کو اصل تکلیف ہی اس بات کی ہے کہ اسلام دنیا میں تیزی سے پھیل رہا ہے اور پوری دنیا رسول اللہ ﷺ کے کردار عمل سے روشنی حاصل کر رہی ہے۔ یہ بات باطل

مذہب کے پیشواؤں کو ہضم نہیں ہو رہی اور وہ اپنے جیلوں کے فریضے سے ایسی فضا بنا رہے ہیں جس سے کائنات کی سب سے معزز ہستی کی تخلیق کی جا سکے۔ مگر ”آسمان کا تھوک منہ پر“ کے مصداق ایسی تمام گستاخیاں انہیں پہنچی پڑی ہیں اور نہ صرف رسول اللہ ﷺ کے پیروکاروں میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے بلکہ ان کی ذلت و رسوائی بھی اسی حساب سے بڑھ رہی ہے۔ اللہ نے چاہا تو یہ گستاخیاں کفار کی شکستِ فاش میں آخری کیل ثابت ہوں گی اور جلد پوری دنیا پر اسلام کا پھر براہ راست نازل ہوا گا۔ ان شاء اللہ

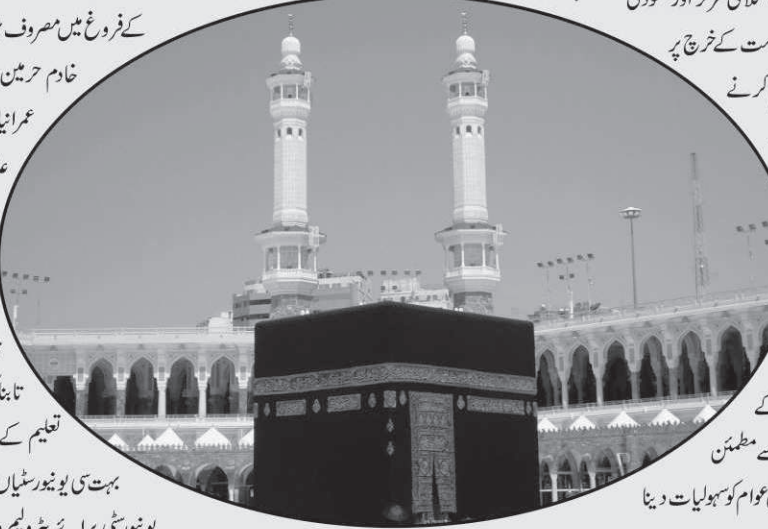
☆☆.....☆☆.....☆☆.....☆☆.....☆☆

اسی طرح ان طلباء کو ہر سال اپنے اپنے ملک چھٹیوں منانے کی غرض سے آنے جانے کا ہوائی ٹکٹ بھی دیا جاتا ہے۔ دوسری طرف امریکہ، یورپ و ایشیاء میں لاکھوں دینی مدارس، عصری تعلیم گاہیں، مساجد، دعوتی سینٹر آباد ہیں۔ جن کے تمام اخراجات وزارت اسلامی امور برداشت کرتی ہے۔ دنیا کا شاید ہی کوئی ملک ایسا ہو جہاں سعودی حکومت کا قائم کردہ اسلامی مرکز اور سعودی

جامعات کا فاضل نظر نہ آئے۔ سعودی حکومت کے خرچ پر
دنیا کے مختلف ممالک میں دعوت کا کام کرنے
والے مبعوثین کی تعداد ہزاروں میں ہے۔
مشرق وسطیٰ میں آنے والی
تبدیلیوں سے اس بات کا پروپیگنڈا
زبان زدعام تھا کہ سعودی عرب بھی
تبدیلی کے دہانے پر ہے۔ سعودی
عوام آل سعود سے بہت تنگ ہے اور ان
سے چھٹکارا چاہتی ہے۔ لیکن حقیقت اس کے
برعکس ہے۔ سعودی عوام اپنی حکومت سے مطمئن

ہے۔ حکومت وقت کے اولین فرض میں عوام کو مہولیات دینا ہے جس میں وہ کامیاب بھی نظر آتی ہے۔ اس بات کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ سعودی حکومت نے دنیا کے بدلے حالات اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے تعلیم کو اولین فوقیت دی ہے۔ سعودی عرب نے اپنے ملک میں علم کے فروغ کے لیے اپنی آمدنی یا بجٹ کے کل میزانیہ سے 25% تعلیم کے لیے مختص کر رکھا ہے، تعلیم کے فروغ کے لیے دنیا کا شاید ہی کوئی ملک جو جس نے اتنا بڑا بجٹ تعلیم و تعلم کے لیے مختص کر رکھا ہو۔ ہمارے ملک پاکستان میں جہاں بدعنوان اور خود غرض حکمرانوں نے ہمیشہ تعلیم کے احاء سے چشم پوشی اختیار کی ہے یہاں کبھی بھی

بجٹ میں 5% سے 7% سے زیادہ رقم تعلیم کے فروغ کے لیے مختص نہیں ہوئی۔ سرکاری شخصیات اور بیوروکریٹس نے بڑے بڑے مہنگے نجی ادارے قائم کر کے جہاں تعلیم کو مشکل، مہنگا اور کاروبار بنایا ہے وہیں سرکاری بجٹ میں اضافہ کی راہ میں بھی یہ مافیال کاوٹ ہے۔ آج سعودی عرب کے حکمرانوں کی علم دوستی کی وجہ سے مسلم ممالک میں سب سے زیادہ شرح خواندگی سعودی عرب میں ہے جہاں علم کا حصول نہایت ہی آسان بنا دیا گیا ہے۔



1932ء میں مملکت سعودی عرب کے قیام کے وقت ہر باشندے کی تعلیم تک رسائی نہ تھی اور شہری علاقوں میں مساجد سے ملحق مدارس میں تعلیم کی محدود اور انفرادی کوششیں ہو رہی تھیں۔ ان مدارس میں شریعت اسلامی اور بنیادی تعلیم سکھائی جاتی تھی تاہم گزشتہ صدی کے اختتام تک سعودی عرب ایک قومی تعلیمی نظام کا حامل ہے جس میں تمام شہریوں کو اسکول سے لے کر جامعات تک مفت تعلیم و تربیت فراہم کی جاتی ہے۔ جدید سعودی تعلیمی نظام، جدید اور روایتی فنی و سائنسی شعبہ جات میں معیاری

تعلیم فراہم کرنا تھا۔ اسلام کی تعلیم سعودی نظام کا بنیادی حصہ ہے۔ 1945ء میں شاہ عبدالعزیز آل سعود نے مملکت میں اسکولوں کے قیام کے لیے ایک جامع پروگرام کا آغاز کیا۔ 6 سال بعد مملکت میں 226 سکولوں میں 30 ہزار طلباء زیر تعلیم تھے۔ 1954ء میں وزارت تعلیم کا قیام عمل میں آیا۔ شاہ فہد اس کے پہلے وزیر تعلیم مقرر ہوئے اور سعودی عرب کی پہلی ”ملک سعود یونیورسٹی“ 1957ء میں ریاض میں قائم ہوئی۔ آج سعودی عرب میں 25 جامعات، 24 ہزار سے زائد سکول اور بیسیوں کالج تعلیم کے فروغ میں مصروف ہیں۔

خادمِ حرمین شریفین عبداللہ بن عبدالعزیز تعلیم، عمرانیات، پیداوار، جدید ٹیکنالوجی اور صحت عامہ کے شعبوں پر خصوصاً توجہ دیتے ہیں۔ ملک بھر میں یونیورسٹیاں، سکول اور ثقافتی و تحقیقی ادارے موجود ہیں۔ جن میں سائنسی ترقی کے حوالے سے ہونے والے کام سعودی عرب کے تابناک مستقبل کا پیغام دیتا ہے۔ اسلامی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید فنی تعلیم کے لیے بھی بہت سی یونیورسٹیاں قائم کی ہیں۔ ان میں سرفہرست شاہ فہد یونیورسٹی برائے پٹرولیم و معدنیات شامل ہے۔ اس طرح شاہ عبداللہ یونیورسٹی برائے سائنس و ٹیکنالوجی اور شاہ سعود بن عبدالعزیز یونیورسٹی برائے ہیلتھ کام کر رہی ہیں۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی طرز پر عرب اوپن یونیورسٹی بھی علم کے آسان فروغ کا ذریعہ ہے۔ بہت سے میڈیکل کالج اور ٹیکنالوجی کالج، انڈسٹریل ادارے، کالج برائے سیاحت، ڈسٹریل کالج، ٹیلی کام و الیکٹرونکس کالج، بزنس اینڈ ایڈمنسٹریشن کالج، شہزادہ سلطان ایوی ایشن کالج، ویسٹرن کالج اور میڈیسن کالج سمیت ان گنت ادارے تعلیمی میدان میں مصروف عمل ہیں۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مملکت سعودی عرب دنیا کے تقریباً ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن ہے۔ سعودی عرب کے محترم اور عزت والے شہر مکہ اور مدینہ پوری دنیا کے مسلمانوں

جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے سر پر کفن باندھ کر نکلیں گے اور مکہ اور مدینہ کی طرف اٹھنے والی ہر آنکھ کو پھوڑ دیں گے۔ ہر اٹھتے ہاتھ کو کاٹ دیا جائے گا۔ بڑھتے ہوئے قدموں کو روک دیا جائے گا اور ان مقدس شہروں کے خلاف بولنے والی ہر زبان کو گدی سے کھینچ لیا جائے گا۔ سعودی عرب نے ہر حال میں عالم اسلام کو درپیش ہر مشکل کو دور کرنے میں ہر اول دستے کا کردار ادا کیا۔ اس کی تازہ ترین مثال حال ہی میں ہونے والی اسلامی سربراہی کانفرنس ہے۔ جس کا انعقاد 27 رمضان المبارک کو مکہ میں ہوا۔ اس ہنگامی کانفرنس میں برما، فلسطین اور شام کے مسائل کو زیر غور لایا گیا۔ اس کانفرنس میں میزبان خادم الحرمین شریفین شاہ عبداللہ نے اس بات پر زور دیا کہ مسلمان جزوی اور فروغی اختلافات سے بالاتر ہو کر باہمی اتحاد، اخوت اور یکجہتی کو فروغ دیں اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں۔

کے اصول اور اس کی اہمیت، دعوتی سرگرمیوں کو درپیش مسائل و چیلنجز، بالخصوص مسلم امہ کو درپیش مسائل اور اس کے ساتھ اس میں عصری ٹیکنالوجی کے استعمال پر غور و خوض کیا گیا۔ مسلم دنیا میں کوئی ناگہانی آفت آنے کی صورت میں سعودی عرب ہمیشہ پہلی صف میں کھڑا نظر آتا ہے۔ اسی طرح دنیا کے کسی بھی خطے میں مسلمانوں پر ہونے والی ہر قسم کی زیادتی پر یہ حکومت تڑپ اٹھتی ہے اور سفارتی سطح پر سب سے پہلے اپنا احتجاج ریکارڈ کرواتا ہے، مظلومین کے آنسو پونچھتی ہے اور ان کی امداد کے طریقے ڈھونڈتی ہے۔ حالیہ دور میں جب گستاخانہ فلم چلی تو سب سے پہلے باضابطہ احتجاج سعودی حکومت نے ریکارڈ کروایا۔ اس کے علاوہ برما میں مسلمانوں پر ہونے والے ظلم پر بھی عالمی برادری میں الحرمین شریفین سعودی عرب نے آواز بلند کی۔

حرمین شریفین

اہل پاکستان مکہ مدینہ کے خلاف ہونے

کے دلوں میں آباد ہیں۔ تمام دنیا کے مسلمان چاہے وہ کسی بھی براعظم یا کسی بھی ملک کے باشندے ہوں وہ سعودی عرب کو پہلا گھر سمجھتے ہیں۔ پاکستان کے مسلمانوں کو شہر مکہ اور مدینہ سے روحانی اور جذباتی محبت ہے۔ میں پورے یقین اور وثوق سے یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ اگر خدا نخواستہ دنیا کی کوئی طاقت سعودی عرب کے لیے تباہی کا کوئی منصوبہ رکھے تو پاکستان کے 18 کروڑ مسلمان اپنی

اس سے قبل جب مشرق وسطیٰ کٹھن حالات سے گزر رہا تھا اور عالم اسلام ان تہذیبوں کی وجہ سے عجیب کشمکش کا شکار تھا، اس دوران حج کے موسم میں مکہ مکرمہ میں مسلم ورلڈ لیگ کے زیر اہتمام اسلامی کانفرنس بلائی گئی جس میں 300 سے زائد مسلم قائدین، مفکرین، اعلیٰ افسران اور ماہرین تعلیم نے شرکت کی۔ اس 4 روزہ کانفرنس کے 4 سیشن ہوئے جس میں مسلم امہ کے مختلف پہلوؤں جیسے دعوت

افغانستان، بونیا کے مظلومین کی سعودی حکومت کی طرف سے مادی و معنوی حمایت ہے۔ اسی طرح مسئلہ کشمیر سے اس کی دی واپس بھی کوئی دھکی چھپی حقیقت نہیں۔ سعودی حکومت فلسطینیوں کا بھرپور ساتھ دیتی رہی ہے اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ سعودی حکومت کا یہ کارنامہ بھی بلاشبہ ناقابل فراموش ہے کہ اس نے عالم اسلام کو متحد رکھنے کے لئے اپنی سرپرستی میں مختلف ادارے قائم کئے

مکہ مکرمہ کی فضیلت

اس مضمون کی سب سے صحیح حدیث ہے اور اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ مکہ مکرمہ ہر جگہ سے افضل ہے۔ مکہ مکرمہ کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ مسجد حرام کی نماز کا اجر ہر جگہ سے بڑھ کر ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ))

”میری مسجد (نبوی) میں ایک نماز دیگر مساجد میں ہزار نماز سے بہتر ہے البتہ مسجد حرام کی ایک نماز ایک لاکھ نمازوں سے بھی بڑھ کر ہے۔“ (مسند احمد: ۳/۳۴۳: ۳۹۷)

اگر ہم مسجد حرام کی ایک نماز کی فضیلت کا ایک لاکھ نمازوں کے مطابق حساب لگائیں تو مسجد حرام

مکہ مکرمہ کی فضیلت اور مقام و مرتبہ بیان کرنے والی احادیث بہت زیادہ ہیں ان میں سے ایک عبداللہ بن عدی بن حراء رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں اونٹنی پر سوار ”حَزْوَرَةً“ (زاد المعاد: ۲/۴۲۰-۴۲۵) مقام پر یہ فرماتے سنا:

((وَاللَّهِ إِنَّكَ لَخَيْرُ أَرْضِ اللَّهِ وَأَحَبُّ أَرْضِ اللَّهِ إِلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَوْلَا أَنِّي أَخُو حَتٍّ مِنْكُمْ مَا خَرَجْتُ))

”اللہ کی قسم! تو اللہ تعالیٰ کی زمین میں بہترین جگہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین ہے، اگر مجھے تجھ سے نکلنے پر مجبور نہ کیا جاتا تو میں کبھی نہ نکلتا۔“ (مسند احمد: ۴/۳۰۵: جامع ترمذی)

حدیث: ۳۹۲۵ سنن ابن ماجہ، حدیث: ۳۱۰۸



اس جگہ پر بہت تیزی سے ہوٹل اور رہائشی عمارتیں تعمیر کی جارہی ہیں۔ یہاں انتہائی جدید سہولیات سے آراستہ 26 ہوٹل تعمیر ہو رہے ہیں جو 13 ہزار کمروں پر مشتمل ہوں گے۔ جن میں مہمانوں کو تمام بنیادی

تجارت کا حجم 4 بلین ڈالر سے زیادہ ہو چکا ہے۔ ابھی حال ہی میں پاکستان میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ کو دیکھتے ہوئے سعودی عرب نے پاکستان کو بجلی فراہم کرنے کی پیشکش کی ہے۔ اس کے علاوہ دونوں ممالک میں تیل و گیس کے کئی معاہدے چل رہے ہیں۔

ان سب خدمات کے علاوہ سعودی حکومت کا عدم الممثال اور نمایاں کارنامہ حجاج بیت اللہ شریف کی ضیافت بھی ہے۔ دنیا کے کونے کونے سے ہر سال لاکھوں حجاج کرام ”لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ“ کی صدا بلند کرتے ہوئے آتے ہیں۔

اس کام سے سعودی عرب نے پوری مسلم امہ کے دل جیت لیے ہیں۔ ہر سال حرمین کی زیب و زینت اور آرائش کے لیے منصوبوں پر کام جاری رہتا ہے۔ گزشتہ دو تین سالوں میں حجرات پر کئی ایک پل اور راستے بنا کر لوگوں کو بھیڑ اور ناگہانی حادثات سے

ہیں مثلاً تنظیم اسلامی کانفرنس عرب اور مسلمانان عالم کے مفادات کی حفاظت کے لئے پابند عہد ہے۔ اس کے اجلاسوں کی بالعموم میزبانی سعودی حکومت ہی کرتی ہے۔ پاکستان اور سعودی عرب کے دوستانہ تعلقات قابل تعریف ہیں۔ سعودی عرب نے ہمیشہ پاکستان کے بڑے بھائی کا کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان پر آنے والی ہر مشکل میں سعودی عرب کے حکمرانوں اور عوام نے اپنی تجویزوں کے منہ کھول دیئے اور پاکستان کے عوام کی مدد میں پیش پیش رہے۔ 2005ء کا خوفناک زلزلہ ہوا 2010ء کا تباہ کن سیلاب یا اس کے بعد آنے والے سیلاب ہوں سعودی حکومت نے پاکستانی عوام کی مدد کا حق ادا کر دیا۔

1965ء اور 1971ء کی جنگوں میں جب ہمارے نام نہاد دوستوں نے ہمارا ساتھ چھوڑا تو سعودی عرب نے ہماری ہر ممکن مدد کی۔ 28 مئی 1998ء میں جب پاکستان نے ایٹمی دھماکے

ثاقب مجید

اشاعت اسلام کے اولین صرائے مہلت سعودی عرب کے اسلام پسندانہ اوصاف

والی ہر سازش کا نہ توڑ جواب دیں گے

سہولیات مہیا کی جائیں گی۔ حج کے حوالے سے یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سعودی حکومت ہر سال سینکڑوں ایسے لوگوں کو اپنے اخراجات پر حج کرواتی ہے جو اپنے دل میں دیار کعبہ کی زیارت کی تمنا تو لیے رہتے ہیں لیکن وسائل کی عدم فراوانی کے سبب حج نہیں کر سکتے۔ کبھی تو ایسے حاجیوں کی تعداد ہزار سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

محفوظ بنایا گیا۔ اسی طرح اگست 2011ء کو اپنی تاریخ کا سب سے بڑا حرم توسیعی منصوبہ شروع ہو چکا ہے جس پر 30 ارب ریال خرچ ہوں گے۔ اس منصوبے کی بدولت حرم میں چار لاکھ مربع میٹر کی توسیع کے بعد مزید 25 لاکھ زائرین کو عبادت کرنے کی سہولت حاصل ہو جائے گی۔ اس منصوبے کی تکمیل کے لیے قرب و جوار کی بلند و بانگ اربوں ڈالر مالیتی عمارتوں کو خالی کر دیا گیا ہے اور

کئے۔ پاکستان پر پابندی لگادی گئی ایسے میں سعودی عرب ہی تھا جس نے ہمیں مفت تیل فراہم کیا۔ 1947ء میں جب پاکستان بنا تو سب سے پہلے سعودی عرب نے ہمیں تسلیم کیا۔ پاکستان بھی سعودی عرب کی ہر ممکن مدد کرتا ہے۔ اس وقت 15000 پاکستانی سعودی عرب کی فوج میں شامل ہو کر سرحدوں کی حفاظت میں مصروف ہیں۔ پاک سعودی

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں ہر گناہ سے پرہیز کرے کیونکہ یہاں جس طرح نیکیوں کا ثواب بڑھتا ہے اسی طرح گناہوں کا عذاب بھی بڑھتا ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: مکہ مکرمہ میں جس طرح نیکیاں بڑھتی ہیں گناہ بھی بڑھتے ہیں۔ (مشیر الغرام، ص: ۲۳۴) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: ”کیا برائی کا گناہ ایک سے زائد لکھا جاتا ہے؟“ انہوں نے فرمایا: ”نہیں البتہ مکہ مکرمہ کی عظمت کے پیش نظر وہاں زائد لکھا جاتا ہے۔“ سیدنا ابن مسعود رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح فرمایا تھا کہ ”اگر عَدْنُ ابْنِ مِیْن میں کوئی شخص کسی شخص کو بیت اللہ میں قتل کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو دردناک عذاب چکھائیں گے۔“ (تفسیر طبری، سورة الحج: ۲۵، مسند احمد: ۱/۲۸۱: ۴۵۱)

کی ایک نماز پچیس سال چھ ماہ بیس دن کی نمازوں کے برابر بنتی ہے اور ایک دن رات کی پانچ نمازیں دوسو ستر سال تو مہینے دس دن کی نمازوں کے برابر ہوں گی۔ حرم کی نماز کے ثواب کی اس قدر کثرت تقاضا کرتی ہے کہ حرم کی ہر نیکی کا ثواب لاکھ نیکی کے برابر ہوگا۔ علامہ محبت الدین احمد بن عبد اللہ طبری نے فرمایا: ”نماز روزہ کے ثواب کی کثرت والی روایات دلیل ہیں کہ ثواب کی یہ کثرت تمام نیکیوں میں ہوگی۔“

(مناہج الحرم: ۳۴۱/۲، مناسک السنوٰی، ص: ۴۰۷)

حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: ”مکہ مکرمہ میں ایک روزہ ایک لاکھ روزوں کے برابر ایک درہم کا صدقہ ایک لاکھ درہم کے برابر بلکہ ہر نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہوگی۔“

(فضائل مکہ، حسن بصری، ص: ۲۱)

البتہ ثواب زیادہ ہونے کی دو شرطیں ہیں:

۱۔ عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کیا جائے۔

بیرون ملک سے آنے والے لاکھوں انسانوں کے جم غفیر کی محدود وقت، محدود جگہوں میں رہائش کھانے پینے اور نقل و حرکت کو کنٹرول کرنا سعودی حکومت کا عظیم کارنامہ ہے۔ مٹی میں کنکریاں مارنے کے دوران کئی بار حادثات ہو جاتے تھے۔ اب ہجرات کو پانچ منزلہ کر کے اس مسئلہ کو حل کیا گیا ہے۔ خیموں کو آگ لگنے کے واقعات بھی کئی دفعہ ہو جاتے جس سے جانی و مالی نقصان ہوتا، فائر پروف خیمے نصب کر کے یہ مسئلہ بھی حل کر دیا گیا ہے۔

فہد قرآن کمپلیکس بھی دنیا کا ایک اسلامی عجوبہ ہے جو قرآن و حدیث کی خدمت کے لئے بنایا گیا ہے۔ بذات خود اس کی تعمیر پر کروڑوں ریال صرف کئے گئے جب کہ سالانہ لاکھوں کے حساب سے سادہ اور درجنوں مختلف زبانوں میں ترجمہ شدہ قرآن مجید مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔ مختلف قراء کرام کی آوازوں میں قرآن کریم کی تلاوت ریکارڈ کر کے مفت تقسیم کی جاتی ہے، اسی طرح حدیث شریف کی خدمت کا شرف بھی اسے حاصل ہے۔

اشیخ عبدالعزیز بن باز، اشیخ عبدالعزیز بن صالح کی مشاورت

سے دمشق کے عالمی شہرت یافتہ خوشنویس جناب عثمان طہ کے قلم کا لکھا ہوا قرآن کریم کا نسخہ شاہ فہد قرآن کمپلیکس میں اولین طباعت کے لئے منتخب ہوا جسے ہر دیکھنے والا حسن انتخاب کی داد دیتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے لوگوں کے لئے مولانا عبدالرحمن کیلانی کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ طبع کیا جاتا ہے جو یہاں کے رواج کے مطابق اعراب سے آراستہ اور رکوع کی نشاندہی پر مشتمل ہے۔ لفظی تصحیح کے لئے علماء تجوید و قرأت ماہرین خط قرآنی نیز علم تفسیر، فقہ اور علوم عربیہ کے ماہر علماء کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ چنانچہ معری نسخوں کے ساتھ ساتھ متعدد زبانوں میں ترجمہ معانی القرآن اور تفسیری حواشی سے مزین نسخے بھی طبع کیے جاتے ہیں، جنہیں ثقہ علماء کی نگرانی میں تیار کیا جاتا ہے۔ اس وقت تک اردو، انگریزی، فارسی، فرانسیسی، چینی، ترکی جیسی بین الاقوامی زبانوں کے ساتھ ساتھ بنگالی، ملائی، عتقائی اور ایاری، بروہی زبانوں میں بھی ترجمہ و تفسیر طبع اور تقسیم کی جاتی ہے اور اس وقت تک کروڑوں نسخے دنیا بھر میں خاص طور پر یورپ، انٹارکٹیکا اور افریقہ کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہیں۔

تعلیم کے احیاء کا ایک ذریعہ اشاعت کتب بھی ہے۔ سعودی عرب میں حج کے موقع پر لاکھوں حجاج اور معتمرین کو ان کی مادری زبانوں میں تحریر، دعوتی کتب، کمپلیکس، سی ڈیز اور قرآن کریم مطبوعہ شاہ فہد قرآن کمپلیکس بطور ہدیہ دیئے جاتے ہیں۔ ان مساعی جیلہ کے سبب لاکھوں غیر مسلم بھی ان کتب و قرآن مجید تک رسائی حاصل کرتے ہیں اور پھر حق واضح ہونے کے بعد کفر کی تاریکیوں سے نکل کر اسلام کی صراطِ مستقیم پر زندگی کا بقیہ سفر شروع کر دیتے ہیں۔ مغرب میں اسلام کی مقبولیت اور احیاء میں مرکزی کردار سعودی عرب کا ہی ہے۔

سعودی عرب میں بیرون ملک طلباء کی کثیر تعداد اپنے علم کی پیاس بجھانے آتی ہے۔ یہاں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ، جامعہ امام محمد بن سعود الریاض، خالص اسلامی تعلیم کے لیے وقف ہیں۔ سعودی عرب ان طلباء کو نہ صرف مفت کتب و رہائش دیتا ہے بلکہ ہر طالب علم کو 800 سعودی ریال وظیفہ دیا جاتا ہے۔ (باقی صفحہ 7 پر)

مدینہ منورہ کی فضیلت

مدینہ منورہ کے فضائل و مناقب بے حد و حساب ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک اس کا مرتبہ بہت بلند ہے، بہت سی احادیث اور آثار اس کے مرتبہ و فضیلت اور منقبت کو ہڈ و مد سے ثابت کرتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کی دعائیں دلالت کرتی ہیں کہ مدینہ منورہ دنیا و آخرت کی بھلائیوں کا جامع ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا:

((اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحَبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَسَدِ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَفِي مَدِينَا وَصَحْبِهَا لَنَا وَانْقَلَحْهَا إِلَيْنَا الْحَقِيقَةَ))

”اے اللہ! مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں مکہ کی محبت سے بھی بڑھا دے۔ اے اللہ! ہمارے غلہ و پیداوار میں برکت فرما اور اس کی آب و ہوا کو ہمارے موافق بنا دے اور اس کا موسمی بخار ”جُحْم“ میں منتقل فرما دے۔“

(صحیح بخاری: ۱۸۸۹، صحیح مسلم: ۱۳۷۶)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں دعا فرماتے سنا:

((اللَّهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفِي مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ))

”اے اللہ! مدینہ میں مکہ سے دوگنی برکت فرما۔“

(صحیح بخاری: ۱۸۸۵، صحیح مسلم: ۱۳۶۹)

سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کا فرمان یوں منقول ہے: ”سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا اور مکہ والوں کے لئے دعا فرمائی تھی۔ میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں اور میں اس کے رزق اور غلہ کے لئے مکہ کے مقابلہ میں دوگنی برکت کی دعا کرتا ہوں۔“

(صحیح بخاری: ۲۱۲۹، صحیح مسلم: ۱۳۶۶)

علاوہ ازیں مدینہ منورہ ایمان کا گڑھ اور مرکز ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ایمان (قرب قیامت) مدینہ کی طرف یوں لوٹ آئے گا جیسے سانپ (خطرے کے وقت) اپنے بل کی طرف لوٹ آتا ہے۔“

(صحیح بخاری: ۱۸۷۶، صحیح مسلم: ۱۴۷)

مدینہ منورہ کی ایک عظیم فضیلت یہ بھی ہے کہ وہ برے لوگوں کو ٹھہرنے نہیں دیتا، پاکباز لوگ ہی وہاں ٹھہر سکتے ہیں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اسلام کی بیعت کی۔ اگلے دن آیا تو اسے بخار چڑھا ہوا تھا وہ کہنے لگا: (یا رسول اللہ!) میری بیعت واپس کر دیجیے۔ آپ نے انکار فرمایا، تین دفعہ اسی طرح ہوا پھر آپ نے فرمایا:

”مدینہ بھٹی کی طرح میل پچیل دور کرتا رہتا ہے اور پاکیزہ چیز ہی باقی رکھتا ہے۔“

(صحیح بخاری: ۱۸۸۳، صحیح مسلم: ۱۳۸۳)

نیز آپ نے فرمایا:

”مدینہ برے لوگوں کو یوں الگ کر دیتا ہے جس طرح آگ چاندی کی میل پچیل کو دور کر دیتی ہے۔“ (صحیح مسلم: ۱۳۸۴)

اور جب بھی کوئی برائے شخص مدینہ منورہ سے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر شخص مدینہ منورہ میں لا بساتا ہے۔ صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی اپنے رشتہ دار سے کہے گا: اُو! مدینہ چھوڑ کر خوشا علاقہ میں چلے جائیں۔ کاش! انہیں علم ہو جائے کہ مدینہ ان کے لئے ہر حال میں بہتر ہوگا۔ قسم اس ذاتِ اقدس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو بھی شخص مدینہ کو ناپسند کرتے ہوئے اس سے نکلے گا اللہ تعالیٰ اس سے بہتر شخص مدینہ میں لا بسائے گا۔ خبردار مدینہ یقیناً بھٹی کی طرح ہے جو برے لوگوں کو نکال باہر کرتا ہے۔ قرب قیامت بھی مدینہ برے لوگوں کو ایسے نکال باہر کرے گا جیسے بھٹی کو ہے کی میل پچیل کو دور کر دیتی ہے۔“

(صحیح مسلم: ۱۳۸۱)

سورة محمد ﷺ

پروفیسر حافظ محمد سعید



سے مارے گئے۔ نتیجہ ان کو کچھ بھی نہیں ملا۔

الحمد للہ! ہمارا تو جو شہید ہوا وہ کامیاب ہو گیا۔ جو مال اللہ کی راہ میں خرچ ہوا وہ قیمتی بن گیا۔ ان کی قیمت اللہ تعالیٰ لگائے گا۔ ضائع تو ہمارا مال وہ ہوا جو ہم نے بڑی بڑی بلنگیں بنانے میں شاندار گھر بنانے میں ان میں خوب صورت رنگوں کو بھرنے میں مٹی میں جو پیسہ ملایا ہمارا وہ پیسہ ضائع ہو گیا۔ جو اللہ کی راہ میں خرچ کیا وہ قیمتی بن گیا۔ جو ساتھی شہید ہو گیا، قربان ہو گیا وہ بھی قیمتی بن گیا کہ اللہ اس کی قیمت لگائے گا۔ جنت اس کی قیمت میں دے گا۔ اللہ کہتا ہے میں خریدار ہوں۔ آؤ میں تمہیں بہت کچھ دوں گا، تو ہمارے ہاں تو الحمد للہ ضائع ہونے کا تصور ہی نہیں ہے اور کارفرما سب کچھ ضائع ہو گیا۔ اب سارے امریکی کے مخالف ہو گئے ہیں کہ اتنا بجٹ تو نے خرچ کیا بتا ملا کیا؟ نہ عراق تیرے قبضے میں آیا نہ افغانستان تیرے قبضے میں آیا۔ اتنے بندے مروا لیے۔ اتنا پیسہ برباد کر لیا، کیا ملا کچھ بھی نہیں ملا سب ضائع ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں ان کا سب کچھ ضائع کر دوں گا۔ کیوں بھائی ہمارے سامنے ہے کہ نہیں؟ اللہ نے ضائع کیا کہ نہیں کیا؟ جو انہوں نے خرچ کیا وہ ضائع کیا۔ جو انہوں نے بندے مروائے ان کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا اور ہمارا جو کچھ بھی اس سلسلے میں خرچ ہوا اللہ کے ہاں محفوظ ہو گیا اور ماشاء اللہ ان چند سالوں کا نتیجہ یہ ہے کہ جہاد میں مسلمان بڑھتے جا رہے ہیں۔ مسلمان قوت میں آتے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کے حوصلے بڑھ رہے ہیں۔ کافروں کے حوصلے پست ہو رہے ہیں۔ ان کا بدن بیزا غرق ہو رہا ہے۔ ٹھیک ہے نا اس بارے میں کسی کو اختلاف تو نہیں نا۔ تو فرمایا "کافر رستے روکیں گے" اللہ کہتا ہے میں ان کی ساری تختیں ضائع کر دوں گا۔ بھائیو! اللہ کا قاعدہ یہ ہے۔ جہاد نہیں ہوتا تو کافر بڑی قوت جمع کرتے رہے ہیں۔ بہت بڑی قوت بن جاتے ہیں۔ مسلمان بے چارے غلامی کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔ جب اللہ کے بندے اللہ کا حکم مان کر جہاد کو جاری کر کے میدان میں کھڑے ہو جاتے ہیں، مقابلہ شروع ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کافروں کی قوت میدان کے اندر کمزور کرتا جاتا ہے۔ پھر اس کو ختم کر دیتا ہے۔ یہ اللہ کا قاعدہ ہے۔

”إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ“ (الانفال: 36)

”بے شک جن لوگوں نے کفر کیا وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکیں“

یہ سورۃ الانفال کی آیت ہے۔ کافر اپنا مال جہاد کے خلاف مسلمانوں کے خلاف خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جتنا وہ مال خرچ کرتے ہیں جتنا بجٹ خرچ کریں گے میں اتنا ضائع کر دوں گا۔ یہ قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو میدانوں میں لا کے ان کی قوتوں کو توڑتا ہے۔ ان کی معاشی قوتوں کو گراتا ہے۔ روس کے ساتھ جنگ ہوئی تو وہ اقتصادی طور پر اتنا کمزور ہو گیا کہ کھڑ نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ نے افغانستان کو بھی آزادی دی اور پاکستان سے بڑی بڑی ریاستیں آزاد ہو گئی۔ اس کا کیونزوم فن

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ“ (سورہ محمد: ۲۰، ۲۱)

”وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے سے روکا، اس نے ان کے اعمال برباد کر دیے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے اور اس پر ایمان لائے جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا اور وہی ان کے رب کی طرف سے حق ہے، اس نے ان سے ان کی برائیاں دور کر دیں اور ان کا حال درست کر دیا۔“

الفاظ	معانی	مادۃ	صیغہ
صَدُّوا	انہوں نے روکا	ص، و، د	فعل ماضی
أَضَلَّ	اس نے برباد کر دیا	ض، ل، ل	ماضی معلوم
نُزِّلَ	نازل کیا گیا	ن، ز، ل	ماضی مجہول
كَفَّرَ	اس نے دور کر دیا	ک، ف، ر	ماضی معلوم
سَيِّئَاتِهِمْ	ان کے گناہ	س، ی، ء	اسم/جمع
بَالَهُمْ	ان کے احوال		اسم

وہ لوگ جو کافر ہوئے انہوں نے کیا کیا روکا انہوں نے اللہ کی راہ سے اللہ کے دین سے دین کی دعوت سے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ“..... اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال ضائع کر دیے۔ اس کا مطلب ہے یہ جتنی تختیں چاہیں کر لیں، جتنے چاہیں منصوبے بنالیں۔ جتنا چاہیں اسلحہ اور مال استعمال کر لیں، جو چاہیں کر لیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سب کچھ ضائع کر کے دین کے کام کو دنیا میں غالب فرمائے گا۔ ”أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ“..... یہ روکتے ہیں اللہ رستے کھولے گا اللہ ان کی تختیں ان کے اعمال یہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ اس کو ضائع کرے گا۔

”یہ جتنا چاہیں پیسہ خرچ کر لیں، جتنا چاہیں بجٹ خرچ کر لیں۔ کوئی فائدہ نہیں۔ یہ تو بڑا خرچ کر رہے ہیں امریکی صدر نے بہت بڑا بجٹ پہلے پیسٹ میں پیش کیا۔ سارا امریکہ، پورا یورپ، ساری دنیا ساتھ مل گئی۔

امریکہ نے کہا مجھے اتنا بڑا بجٹ چاہیے۔ انہوں نے کہا یہ بھی لے لے اتنی فوج چاہیے، انہوں نے کہا یہ بھی لے لے، جو چاہے لے لے۔ برطانیہ نے کہا میری فوج تیرے ساتھ۔ یورپی ملکوں نے کہا ہماری ساری فوجیں تمہارے ساتھ آسٹریلیا، جاپان نے کہا ہمارے سارے وسائل تمہارے ساتھ جاپان نے سب سے زیادہ چندہ دیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے سب کچھ ضائع کر دیا۔ جتنا انہوں نے خرچ کیا جتنا بجٹ لے کے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ضائع کر دیا۔ جتنے بندے لے کے آئے بہت سارے اس میں

ہو گیا۔ جتنا انہوں نے خرچ کیا سب ضائع۔ اسی طرح بالکل اسی طرح امریکہ کی قوت کمزور ہو رہی ہے۔ اس کی معاشی قوت کمزور ہو رہی ہے۔ یہ قرآن ہے یہی کوئی فلسفہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں ایسے کرتا ہوں: ”إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصِفُونَ أَمْوَالَهُمْ لَيَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ“ ”بے شک جن لوگوں نے کفر کیا وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکیں“

فرمایا کافروں کا مال میں جہاد کے میدان میں لاکے ختم کرتا ہوں۔ کمزور کرتا ہوں۔ وہ جتنا زیادہ خرچ کریں گے اتنا ضائع ہوتا رہے گا اور جتنا ضائع ہوتا جائے گا اتنی ان کی معاشی قوت کمزور ہوتی جائے گی۔

فَسَيُفْقَرُونَهَا نَظْمٌ لِّكُونٍ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً (الانفال: 36)

پھر اس کے بعد ان میں حسرتیں، مایوسیاں، پریشانیاں پھیل جائیں گی۔ حسرتیں بڑھتی ہیں جوصلے ٹوٹ جائیں گے، اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ مایوسیاں چھا جائیں گی، حسرتیں ہی حسرتیں ہوں گی۔ میرا رب دوسرے مرحلے پر کافروں کے ساتھ یہ کرتا ہے۔ جہاد کے میدانوں میں لاکے ان کی قوتوں کو برباد کرتا ہے۔ اس کے بعد تیسرے مرحلے پر رب کیا کرتا ہے؟ فرمایا: نَظْمٌ لِّكُونٍ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً (الانفال: 36) پھر کافروں کو مغلوب کر کے اپنے مخلص بندوں کو غلبہ عطا کرتا ہوں۔ یہ اللہ کی حکمت عملی ہے۔ اس حکمت عملی کو اس نے اپنے قرآن میں بیان کیا ہے لیکن اس کے لیے مسلمانوں کا جہاد میں کھڑا ہونا ضروری ہے۔ اس کے لیے میدانوں کا سچا یا جانا ضروری ہے۔ شہادتیں پیش کرنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر یہ کام نہیں ہوتا۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ امریکہ سپر پاور بنا یورپ نے اتنی بڑی قوت حاصل کی۔ یہ کس دور میں حاصل کی۔ جب جہاد نہیں ہو رہا تھا۔ اس دور کے اندر یہ چھاتے چلے گئے۔ سارے مسلمانوں کے علاقوں پر ان ظالموں نے قبضہ کر لیے۔ مسلمان ملک ان کی کالونیاں بن گئے۔ انہوں نے ان علاقوں کو آزادیاں بھی دیں تو اس حالات میں ان کو چھوڑا کہ یہ شرق وسطیٰ کا حال دیکھو۔ یہ علاقے سارے جو انگریزوں کے لیے ملکوں کے قبضے میں انہوں نے ملک چھوڑے تو اس ہال میں چھوڑے کہ بعد میں بھی بچے ان کے ہی دے رہے ہیں۔ ان کے بچے پیدا ہو گئے۔ اس حال میں ان کو چھوڑا۔

میرے محترم بھائیو! ایسی حالت کے اندر ہم نے کیا غلطیاں کیں۔ ہم نے جہاد کو چھوڑا، اسی عرصے میں انہوں نے قوتیں حاصل کیں، یہ سپر پاور بنے۔ بہت کچھ ہوا۔ اب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو توفیق بخشی ہے اور جہاد پھر سے شروع ہو گیا ہے۔ پہلے بھی خلفاء کے عہد میں عباسی دور کے آغاز میں پورا بنو امیہ کا عہد، خلفاء راشدین کا عہد، شاندار جہاد کا دور تھا اور اسی دور کے اندر مسلمان غالب آتے چلے گئے۔ قوت میں آتے چلے گئے۔ پھر اس کے بعد آپس کے لڑائی جھگڑے شروع ہو گئے۔ فرقہ بندیوں، اختلافات، عقائد کے جھگڑے، عقائد کی خرابیاں، توحید و رسالت کا عقیدہ کمزور ہو گیا۔ شرکیہ عقیدے بدعتیں عام ہونا شروع ہو گئیں۔ مسلمانوں کی سب سے بڑی قوت عقیدے کی قوت ہے۔ جب یہ قوت کمزور ہونے لگ گئی تو آپس میں فرقے بازی بڑھی اور جہاد ختم ہو گیا۔ جہاد کے ختم ہونے کے بعد صلیبیوں نے بھی سر اٹھایا، تاتاریوں نے بھی سر اٹھایا۔ صلیبی یہی صلیبی جو آج آپ کے مقابلے میں اترے تھے یہ چین اور روس کا یہ علاقہ جتنا ہے ان علاقوں میں تاتاری اٹھے تھے۔ تاتاریوں نے آ کے مسلمانوں کی سلطنت کو تباہ کر دیا تھا۔ صلیبیوں نے مسلمانوں کا ستیاناس کر دیا تھا۔ پورے شام، عراق، فلسطین، یروشلم، ان سارے علاقوں پر صلیبی قابض ہو گئے تھے۔ یہ جہاد کے چھوڑنے کا نتیجہ نکلا ہے۔

پھر اس کے بعد اللہ نے مسلمانوں کو یہ توفیق بخشی تھی۔ نور الدین زنگی، صلاح الدین ایوبی، جیسے لوگ میدانوں میں اترے تھے۔ انہوں نے بہت زبردست جہاد کر کے صلیبیوں کا منہ توڑا تھا اور بہت بڑے جہاد کے بعد پھر سے مسلمان سنبھلے تھے۔ پھر لمبا عرصہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قوت عطا فرمائی تھی۔ مسلمانوں نے جہاد کو پھر چھوڑا اور پھر اس کے بعد صلیبی چھا گئے۔ گزشتہ

5 صدیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ امریکہ سپر پاور بنا ہے، یورپ اس حالت میں پہنچا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے پھر جہاد شروع کر دیا ہے۔ ان شاء اللہ رب کی دنیا کا منظر پھر سے بدلنے والا ہے اور یہ منظر بدلتا صرف جہاد سے ہے۔ ان شاء اللہ

جب جہاد نہیں ہوتا تو مسلمانوں پر ذلتیں مسلط ہو جاتی ہیں۔ مسلمانوں پر غلامیاں مسلط ہو جاتی ہیں۔ یہ قرآن بھی کہہ رہا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ بھی یہ کہہ رہے ہیں۔ تاریخ اسلام بھی یہی کہہ رہی ہے کہ جب جہاد شروع ہوتا ہے تو سب کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف کافروں کا کیا معاملہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی ساری تختیں اور اموال ضائع کر دیے۔ ”أَصْلًا أَعْمَالَهُمْ“ ان کے اعمال اللہ نے ضائع کر دیے۔ ایک معنی اس کا یہ بھی ہے کہ کافروں میں سے کچھ کافرا کچھ عمل بھی کرتے ہیں۔ سارے عمل ان کے برے نہیں ہوتے۔ یہ ہسپتال بنادیا، یہ کھانا بنادیا، لوگوں کی خیر خواہی کے کام کر دیے، اچھا کام بھی کرتے ہیں۔ مکہ کے لوگ مشرک تھے لیکن بیت اللہ کی حفاظت بہت کرتے تھے۔ حاجیوں کو پانی بھی پلاتے تھے۔ باہر سے آنے والے مہمانوں کی بڑی قدر کرتے تھے۔ بڑی مہمان نوازی کرتے تھے۔ بظاہر تو یہ نیک اعمال ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کافر کے سارے اعمال دنیا میں ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ آخرت میں ان اعمال کا ان کو کوئی بدلہ نہیں ملتا۔ آخرت میں بدلہ ملے گا تو صرف مومنوں کو ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کافر کا سب کچھ دنیا میں ہی ختم کر دے گا۔ آخرت صرف مسلمان کی ہے، مومن کی ہے، یہ دو معنی ہیں۔ ”أَصْلًا أَعْمَالَهُمْ“ کا ایک معنی کہ اللہ کافروں کی ساری تختیں، سارے کام ضائع کر کے اپنے دین کو غالب کرے گا اور دوسرا معنی کہ کافر اگر کچھ اچھے کام بھی کر دیں تو وہ دنیا میں ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ آخرت میں ان کو کوئی بدلہ کافروں کو نہیں ملتا۔

”وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَيْنَا مِنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ“

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے عمل کیے صالح، نیک اور وہ ایمان لائے اس دین پر، اس شریعت پر جو نازل کی گئی محمد ﷺ پر، وہی حق ہے ان کے رب کی طرف سے، وہ دین جو محمد ﷺ پر آیا وہی حق ہے۔ دور کردی ہیں اللہ نے ان سے ان کی برائیاں، اور اصلاح کر دی ان کے حال کی۔

پہلی آیت میں کافروں کا رویہ ان کا مشن بیان کیا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ جواب میں کافروں کے ساتھ کیا کرتا ہے؟ کافر کیا کرتے ہیں۔ اللہ کی دن کے خلاف جواب میں اللہ ان کی خلاف کیا کرتا ہے۔ یہ سب کچھ بیان ہوا ہے۔ پہلی آیت میں اب دوسری آیت میں ایمان والوں کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ ان کے کام ان کا مشن ان کا منہج، ان کا طور طریقہ کیا ہوتا ہے؟ پھر جواب میں اللہ کا رویہ ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات بیان کی ہے۔ ”وہ لوگ جو ایمان لائے، اور جنہوں نے صلاح عمل کیے“۔ بھائی ایمان کے بعد عمل صلاح ہوتا ہے۔ ایمان کے بغیر عمل صلاح کوئی نہیں کتا بھی اچھے سے اچھا عمل ہو۔ اس کو عمل صالح نہیں کہتے۔ عمل صلاح سے کیا مراد ہے؟ عربی قاعدہ میں عربی زبان میں صلاح سے مراد کام آنے والا عمل، کام کرنے والا عمل، قیامت کے دن جو عمل کام آئے گا۔ جنت میں جانے کے کام آئے گا۔ جو تلنے میں قیمت بنائے گا۔ جس کو تولا جائے گا تو اس کا وزن ہوگا ایسے عمل کو صلاح کہتے ہیں اور وہ عمل ایمان سے بنتا ہے۔ اس کے اندر دوسری چیزیں ہیں کہ وہ عمل خالص اللہ کے لئے کیا جائے۔ اس کا کچھ بھی حصہ غیر اللہ کے لئے نہ ہو۔ اس میں ریا کاری (دکلاوا) نہ ہو اور دوسری شرط اس میں کیا ہے کہ وہ عمل رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہو۔ پہلی شرط وہ خالص اللہ کے لئے، دوسری شرط وہ خالص نبی ﷺ کی سنت پر ہو۔ جب دونوں شرطیں پوری ہوتی ہیں تو ایسا عمل عمل صالح ہوتا ہے اور یہ ایمان کے بعد ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ ایمان کے بغیر یہ ممکن نہیں ہو سکتا۔ یعنی اصلاح بھی ایمان سے پیدا ہوتا ہے اور سنت پر عقیدہ رکھنا بھی ایمان ہی کا حصہ ہے۔ (جاری ہے)

اسرائیل: ایک نزول پذیر ریاست

دنیا کے دیگر ممالک سے آکر یہاں بسنے والے یہودی اپنے وطن واپس جانے کے لئے پرتول رہے ہیں

ملک کے لئے تشویش کا باعث بن گئی ہے۔ امریکہ اسرائیل کی قومی سلامتی کا اہم ترین عنصر ہے اور خطے میں امریکی وجود کے کمزور ہونے سے اسرائیل کی سلامتی کو سنگین نوعیت کے خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔ خطے میں امریکی وجود اسرائیل کی بقاء کے لئے ضروری ہے۔ عرب ممالک میں آنے والی تہدیبوں کے باعث امریکی اثر و رسوخ میں کمی اسرائیل کے بڑوں کے لئے پریشان کن بن گئی ہے۔ اسلامی بیداری کی لہر نے بھی اسرائیل کو چکا دیا ہے اور اب وہ مصر کی نئی قیادت سے تعلقات استوار کرنے کی فکر میں ہیں۔ عین یہاں حکومت کو امریکی عہدیداران نے نصیحت کی ہے کہ وہ مصر سے اپنے تعلقات مضبوط کرے اور ان تعلقات کے ذریعے اسلام پسند قیادت تک رسائی حاصل کرے اور ان کے ساتھ بھی روابط بڑھائے۔ مصری انتخابات میں کامیابی کے بعد اخوان المسلمین کے سیاسی چہرے ”آزادی و انصاف پارٹی“ کی قیادت سے تعلقات بنانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ مصر مشرق وسطیٰ میں مرکزی کردار کا حامل ملک ہے۔ مصر میں اخوان المسلمین کی جیت اسرائیل کے لئے ایک تاریک اور انتہائی برا دن قرار دیا گیا۔ ایران اور حزب اللہ سے الگ جنگ کے امکانات تقویت پکڑ رہے ہیں۔

امریکی انٹیلی جنس رپورٹ کے مطابق اکثر یہودی یورپ اور امریکہ کو اپنے مستقبل کے لئے ترجیح دے رہے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اسرائیل میں محفوظ نہیں ہیں۔ 5 لاکھ یہودی دہری شہریت کے حامل ہیں جبکہ دس لاکھ سے زائد اسرائیلی باشندے یورپ کی شہریت رکھتے ہیں۔ امریکی انٹیلی جنس کی یہ مفصل رپورٹ مصر کی ویب سائٹ ”الحیط“ نے شائع کی ہے جس میں ایجنسی کے نام کو ظاہر کرنے سے گریز کیا گیا ہے۔

لئے آواز اٹھانا بھی شروع کر دی۔

ترک وزیر اعظم رجب طیب اردگان نے بارہا فلسطینیوں کی حمایت کا جرات مندانہ اعلان کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ ترکی غزہ اور لبنان پر اسرائیل کی کسی بھی جارحیت کی صورت میں خاموش نہیں رہے گا۔ انہوں نے متعدد مواقع پر کہا کہ اسرائیل نے فلسطینی یا لبنانی علاقوں پر جارحیت کی تو وہ اسے مہنگی پڑے گی۔ اسرائیل جنگی

صبا ممتاز



جہازوں اور ٹینکوں کے ذریعے لبنان میں داخل ہوا اور ہسپتالوں و سکولوں میں نپٹے بچوں اور خواتین کو شہید کر کے اور ہم اس طرح کی جارحیت پر زبان بند رکھیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ”ان کا بارہا

غیروں کی زمین پر تسلط جمانے والے اسرائیل کے لئے امریکی انٹیلی جنس ایجنسی کی رپورٹ کا انکشاف چونکا دینے والا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ اسرائیلی ریاست تیرہ برس بعد 2025ء کو دنیا کے نقشے سے مٹ جائے گی۔ دنیا کی نظریاتی ریاست کے منصوبہ سازوں اور پالیسی سازوں کے مطابق خطے میں اسلامی تحریکوں کی کامیابی نے بھی اس کی بقاء کو گھٹا دیا ہے۔ مصر سے بگڑتے ہوئے تعلقات کے باعث یہودیوں میں اسرائیل سے بھاگنے کا رجحان تیزی سے فروغ پا رہا ہے۔ عرب انقلاب نے بھی اسرائیل کو تنہا کر دیا ہے۔ امریکی وزیر دفاع نے ماضی میں قاہرہ کے دورہ کے دوران اس خدشہ کا اظہار کیا تھا یہ اس وقت کی بات ہے جب مصر میں انقلاب کے بعد عبوری حکومت کام کر رہی تھی۔

اسرائیل مصر کے تعلقات 1979ء کے امن معاہدے کے

تحت قائم ہوئے تھے۔ حسنی مبارک کے اقتدار کے خاتمے کے بعد عرب دنیا میں احتجاجی تحریکوں کا آغاز ہوا اور مصر میں فلسطینیوں کے ساتھ اسرائیلی سلوک کے

اسرائیل کی یہودیوں کے مقابلے میں فلسطینیوں کی آبادی کم کرنے کی کوششیں خاک میں مل رہی ہیں۔ یہودیوں کے مقابلے میں یہاں فلسطینی عربوں کی آبادی مسلسل اضافہ ہو رہا ہے

اسرائیل سے استفسار تھا کہ کیا آپ ہم سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ آپ کی فوج غزہ میں فاسفورس بم گرا کر کھیتوں اور سڑکوں میں کھیلے بچوں کو قتل کرے اور پھر بھی ہم خاموش رہیں گے.....!! ہم سے یہ نہیں ہوگا، ہم حق کی آواز کو ہر فورم پر اٹھائیں گے اور ثابت کریں گے کہ ہم حق پر ہیں۔“ ترکی اور اسرائیل کے درمیان تعلقات دسمبر 2008ء میں اسرائیل کی غزہ پر مسلط جنگ کے بعد کشیدہ ہو گئے۔ تاہم دونوں ملکوں کے درمیان مزید کشیدگی اس وقت پیدا ہوئی جب اسرائیل نے غزہ کے لئے بھیجے گئے ترکی کے جہاز مرمرہ پر کھلے سمندر میں حملہ کر کے 9 ترک رضا کاروں کو شہید کر دیا۔ خطے میں عرب بہار کے باعث امریکی بالادستی کمزور ہونا بھی صیہونی

خلاف آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔ اسی وقت پیپا گون کو خدشہ پیدا ہو گیا تھا کہ اسرائیل سفارتی محاذ پر تنہا ہونے کو ہے۔

اسرائیل کو خطے بالخصوص ترکی اور مصر کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے کے لئے کام کرنا چاہیے مگر اسرائیل نے پیپا گون کی اس وارننگ پر کوئی توجہ نہ دی۔ البتہ یہ ضرور کہا کہ حسنی مبارک کے بعد سے وہاں سیکوریٹی خلا پیدا ہو گیا ہے اور اس پر جنوب میں ہونے والے حملوں کی منصوبہ بندی بھی مصر سے کی گئی ہے۔ اس طرح کی الزام تراشیوں سے اسرائیل کے خطے میں تنہا ہونے کا مرحلہ شروع ہو گیا۔ ادھر اس کا پرانا اتحادی ترکی بھی اس سے منہ موڑ گیا نہ صرف اس نے اسرائیل سے دوستی چھوڑ دی بلکہ فلسطینیوں کے حقوق کے

اسرائیل نے دنیا بھر سے یہودیوں کو لا کر یہاں بسایا تاکہ یہودیوں کی تعداد کو بڑھایا جاسکے۔ ان کو بہت سی مراعات اور سہولتیں بھی دی گئیں۔ افریقہ سے بھی بہت سے یہودی لا کر بسائے گئے، ان یہودیوں کی اکثریت یعنی تقریباً 5 لاکھ یہودی آئندہ برس میں اپنے ممالک کو کوچ کر جائیں گے جبکہ روس سے اسرائیل آنے والے یہودیوں نے بھی روس واپس جانے کا ارادہ کر لیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ روس کا رو باری منافع اور سلامتی کے لئے زیادہ محفوظ ہے۔ اسرائیل کو اپنی ازلی آماجگاہ سمجھ کر یہاں آ کر رہنے والے یہودی بہت پریشان ہیں اور وہ یہاں آنے پر پچھتا رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے کاروبار سمینا شروع کر دیے ہیں اور باہر کے ممالک میں گھر کے لئے منصوبہ بندی شروع کر دی ہے۔ پندرہ لاکھ سے زائد یہودی سال کے اکثر ایام یورپ و امریکہ میں گزرتے ہیں۔

افریقہ و یورپ سے آنے والے یہودی تو ایک طرف رہے، اسلامی ممالک سے آنے والے یہودیوں کو بھی اسرائیل بے مقصد لگ رہا ہے اور وہ اپنے ممالک واپس لوٹنے کی تیار کرنے لگے ہیں مگر ان کو یہ خوف بھی ہے کہ ان کی واپسی کا اعلان حکومت کو

بڑا لگے گا۔ اس لئے وہ خفیہ طریقے سے باہر منتقلی کر رہے ہیں۔ اسرائیل میں وہ خود کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں اور یہاں کاروباری مواقع بھی کثرت سے نہیں جبکہ دوسری طرف اسرائیل کی کوشش ہے کہ کوئی بھی یہودی باہر نہ رہے کیونکہ اس میں اسرائیل کی بقاء بھی ہے اور اس کا معاشی استحکام بھی۔ اسرائیلی قیادت اپنے ملک آنے والے یہودیوں کی ملکیت کی قیمت وہاں کے ممالک سے وصول کرنے کی خواہاں ہے۔ اس سلسلے میں اسرائیل نے گزشتہ برس ایران، سعودی عرب، تیونس، افریقہ ممالک، عراق اور دیگر اسلامی ممالک کو یہ نوٹس بھیجے تھے کہ وہاں یہودیوں کی ملکیتی املاک اور جائیدادیں ہیں جو حکومت کے زیر تسلط ہیں۔ ان کی قیمت کی ادائیگی کا بندوبست کیا جائے، تاہم اسرائیل میں جا کر بسنے والے یہودی امن اور سلامتی کے حوالے سے خوش اور مطمئن نہیں ہیں۔

اسرائیل کی سلامتی مسلسل خطرے میں ہے۔ اسرائیل کی یہودیوں کے مقابلے میں فلسطینیوں کی آبادی کم کرنے کی کوششیں خاک میں مل رہی ہیں۔ یہودیوں کے مقابلے میں یہاں فلسطینی عربوں کی آبادی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جبکہ دوسری جانب صیہونی ریاست کا مخالف مذہبی فرقہ ”حردیم“ بھی بڑھ رہا ہے۔

یہ پہلی دفعہ نہیں اس سے قبل بھی کئی مرتبہ یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ صیہونی ریاست کے علبردار یہودی 2025ء تک اسرائیل میں اقلیت میں تبدیل ہو جائیں گے۔ اصل میں اسرائیل سے متفرق ہونے کی وجوہات میں یہ بھی ہے کہ یہودی فطری طور پر تجارتی زندگی کے خوگر ہیں اور سرکاری عہدے ان کی فطرت اور پیشہ ورانہ مزاج سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔ یہ لوگ دولت کمائے کو دنیا کا موثر ترین ہتھیار سمجھتے ہیں اور ان کو صرف اور صرف اپنے مقاصد سے غرض ہے۔

اسرائیل میں رہنے والے یہودیوں کو اکثر معاملات میں پابند کیا جا رہا ہے مثلاً یہودیوں کے بچوں کو آرمی اور دیگر حکومتی شعبہ جات میں لازمی تربیت اور خدمات کے لئے مجبور کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ ہفتے اس اعلان نے یہودیوں میں کھلبلی مچا دی کہ اگلے سال اسرائیل کے اندر رہنے والے عرب اور مذہبی فرقے ”حردیم“ پر لازمی ہوگا کہ وہ اپنے بچوں کو آرمی تربیت دلانے۔ حکومت کے اس نئے قانون نے عربوں اور حردیم میں سراسیمگی پھیلا دی ہے اور یہودیوں کو اسرائیل میں اپنے بچوں کا مستقبل محفوظ نہیں دکھائی

دے رہا اور وہ شکوک و شبہات کا شکار ہیں۔ اسرائیل کے لئے مشکلات کا سبب اسلامی تحریکوں کا بڑھتا ہوا اثر و نفوذ بھی ہے۔ اسرائیل اسلامی تحریکوں سے یہاں تک خائف ہے کہ اس نے مشرق وسطیٰ کی اسلامی تحریکوں کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنے کے لئے جرمن اور امریکی انٹیلی جنس ایجنسیوں سے مدد لی ہے۔ اسلامی تحریکات نے اسرائیل کو تنہا کر کے رکھ دیا ہے اس کے اندرونی اور بیرونی مسائل بڑھ چکے ہیں۔ عرب بہادر اصل خطے میں اسرائیل کی شکست ہے۔ فلسطینی تحریک جسے کمزور کرنے کے لئے اسرائیل تانے بانے بناتا ہے وہ بھی پہلے کی نسبت زیادہ محفوظ ہو گئی ہے۔ مشرق وسطیٰ کی نئی صورتحال نے فلسطینیوں کو حوصلہ اور نیا ولولہ دیا ہے۔ حقیقی امن صرف اسرائیلی قیادت کا کھوکھلا دعوٰی ہے۔ اس ضمن میں ایران کے وزیر خارجہ علی اکبر صالحی کے بیان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا جس میں انہوں نے برملا طور پر کہا کہ علاقائی انقلابی طاقتوں کا ظہور اسرائیلی حکومت کو تنہا کرنے کا سبب بن گیا ہے اور فلسطینی کارکواس سے تقویت حاصل ہوئی ہے۔ صالحی نے فرنٹ برائے آزادی فلسطین کے سیکرٹری جنرل مہر طاہر کے ساتھ ایک ملاقات میں کہا کہ ”ہم یقینی طور پر صیہونی حکومت (اسرائیل) کو تیزی سے حاشیہ

پر جاتا ہوا دیکھیں گے اور اقوام اور حکومتوں کے درمیان فلسطینی کا زکو تقویت حاصل ہوگی کیونکہ علاقہ کے ممالک کے درمیان اسلامی بیداری کی لہر نتائج لارہی ہے اور مسلم عوام کی مرضی کے مطابق حکومتیں ظہور میں آ رہی ہیں۔“

ادھر یہودی تنظیمیں بھی اسرائیل کے لئے خطرہ بن گئی ہیں۔ ”نیٹوری کارنا“ بھی یہودیوں کی ایک ایسی تنظیم ہے جو تورات کی تعلیمات کی روشنی میں یہودیوں کی فلاح و بہبود اور مذہبی بیداری کے لئے کام کر رہی ہے۔ اس تنظیم کا بھی یہی کہنا ہے کہ یہاں فلسطینی بدلتوں سے رہ رہے ہیں اس لئے اس کو آزاد کر دیا جائے۔ روشن خیال اور مذہب پسند یہودی علماء شدت پسند یہودی نظریات کی نفی کرتے ہیں اور وہ ایک طویل عرصہ سے شدت پسندوں کی حرکتوں کے خلاف آواز اٹھاتے رہتے ہیں۔ یہودیت کی مخالفت کے کئی پہلو ہیں۔ عالمی سطح پر Zionism کو فلسطینی زمین پر یہودی ریاست کے قیام کی مخالفت یعنی اسرائیل کے مخالف ہونے کو قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس سیاسی تناظر کے حامل یہودی ایک قوم یعنی ملک کے قیام کو ضروری سمجھتے ہیں۔ اسرائیل کا مقتدر طبقہ

عرب ممالک میں آنے والی تبدیلیوں کے باعث امریکی اثر و رسوخ میں کمی اسرائیل کے

اپنی استبدادی پالیسی کو حق بجانب قرار دیتا ہے چاہے اس کی یہ پالیسی کتنی ہی غیر انسانی ہو۔ وہ ایسے حربے اور ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے جو کسی طور پر درست نہیں۔

وہ طبقہ جو یہودی ریاست کے خلاف ہے جن میں کیتھولک چرچ کے موجودہ پوپ کے علاوہ کاٹھنیل، رافیل میریڈیل وال اپنے نظریات کے لئے مشہور ہیں۔ ان کا نظریہ ہے کہ یہودی ریاست غیر منصفانہ ہے۔ ہولی سی Holy Sea جیسے مذہبی ادارے بھی یہودی ریاست کے ساتھ رابطہ کے خلاف ہیں۔ یہ تحریکیں اسرائیل کی پالیسیوں کو نسل پرستانہ قرار دیتی ہیں حتیٰ کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی قرارداد 3379 جو کہ نومبر 1975ء میں پاس ہوئی تھی صاف طور پر کہا گیا کہ Zoinism یعنی صیہونیت نسل پرستی کا ایک روپ ہے حالانکہ 1991ء میں اس قرارداد کو رد کر دیا گیا تھا۔ بعد میں بھی قراردادیں پیش کی گئیں جو اسرائیل کے دوستوں نے منظور نہ ہونے دیں۔ گریہ اسلامی تحریکیں اتنی زیادہ تعداد میں فروغ پذیر ہیں کہ اب یہودی ریاست کے خلاف آوازوں میں تیزی آ گئی ہے۔ اندر اور باہر اسرائیل کو مشکلات، خزانوں اور مسائل کا سامنا ہے۔ جو اس خدشہ پر یقینی مہر ثبت کر رہا ہے کہ اسرائیل کی بقاء کے سارے راستے بند ہوتے جا رہے ہیں۔ (لشکر یہ ندائے ملت)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ طلباء کارکنان اور ذمہ دار ساتھی ایمان کی بہترین حالت میں ہوں گے۔ یہ رسالہ طلباء کی قرآن و سنت کے مطابق اصلاح کے لئے ایک بہترین میگزین ہے۔ اگر اس کے ساتھ ساتھ اس رسالے میں انٹرنیٹ کے متعلق نئی باتیں لکھی جائیں تو لوگوں کو انٹرنیٹ کے بارے میں بہت معلومات حاصل ہوں گی۔

والسلام

ضیاء البصیر۔ لوئر دیر

(السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ)

انٹرنیٹ کے حوالے سے آنندہ

کسی شارے میں مضمون شامل کیا

جائے گا)

☆☆☆☆☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار طلباء والے بچو! کیا حال ہے

ٹھیک ہو؟ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی اور

ایمان کی بہترین حالت میں رکھے اور اس پر فتن دور

میں آپ کی مدد فرمائے اور زیادہ سے زیادہ آپ سے

اپنے دین کا کام لے، کفر کی سازشوں کو پاش پاش کرے اور

اسلام کو غالب کرے آمین۔ جزاکم اللہ خیرا

والسلام

(ام حمزہ۔ مرید کے)

☆☆☆☆☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے اخبار طلباء کی ٹیم خیریت سے ہوگی۔ اس دفعہ

اخبار طلباء جو نبی موصول ہوا تو ٹائٹل کی دلفریبی نے دل موہ لیا۔ نفیس

انداز میں بنا ہوا اس کا ٹائٹل نئے آنے والے طلباء کو تعلیمی سفر کے

نئے راستوں پر خوش آمدید کہہ رہا تھا۔

بات کی جائے مضامین کی تویر ما کے متعلق در پردہ حقائق

جان کر علم میں اضافہ ہوا اور حالات کا صحیح ادراک بھی ہوا۔ جنید الرحمن

نے معاشرتی مسائل کو اجاگر کرتی ہوئی اچھوتی تحریر لکھی۔ ثاقب مجید

بھائی کی بھارت پر تحریر پر جاندار تھی لیکن ایک بات پوچھنی ہے کیا

ثاقب مجید بھائی صرف انڈیا پر ہی لکھتے ہیں یا یہ ان کا پسندیدہ

موضوع ہے کیونکہ پچھلے چند شماروں میں وہ صرف بھارت اور

پاکستان کی تجارت کو ہی ہدف تنقید بناتے نظر آتے ہیں۔ KPK

کی تعلیمی صورتحال جان کر دکھ ہوا۔ وہاں بھی پاکستانی حکومت کو

اقدامات کرنا چاہئیں۔

مجموعی طور پر اخبار طلباء ایک اچھا میگزین ہے۔ اللہ تعالیٰ

اخبار طلباء کو دن و گئی رات چمکی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

(روحان ابراہیم۔ جہانیاں)

آپ کی آراء

سوسائٹی کے لیے امیدوں کا ایک جھوٹا ہے۔

اگر اس کے سائنس کارنر کو وسعت دی جائے اور نئی

سائنسی معلومات سے اس کو زینت دی جائے تو بہت بہتر ہوگا۔

اخبار طلباء اندھیروں کے دور میں روشنی کی ایک کرن

ہے۔ اللہ کرے اس کرن کی روشنی پوری دنیا میں پھیل جائے اور

تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم طلباء اس کی روشنی سے اپنے قلب و روح

کو منور کریں اور مستقبل میں ستارے بن کر اس جہاں کو روشن کریں۔

(صابر سہیل۔ یونیورسٹی آف پنجاب)

(علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبار طلباء)

میں ”سائنس و یو“ کے نام سے ایک سیکشن

موجود ہے جس میں مختلف سائنسی معلومات

کو عام فہم انداز میں قارئین تک پہنچایا جاتا

ہے۔ جہاں تک اس کے صفحات بڑھانے

کا تعلق ہے تو اس پر غور کیا جائے گا۔)

اہم اعلان

آپ کی آراء ہمارے لئے بہت اہم ہیں۔

یہ سلسلہ اخبار طلباء میں شروع کیا جا چکا ہے۔

آپ اخبار طلباء کے متعلق اپنی آراء سے

ضرور آگاہ کریں۔ کوشش کریں کہ یہ مختصر

اور جامع ہو۔ اپنا نام اور پتہ دینا نہ

بھولیں۔

اپنی آراء بھیجنے کا پتہ یہ ہے: پی او بکس

نمبر 966 جی پی او لاہور۔

اس کے علاوہ آپ اخبار طلباء کے متعلق اپنی

راے کا اظہار SMS کے ذریعے بھی کر سکتے ہیں۔

SMS کے لیے

0334-7551755 پر منبج کریں۔

E-mail کے لیے

akhbaretalaba@yahoo.com

والسلام

انچارج

آپ کی آراء

☆☆☆☆☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار طلباء جہاں حالات کے حوالے سے انتہائی مثبت

رہنمائی دے کر میڈیا کی پھیلائی مایوسی ختم کرتا ہے۔ وہیں امت

مسلمہ کے اصل مسائل اور ان کے حل کے لیے لائحہ عمل بھی دیتا

ہے۔ یہ سیاسی، سماجی اور تعلیمی مسائل کے گرداب میں پھنسی طلباء

تعلیمی اداروں میں دعوت کا کام.....؟؟؟

اسلام کے اہم ترین فریضہ ”امر بالمعروف ونہی عن المنکر“ پر عمل ہر نو جوان کے لیے ناگزیر ہے
کالج اور یونیورسٹیز میں دعوت الی اللہ کی تڑپ رکھنے والے طلباء کے لیے ایک رہنما تحریر

نظریات کو شامل کیا جا رہا ہے تاکہ ان تعلیمی اداروں سے مغربی تہذیب و ثقافت کے سحر میں گرفتار اور اسلام سے یکسر عاری ایسی مفلوج نسل تیار ہو جو کفار کے اداروں میں چاکری اور ان کے افکار و عزائم کی آبیاری تو کر سکے مگر اسلام اور اہل اسلام کے لئے اپنا کردار پیش کرنے سے قاصر ہو۔ نتیجتاً ان تعلیمی اداروں میں پھلنے پھولنے والے طلباء کی اکثریت بہت زیادہ دینی و فکری اور نظریاتی گمراہیوں کا شکار ہے۔

یہی وہ حالات ہیں جو امت کے ایک ایک فرد بالخصوص شباب اسلام کے فرائض اور ذمہ داریوں کو دو چند کر دیتے ہیں۔ جب کفر و الحاد کی آندھیاں تیز ہو جائیں تو اہل احساس کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ مجھے کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے سوچنا ہے کہ میں لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے والا مسلمان ہوں اور بحیثیت ایک مسلم طالب علم مجھے ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا ہے جو مجھے اپنی ذات کے محور سے نکل کر آفاقی سوچ اپنانے کی فکر دیتی ہیں۔

پھر بات یہاں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ میرے اوپر ایک اور فریضہ ہے اور یہ فریضہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر عائد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب کے اندر بیان فرماتے ہیں:

”وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ“ (آل عمران: 104)

”تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کا حکم دیتا رہے اور برائی سے روکتا رہے۔“

اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ مجھ پر یہ فریضہ بھی عائد ہوتا ہے کہ میں نو جوان نسل کو گمراہیوں کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر قرآن اور ایمان کی روشنی کی طرف لے آؤں۔ مغربی تہذیب و افکار کے ہاتھوں پر غلام ہونے کی بجائے نبوی کلچر کی ترغیب دوں اور دنیا کی بے مقصد اور لالچ حاصل رنگینیوں میں دل لگانے کی بجائے

لا سکے۔ دوسری طرف ان ملکوں میں اسلام کی مضبوط ہوتی ہوئی دعوت نے ان کو بکھلا کر رکھ دیا۔ ان مناظر سے جنونی صلیبی اور ان کے پشتیبان یہودی تملکا اٹھے اور ان کا ایک ٹولا اسلام قرآن اور پیغمبر اسلام ﷺ کی ناموس کے درپے ہو گیا۔ ایک عرصہ سے کبھی تو جن آمیز خاکے، کبھی قرآن کی بے حرمتی اور کبھی گستاخانہ فلمیں بنا کر مسلمانوں کو زچ کیا جا رہا ہے اور اسلام کے خلاف ایک

احمد حماس FCCU

پروپیگنڈا مہم چلائی جا رہی ہے۔ جس کو آزادی اظہار کے نام پر مغربی حکومتوں کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ جس پر مسلم ممالک کے عوام غیض و غضب جبکہ حکمران بے بسی کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ عالم کفر کا دوسرا بڑا ہدف تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم طلباء

ہر سال ماہ ستمبر میں تعلیمی سال کے آغاز کے ساتھ طلباء کی ایک بڑی تعداد نئے جوش اور ولولے کے ساتھ اپنی علمی پیاس بجھانے اور ملک و قوم کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرنے کے لئے کالج سے یونیورسٹی کی دہلیز پر قدم رکھتی ہے۔ ہر طالب عالم اپنے دل میں نیا عزم اور تازہ لگن لئے نئے تعلیمی کیریئر کا آغاز کرتا ہے کیونکہ یونیورسٹی میں قدم رکھنا اور پروفیشنل تعلیمی کیریئر کا آغاز زندگی کی اہم خواہشوں میں سے ایک خواہش ہوتی ہے۔ آخرا یہاں کیوں نہ ہو وہ اپنے والدین کے سہانے خوابوں کی تعبیر بننا چاہتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ وہ اپنے کردار سے قوم کی بچکولے لکھائی ناؤ کو پار لگانے کے لئے بھی پر عزم ہوتے ہیں۔

لیکن یہ صرف اسی صورت ممکن ہے جب وہ سگ ہائے سفر سے آگاہ ہوں۔ عالم کفر کی سازشوں کو سمجھتے ہوں جو ان کی پہچان اور ہستی کو مٹانے کے لئے کی جا رہی ہیں۔ اس وقت ساری دنیا کا کفر اپنے تمام تر وسائل اور ٹیکنالوجی کے ساتھ اسلام اور اہل

اسلام پر حملہ آور ہے۔ عراق، افغانستان، فلسطین، کشمیر اور گجرات کے دھم ہمارے ذہنوں سے محو نہیں ہوئے تھے کہ برما و آسام میں انتہائی بے رحمی اور بے خوفی سے ہزاروں مسلمانوں کے ابو سے ہولی کھیلی گئی مگر

دنیا پر خاموشی چھائی رہی۔ دنیا کے نقشے پر کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں آپ اپنی انگلی رکھیں اور وہ خونِ مسلم سے تر نہ ہو۔ ان مسلمانوں کی کشتی گردنوں، لٹتی عصمتوں، دریدہ آنچلوں اور سوختہ بدنوں کا کوئی پرسان حال نہیں۔

جب قصاص کے فریضے کا بوجھ اپنے سروں پر لئے اللہ کے کچھ بندے محاذوں پر غاصبوں کی گردنیں دبوچنے لگے اور تابوتوں میں بند ان کی تعفن زدہ لاشیں واپس پیچھے لگیں تو امن عالم کے ٹھیکیدار اور نیورلڈ رڈر کے دعوے دار جہادی دھجوں کی تاب نہ

ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ مکمل طور پر مغربی تہذیب و ثقافت کا ماحول رکھنے والے اداروں میں سے ایسے جوان بھی نکل سکتے ہیں جو عالم کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑے ہوں

میں جن کے دلوں سے اسلام کو کھرچ کھرچ کر نکال دینے کی بڑی گہری سازشیں کی گئی ہیں۔ یونیورسٹیز اور کالجوں میں موسیقی کو پروان چڑھانے کے لئے میوزیکل کنسرٹس اور ڈی جے ٹائٹس کا انعقاد فاشی، عربیائی اور بے حیائی کے کلچر کے فروغ کے لئے مخلوط تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ کیت واک اور ماڈلنگ کے مقابلے جات، ڈراموں اور فیٹیووز کے نام پر طلباء کو فضولیات میں الجھانے اور مغربی طرز فکر اور تہذیب کو ان کے ذہنوں میں رائج کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ اسی طرح نصاب تعلیم سے قرآن و حدیث اور اسلامی تاریخ و تہذیب کو نکال کر اسلام بیزار افکار اور الحاد کی

یوم حساب کی نجات کا احساس دلاؤں کیونکہ اللہ رب العزت ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

”كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ“ (آل عمران: 110)

”تم بہترین امت ہو لوگوں کے لئے نکالے گئے ہو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے لوگوں کو روکتے ہو۔“

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں واضح طور پر کہا ہے کہ امت مسلمہ کے لوگو! تم دوسروں کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ تم نے صرف اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے بھی جینا ہے۔

ایک مسلمان کی سوچ آفاقی ہو کر رہتی ہے۔ اس کی سوچ روٹی، کپڑا اور مکان تک محدود نہیں ہوتی بلکہ وہ پوری انسانیت کی بہتری کے لئے سوچتا ہے۔ یہی فکر سوچ اور یہی دعوت ہے جس سے بہتر اللہ کے ہاں کوئی اور فکر اور دعوت نہیں۔ فرمایا:

”وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ“ (حم سجدہ: 33)

”اور اس شخص سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔“

دعوت الی اللہ یعنی اللہ کی طرف بلانا اور قرآن و سنت کی طرف رہنمائی کرنا ایک بہت اہم ذمہ داری ہے اس کی اہمیت اس حدیث سے واضح ہوتی ہے۔

مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَبْغِيَهُ بِيَدِهِ فَلْيَغْيِرْ بِيَدِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَسَانِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَسَانِهِ ، فَيَقْلِبْهُ ، وَذَلِكَ أَوْعَفُ الْإِيمَانِ. (سنن ابن ماجہ: 1275)

”جو کوئی تم میں سے برائی دیکھے اگر وہ استطاعت رکھتا ہو تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو زبان سے روکے۔ اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔“

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ برائی کو دیکھ کر دل کے اندر اس کے خلاف نفرت کے پیدا ہونے کو نبی اکرم ﷺ نے ایمان کا سب سے کمزور درجہ قرار دیا ہے۔ مگر جس بندے کو برائی دیکھ کر لذت محسوس ہو اور وہ خوشی سے اس کو دیکھے اور سنے تو اس کے ایمان کی کیفیت کیا ہوگی؟

دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اس فریضے سے غفلت برتنے والوں کے بارے میں سخت وعید کا اظہار کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم

برائی کو دیکھ کر دل کے اندر اس کے خلاف نفرت کے پیدا ہونے کو نبی اکرم ﷺ نے ایمان کا سب سے کمزور درجہ قرار دیا ہے۔ مگر جس بندے کو برائی دیکھ کر لذت محسوس ہو تو اس کے ایمان کی کیفیت کیا ہوگی؟

ضرورتی کا حکم دو اور برائی سے روکتے رہو نہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے تم پر کوئی عذاب بھیج دے اور پھر تم اس سے دعائیں کرو لیکن وہ قبول نہ ہوں۔“ (صحیح ترمذی)

جو شخص اس فریضے کو پورا کرتا ہے اور اپنی تمام تر کوششیں اور کوششیں اس مقصد کے لئے استعمال کرتا ہے اس کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے کسی کو ہدایت کی طرف بلایا تو جس

قدر ثواب اس کی دعوت پر عمل کرنے والے کو ملتا ہے اتنا ہی اجر اس داعی کے لئے ہے اس کو ملنے والے اجر کی وجہ سے ان (عمل کرنے والوں) کے ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی اور جس نے گمراہی کی طرف بلایا، اس کے ذمہ اتنا ہی گناہ جتنا اس کی دعوت کے نتیجے میں گناہ کرنے والوں پر ہوگا اور اس کو ملنے والے گناہ کے سبب ان (دوسرے لوگوں) کے گناہ میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔“

ہم اپنے تعلیمی اداروں میں کون سے اور کس انداز سے دعوتی کام کر سکتے ہیں پر بات کرنے سے پہلے داعی کے اوصاف پر بات کریں گے۔

داعی کے اوصاف

ایک داعی کے اندر کون کون سی خوبیاں ہونی چاہئیں یہ ایک وسیع موضوع ہے۔ یہاں صرف چند ضروری نکات پر بات ہوگی ایک داعی کے پاس کم از کم پانچ چیزیں ہونی چاہئیں۔

1- نیک مقصد کا مکمل ادراک

2- خلوص

3- شائستگی

4- مستقل مزاجی اور تسلسل

5- مشکلات پر صبر

۱- نیک مقصد

داعی کا مقصد نیک ہو اور اسے مکمل ادراک ہو کہ وہ کس چیز کی دعوت دے رہا ہے اور کیوں دے رہا ہے؟ یعنی اگر وہ قرآن و سنت کی طرف بلاتا ہے تو اسے علم ہو کہ قرآن و سنت کیا ہے اور میں اس کی دعوت کیوں دے رہا ہوں۔

۲- خلوص

داعی کے اندر خلوص ہو۔ وہ صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے کام کرے۔ کوئی ذاتی مفاد یا مجبوری اس کے پیش نظر نہ ہو اور اس کے لئے وہ کوئی بھی قربانی دینے کے لئے تیار ہو۔ اسے دعوت الی اللہ کے کام کی اتنی فکر ہو جتنی اسے اپنے گھر کے معاملات کی ہوتی ہے اور وہ ہر وقت یہ سوچتا رہے کہ میں نے اپنے ارد گرد کے ماحول کو کیسے بہتر بنانا ہے



۳۔ شائستگی

بات کرنے کا انداز اور لہجہ بڑا ہی نرم اور شائستہ ہو اور بڑی بصیرت اور احسن انداز سے دعوت دے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”اذْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ“ (النحل: 125)

”اپنے رب کی طرف (لوگوں کو) بلاؤ بصیرت اور اچھی نصیحت کے ساتھ“

بار بار دعوت دینے سے جب کوئی نتیجہ نظر نہ آ رہا ہو تو انسان تنگ آ کر یا تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے یا پھر سخت لہجہ استعمال کر کے اس شخص کو متفرک کر دیتا ہے۔ ایک داعی کے اندر یہ خوبی ہونی چاہیے کہ اسے ایک ہی شخص کو جتنی بار بھی دعوت دینی پڑے وہ شائستگی جیسے وصف کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔

۴۔ مستقل مزاجی اور کام میں تسلسل

”کسی بھی کام میں تسلسل اس کو بہتر اور نتیجہ خیز بنادیتا ہے۔ نبی

اکرم ﷺ کی حدیث بھی ہے کہ ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے چاہے وہ تھوڑا ہی ہو۔“ (بخاری)

دعوت الی اللہ کے اندر مسلسل رابطہ اور دعوتی کاموں میں ہمیشگی معاشرے اور افراد کی تبدیلی کا اہم حصہ ہے۔ داعی کو چاہیے کہ وہ مستقل مزاجی اور دلچسپی کے ساتھ کام کرے اور اس کو جاری رکھے۔

۵۔ مشکلات پر صبر

دعوت الی اللہ انبیاء کا کام ہے جہاں یہ عظمتوں اور بلند یوں کا راستہ ہے وہیں یہ قربانیوں اور عزیمتوں کا سفر بھی ہے۔ مشکلات اور پریشانیوں اس کا حصہ ہے۔ ان پر صبر اور استقامت دکھانا ایک اچھے داعی کی خوبی ہے۔

فرمایا:

وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ (لقمان: 17)

”نماز قائم کرو اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرو اور اس (مصیبت) پر صبر کرو جو تجھے پہنچے، یقیناً یہ ہمت کے کاموں سے ہے۔“

خود رسول اللہ ﷺ کی زندگی اس کا احسن نمونہ ہے۔ اس لیے داعی کو چاہیے اس معاملے میں کبھی مایوس نہ ہو بلکہ اپنے بلند

مقصد اور شریعت کے ساتھ جاری رکھے۔

یونیورسٹیز اور کالجز میں دعوت الی اللہ کا کام کیسے کیا جاسکتا ہے؟ اب ہم ان شاء اللہ اس پر بات کریں گے۔

دعوت الی اللہ کا کام

سب سے پہلے ان طلباء کو تلاش کیا جائے جو دین سے رغبت رکھتے ہوں اور قرآن و حدیث کی بات سننا چاہتے ہوں۔ اس مقصد کے لئے ہمیں یونیورسٹی اور ہاسٹل کی مساجد میں طلباء کی اچھی خاصی تعداد مل سکتی ہے۔ بلکہ ان میں صحیح عقائد اور فکر والے بھی نمایاں ہو سکتے ہیں۔ ان طلباء سے رابطہ بنایا جائے اور انہیں اس بات کا احساس دلایا جائے کہ معاشرے کی اس بگڑتی ہوئی حالت میں طلباء فاشی و عریانی میں پڑ کر مقصد حیات کو بھولتے جا رہے ہیں اور لادینیت میں ڈھنستے چلے جا رہے ہیں۔ جہاں ہم دنیاوی تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہاں ہمیں یہ بھی چاہیے کہ ہم ان کی اصلاح اور بہتری کے لئے کوئی قدم اٹھائیں۔ جب کچھ ساتھی اکٹھے ہو جائیں تو ہم درج ذیل کام شروع کر سکتے ہیں۔

لہذا ہماری دعوت کی بنیاد قرآن مجید ہونا چاہیے۔ اس کا طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے ادارے کے ہاسٹل میں سے کسی کمرے کا انتخاب کریں۔ کلاس کے لئے مغرب یا عشاء کی نماز کے فوراً بعد کا وقت متعین کریں یا جن اداروں کے اندر ہاسٹل نہیں وہاں نماز ظہر کے فوراً بعد ادارے میں کوئی فارغ کلاس روم مسجد، کمیونٹی سینٹر یا پھر کسی گراؤنڈ کے کونے کو منتخب کریں۔ کلاس کے لئے اپنے کلاس فیلوز ہاسٹل میں رہنے والے طلباء اور دوسرے ساتھیوں کو دعوت دے کر مطلوبہ جگہ جمع کریں۔ وہاں پر قرآن مجید پڑھیں یا پھر پڑھی جانے والی سورۃ کی فوٹو کاپی کا انتظام کریں۔ شروع میں آسان اور وزمرہ کے امور کے متعلق سورتیں مثلاً الحجرات، الملک، الفاطر، الممتحنہ اور سورۃ محمد وغیرہ پڑھائیں۔ یہ کلاس ہفتے میں دو یا تین دن ہو اور اس کا دورانیہ انتہائی مختصر (15 سے 20 منٹ) رکھیں اور وقت کی پابندی لازمی کریں۔ شرکائے کلاس سے (Feed Back) لیتے رہیں اور سورۃ کے اختتام پر ٹیٹ کا انعقاد کریں۔

درس قرآن

دوسری اہم تدبیر جس سے دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام

دیا جاسکتا ہے، درس قرآن کا سلسلہ ہے۔ مختلف مواقع کی مناسبت سے کسی موضوع پر درس تیار کر کے ہفت روزہ یا پندرہ روزہ یا ماہانہ درس قرآن کا اہتمام کریں۔ اس کا موضوع اور

جگہ کمپوز کر دیا کروٹس بورڈ پر آویزاں کریں اور پھر پورے دعوت بھی دیں۔ کوشش کریں کہ داعیان کتاب و سنت کا اسی ادارے میں پڑھنے والا ناماندہ ساتھی درس دے نہیں تو کسی دوسری یونیورسٹی سے ایسے ساتھی کو بلا لیں۔

حفظ کلاس

اس میں تین قسم کی کلاسز شامل ہیں۔ حفظ قرآن کلاس کے ذریعے بھائیوں کو قرآن مجید کی آخری سورتیں حفظ کروائیں۔ حفظ حدیث کلاس کے لئے حدیث کی کوئی مختصر کتاب منتخب کریں۔ ہفتے میں ایک یا دو دن بھائیوں کو جمع کریں۔ حدیث کا متن، ترجمہ اور تشریح پڑھائیں۔ آخر میں سب کو متن یاد کرنے کا موقع دیں۔ اس کا دورانیہ عموماً 10 منٹ ہوتا ہے۔ حفظ ادعیاء کلاس میں روزمرہ کی دعائیں یاد کرائیں۔ اس کے لئے ضعیف احادیث سے پاک، مسنون دعائوں پر مشتمل پاک سائنز کتاب حصہ المسلم کا استعمال کریں۔ حفظ کلاس فجر، عصر یا مغرب کی نماز کے فوراً بعد منعقد کی جاسکتی ہے۔

سنڈی سرکل

کسی خاص موضوع کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرنے، اس

مجھ پر یہ فریضہ بھی عائد ہوتا ہے کہ میں نوجوان نسل کو گمراہیوں کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر قرآن اور ایمان کی روشنی کی طرف لے آؤں۔ مغربی تہذیب و افکار کے ہاتھوں پر غلام ہونے کی بجائے نبوی کلچر کی ترغیب دوں

ترجمہ القرآن کلاس

امت مسلمہ کے زوال کی سب سے بڑی وجہ موجودہ دور میں ان کی کتاب اللہ سے بے اعتنائی اور عدم تعلق ہے۔ دین کے نام پر چلنے والی تحریکیں بھی فلسفوں، شخصی نظریات اور جماعتی تعصبات میں پڑے ہوئے کی وجہ سے اپنے متبعین کو جماعتی لٹریچر اور بزرگوں کی تصانیف تک محدود رکھتی ہیں اور دانستہ اور نادانستہ طور پر قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے عوام الناس کو دور رکھتی ہیں۔ اپنے مذموم مقاصد کے لئے یہ لوگ کلام الہی کو انتہائی مشکل اور عام آدمی کے لئے ناقابل فہم قرار دیتے ہیں حالانکہ کلام اللہ میں بار بار ارشاد ہے:

”وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ“
”اور بلاشبہ ہم نے اس قرآن کو نصیحت (حاصل کرنے) کے لئے آسان بنا دیا۔ پس ہے کوئی جو غور و فکر کرے“ (سورۃ القصص)

نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے قوموں کو رفعت عطا کرتا ہے اور اس (قرآن سے بے اعتنائی) کی وجہ سے بعض قوموں کو ذلیل و رسوا کرتا ہے۔“

کے متعلق مفصل طور پر جاننے، متعلقہ موضوع کے بارے میں شرکاء کی علمی استعداد کے اظہار کے حوالے سے ان میں پائی جانے والی جھجک کو دور کرنے میں مطالعاتی حلقے انتہائی مدد و معاون ہیں۔ خاص مواقع کی مناسبت سے خاص موضوعات پر سٹڈی سرکل کروائے جاتے ہیں۔ متعلقہ موضوع پر کسی کتاب کے کچھ صفحات فوٹو کاپی کروائیں اور ساتھیوں کو پانچ پانچ، چھ چھ کے گروپوں میں تقسیم کریں۔ ہر گروپ کا ایک لیڈر مقرر کریں۔ بھائی باری باری اس لٹریچر کا کچھ نہ کچھ حصہ پڑھیں اور اس پر ڈسکشن کریں۔ آخر میں گروپ لیڈر اس کا خلاصہ بیان کر دے۔ سٹڈی سرکل کے لئے بہترین کتب میں الریشق المختوم، حیات صحابہ کے درخشاں پہلو، کتاب الجامع، ٹالس فتوحات اسلام، مجاہد کی اذان، خلافت و جمہوریت، مقالات جہاد اور مقالات طیبہ شامل ہیں۔

لاہری کی قیام

تعلیمی ادارے جہاں پر ہاسٹل موجود ہیں وہاں کسی ہاسٹل کے ایک کمرے میں لاہری بنائی جاسکتی ہے۔ یونیورسٹی یا کالج میں موجود ساتھیوں سے فزج جمع کر کے کتابیں خریدیں اور وقتاً فوقتاً ان میں اضافہ کرتے رہیں۔ کسی ایک ساتھی کو لاہری کی ذمہ داری دی جائے اور طلباء کو لاہری کی تعارف کروا کر لاہری میں آنے کی دعوت دی جائے۔ درس قرآن کی تیاری کے سلسلہ میں بھی لاہری کی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ آپ اپنے ادارے میں موبائل لاہری کا سلسلہ بھی شروع کر سکتے ہیں۔ عام ضرورت کے موضوعات پر آٹھ دس کتابچے جمع کریں اور ان کو اپنے بیگ میں رکھ لیں۔ کلاس میں یا کسی بھائی سے ملاقات کے وقت ان کتابچوں کا تعارف کروائیں اور پڑھنے کے لئے دیں۔ موبائل لاہریوں کا سلسلہ ان اداروں میں بہت موثر رہے گا جن میں ہاسٹل نہ ہوں یا اسلامی لاہری موجود نہ ہو۔

لٹریچر اور اخبار طلباء

لٹریچر کسی بھی تحریک کی کامیابی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس حوالے سے ادیان کتاب و سنت کا طلباء کے حوالے سے خاص میگزین ”اخبار طلباء“ انتہائی مفید ہے۔ خود اچھی طرح مطالعہ کے بعد یونیورسٹی میں اس کو تقسیم کریں۔ لاہری اور اخبار شیئڈز پر بھی تبصیر کے لئے اس کا ٹائٹل بیچ یا اہم مضامین کے نام کمپوز کروا کر ڈیپارٹمنٹس اور ہاسٹل کے نوٹس بورڈز پر آویزاں کریں۔ ہاسٹل کے اندر اور ڈیپارٹمنٹس میں تقسیم

کے حوالے سے ذمہ داران مقرر کریں جو اخبار طلباء اور اس میں موجود مواد کا اچھی طرح سے تعارف کروا کر طلباء میں تقسیم کریں اور گاہے بگاہے ساتھیوں سے اس کے مضامین پر ڈسکشن کریں۔ نیز باذوق افراد کو اس میں لکھنے کی دعوت بھی دیں۔ اخبار طلباء چھپتے ہی منگوائیں اور ریکوری کے لئے جامع پلاننگ کریں۔

نشر و اشاعت

دعوت کے کام کے لئے پرنٹ میڈیا کا استعمال کریں۔ خاص مواقع کی مناسبت سے آیات و احادیث کمپوز کروا کر نوٹس بورڈز، کلاس رومز اور پبلک مقامات پر آویزاں کریں اور وقفے وقفے سے انہیں تبدیل کرتے رہا کریں۔ اسی طرح اخبار طلباء میں

طلباء سے رابطہ بنایا جائے اور انہیں اس بات کا احساس دلایا جائے کہ معاشرے کی اس بگڑتی ہوئی حالت میں طلباء فحاشی و عریانی میں پڑ کر مقصد حیات کو بھولتے جا رہے ہیں اور لادینیہ

میں دھنستے چلے جا رہے ہیں

موجود کوئی اہم مضمون کاپی کروا کر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں موبائل کے ذریعے SMS بھی کئے جاسکتے ہیں مگر یاد رکھیں کوئی بھی آیت یا حدیث بغیر مستند ثبوت کے نشر نہ کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

”جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کو بنالے“ (صحیح بخاری)

ترجمہ: القرآن کلاس درس قرآن و دیگر دعوتی پروگرامز اور اخبار طلباء کی تشہیر کی مہم بھی نشر و اشاعت کے زمرے میں آتی ہے۔

ترتیبی نشست / شب تربیت

ایک سسٹر میں کم از کم دو دفعہ قریبی مسجد یا مرکز میں ساتھیوں کے لئے ترتیبی نشست یا شب تربیت کا اہتمام کریں۔ ترتیبی نشست کے لئے مناسب وقت عصر تا عشاء اور شب تربیت کا مغرب تا اشراق ہے۔ اس میں ترجمہ کلاس، حفظ حدیث و ادعیاء کلاس، علماء کے دروس اور سٹڈی سرکل جیسے امور شامل ہوتے ہیں۔ اس کے لئے بھرپور مہم چلا کر زیادہ سے زیادہ ساتھیوں کو دعوت دیں اور جگہ دور ہونے کی صورت میں سواری کا انتظام کریں اور آخر میں تاثرات بھی لیں۔

BDS، بک بینک اور اسلامک سوسائٹیز

کالج میں BDS (بلڈ و سوسائٹی) بک بینک اور اسلامی سوسائٹی کا قیام عمل میں لائیں تاکہ بلیفیر کے کاموں کے ذریعے زیادہ سے زیادہ افراد کو خود سے مانوس کر سکیں۔ اسلام کی اس عظیم دعوت کے لئے انہیں اپنی صلاحیتیں خرچ کرنے کے لئے ذہنی اور جسمانی طور پر

تیار کر سکیں۔ نیز فیکلٹی اور کلیریکل شاف کو بھی ان مواقع پر مدعو کریں۔ نیز انہیں خوبصورت اسلامی کتب بھی دیں۔

رابطہ و تنظیم

کام کو منظم کرنے کے لئے بھائیوں کی ان صلاحیت کے مطابق ہاسٹل، لٹریچر، لاہری، دعوت و اصلاح، نشر و اشاعت، مالیات اور ڈس۔ کالرز کے حوالے سے ذمہ داریاں لگائیں۔ اسی طرح فیکلٹی اور کلیریکل شاف میں رابطہ بنا کر ان کو بھی دعوت دین پہنچائیں۔ دعوت و اصلاح کے کام کی بہتری کے لئے تمام منجی ساتھیوں کا آپس میں اچھا تعارف اور مثالی تعلقات ہونے چاہئیں۔ ان ساتھیوں میں جماعتی سوچ اور مزاج پیدا کیا جائے۔

تنظیمی اجلاس

دنیا کا کوئی بھی کام بغیر پلاننگ اور بغیر مشورہ کے نہیں ہوتا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ دعوت کے کام کے

لئے پلاننگ کی ضرورت نہ ہو۔ اس کے لئے ادارے میں پڑھنے والے تمام منجی ساتھیوں کی ماہانہ یا پندرہ روزہ میٹنگ کریں جس میں مستقل دعوتی امور (ترجمہ کلاس، درس حفظ کلاس وغیرہ) اور مہماتی امور (سیمینارز وغیرہ) کی رپورٹ لیں۔ مختلف دعوتی سرگرمیوں (ترجمہ کلاس، درس قرآن، سیمینارز تربیتی نشست) کے لئے دعوتی ٹیمیں تشکیل دیں جو منظم انداز سے مختلف طلباء تک دعوت پہنچا سکیں اور ان سے کام کا جائزہ لیتے رہیں۔ آئندہ کے لئے پلاننگ کریں اور اہداف تقسیم کریں۔

محترم ترین! یہ مختصری گزارشات ہیں جو ہم نے آپ کے سامنے یونیورسٹیز میں دعوت الی اللہ کے فریضے کو سرانجام دینے کے حوالے سے پیش کی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دعوت نے اس وقت اٹلیں اور اس کے حواریوں کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کر رکھا ہے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ مکمل طور پر مغربی تہذیب و ثقافت کا ماحول رکھنے والے اداروں میں سے ایسے جوان بھی نکل سکتے ہیں جو عالم کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑے ہوں اور ان کی سازشوں کو بے نقاب کریں اور ان کے منصوبوں کو اللہ کی مدد اور توفیق سے سبوتاژ کریں۔ ہمیں اپنے اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ حق و باطل کی اس جنگ میں ہمیں خاموش تماشا بننے کی بجائے مثبت کردار ادا کرنے کی توفیق عطا کرے۔ ہمیں ہدایت کا چراغ بنائے جس سے مزید چراغ روشن ہوں جو دنیا سے الحاذ سیکولرزم اور مادیت پرستی کے اندھیروں کو ختم کرتے ہوئے عظیم خلافت اسلامیہ کے قیام کی بنیادیں سکھیں۔ ان شاء اللہ

سیرت ابراہیم علیہ السلام

جن کی شخصیت اللہ کے لئے یکسوئی، توحید الہی کے بے باک داعی، کفار و مشرکین سے برأت، بے مثال جذبہ قربانی اور آزمائشوں پر استقامت جیسی صفات سے مرصع تھی۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ آج سنت ابراہیمی کو اسوۂ بناتے ہوئے ہم اپنے نفس کے بتوں کو توڑ ڈالیں۔

جس طرح نبی کریم ﷺ کی ساری زندگی ہمارے لیے نمونہ ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت کو بھی ہمارے لیے نمونہ قرار دیا ہے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ. (الممتحنہ: 4)

”یقیناً تمہارے لیے ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں میں بہترین نمونہ ہے۔“

لہذا آئیے سیرت ابراہیم علیہ السلام کی چند روشن کرنوں، اہم جھلکیوں اور سیرت کے درخشاں پہلوؤں کا مطالعہ کر کے اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کریں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق کے شہر بابل میں پیدا ہوئے۔ آپ علیہ السلام کے والد کے نام کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ قرآن کی سورۃ انعام کی آیت نمبر 74 سے معلوم ہوتا ہے کہ

آپ کے باپ کا نام ”آزر“ تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر علمائے نسب کہتے ہیں کہ ان کا نام

”تارح“ تھا۔ بابل میں اہل کتاب نے ان کو ”تارح“ لکھا ہے۔ جب آپ علیہ السلام پیدا ہوئے تو عراق کے شہر بابل پر نمرود کا تسلط پورے زوروں پر تھا۔ نمرود کا مشیر اعلیٰ آزر بن ناحور نہ صرف صنم پرست تھا بلکہ بت تراش اور بت فروش بھی تھا اور بت فروشی ہی اس کا ذریعہ معاش تھا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس بت گر کے اپنے گھر میں ایک بت شکن کی پیدائش ہوئی جسے ابراہیم خلیل اللہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ علیہ السلام بچپن کی منازل طے کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے گرو و پیش کے ماحول کا بہت گہری نظر سے جائزہ لے رہے تھے۔ وہ بچپن سے ہی اپنے قوم کے مذہب سے بیزار تھے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منصب رسالت ملا تو انہوں نے

سب سے پہلے اپنے باپ سے تبلیغ کا آغاز کیا۔ قرآن نے اس کو اس طرح بیان کیا ہے:

”جب اس نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ! تو اس چیز کی عبادت کیوں کرتا ہے جو نہ نفعی ہے اور نہ دیکھتی ہے اور نہ تیرے کسی کام آتی ہے؟“



اے میرے باپ! بے شک میں، یقیناً میرے پاس وہ علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں آیا، اس لیے میرے پیچھے چل، میں تجھے سیدھے راستے پر لے جاؤں گا۔

اے میرے باپ! شیطان کی عبادت نہ کر، بے شک شیطان ہمیشہ سے رحمان کا نافرمان ہے۔

دوسری آزمائش حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اس طرح آئی کہ بیٹے کی پیدائش کے بعد حکم ہوا کہ اسے اور اس کی والدہ کو ویران جگہ پر تنہا چھوڑ دو۔ جد الانبیاء علیہ السلام نے یہاں بھی سر خم تسلیم کیا

اے میرے باپ! بے شک میں ڈرتا ہوں کہ تجھ پر رحمان کی طرف سے کوئی عذاب آ پڑے، پھر تو شیطان کا ساتھی بن جائے۔

اس نے کہا کیا تو میرے معبودوں سے بے رغبتی کرنے والا ہے اے ابراہیم!؟ یقیناً اگر تو باز نہ آیا تو میں ضرور ہی تجھے سنگسار کر دوں گا اور مجھے چھوڑ جا، اس حال میں کہ تو صحیح سالم ہے۔“ (سورۃ مریم: 42 تا 46)

آز کو تو حید کی دعوت پسند نہیں آئی اور کہنے لگا: ”اے ابراہیم! کیا تو میرے معبودوں سے روگردانی کر رہا ہے، اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ جاؤ میری نظروں

سے ہمیشہ کے لیے دور ہو جاؤ۔“ ابراہیم علیہ السلام کے لیے یہ صاف دھمکی تھی۔ لہذا سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے گھر چھوڑ دینے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ چونکہ باپ کے لیے بڑے خیر خواہ اور نرم دل تھے۔ جاتے ہوئے اس کے لیے امن و سلامتی کے دعا کی۔

”کہا تجھ پر سلام ہو، میں اپنے رب سے تیرے لیے ضرور بخشش کی دعا کروں گا، بے شک وہ ہمیشہ سے مجھ پر بہت مہربان ہے۔ اور میں تم سے اور ان چیزوں سے جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، کنارہ کرتا ہوں اور اپنے رب کو پکارتا ہوں، امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکارنے میں بے نصیب نہیں ہوں گا۔“

(سورۃ مریم: 47، 48) گھر کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کی طرف رخ کیا۔ آپ علیہ السلام کی قوم شرک میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ان کی قوم جہاں

نمرود کو خدا مانتی تھی وہاں بتوں کی بھی پجاری تھی۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ سورج، چاند، تاروں کی بھی پوجا کرتی تھی۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا داد بصیرت کے

تحت دعوت کے لیے عقلی دلائل کی حکمتوں کا اصول اپنایا اور عقلی دلائل کے ساتھ ان اجرام فلکی کے خدا ہونے کی تردید کر کے قوم کو لا جواب کیا۔

قرآن حکیم نے اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔ ”تو جب اس پر رات چھا گئی تو اس نے ایک ستارہ دیکھا، کہنے لگا یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ غروب ہو گیا تو اس نے کہا میں غروب ہونے والوں سے محبت نہیں کرتا۔“

پھر جب اس نے چاند کو چمکتا ہوا دیکھا، کہا یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ غروب ہو گیا تو اس نے کہا یقیناً اگر میرے رب نے مجھے ہدایت نہ دی تو یقیناً میں ضرور گمراہ لوگوں میں سے ہو

جاؤں گا۔

پھر جب اس نے سورج چمکتا ہوا دیکھا، کہا یہ میرا رب ہے، یہ سب سے بڑا ہے۔ پھر جب وہ غروب ہو گیا کہنے لگا اے میری قوم! بے شک میں اس سے بری ہوں جو تم شریک بناتے ہو۔ بے شک میں نے اپنا چہرہ اس کی طرف متوجہ کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، ایک (اللہ کی) طرف ہو کر اور میں مشرکوں سے نہیں۔

اور اس کی قوم نے اس سے جھگڑا کیا، اس نے کہا کیا تم مجھ سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو، حالانکہ یقیناً اس نے مجھے ہدایت دی ہے اور میں اس سے نہیں ڈرتا جسے تم اس کے ساتھ شریک بناتے ہو، مگر یہ کہ میرا رب کچھ چاہے، میرے رب نے ہر چیز کا احاطہ علم سے کر رکھا ہے، تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ اور میں اس سے کیسے ڈروں جسے تم نے شریک بنایا ہے، حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ بے شک تم نے اللہ کے ساتھ اس کو شریک بنایا ہے جس کی کوئی دلیل اس نے تم پر نہیں اتاری، تو دونوں گروہوں میں سے امن کا زیادہ حق دار کون ہے، اگر تم جانتے ہو۔“ (سورہ انعام: 76 تا 81)

سو بلاشبہ وہ میرے دشمن ہیں، سوائے رب العالمین کے۔

وہ جس نے مجھے پیدا کیا، پھر وہی مجھے راستہ دکھاتا ہے۔ اور وہی جو مجھے کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے۔

اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔

اور وہ جو مجھے موت دے گا، پھر مجھے زندہ کرے گا۔

اور وہ جس سے میں طبع رکھتا ہوں کہ وہ جزا کے دن میری

خطابش دے گا۔“ (سورہ شعراء: 69 تا 82)

توحید کی یہ دعوت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کو بھی سمجھ نہیں آئی۔

انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے میلے میں مدعو کیا تاکہ

آپ علیہ السلام ان کے خداؤں کے کرب اور قوم کی ان سے عقیدت کو

پچشم خود دیکھ سکیں اور ان کی بزرگی مان لیں۔ مگر آپ علیہ السلام دل میں

یہ عزم کر چکے تھے کہ:

”اور اللہ کی قسم! میں ضرور بنی تمہارے بتوں کی خفیہ تدبیر

کروں گا، اس کے بعد کہ تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے۔“

(سورہ انبیاء: 57)

پس آپ علیہ السلام نے انہیں نالے کے لیے سوچا۔ قرآن میں

اس کا تذکرہ یوں ملتا ہے۔

تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے

فرمایا: ”یہ کام تو ان کے بڑے بت نے کیا ہے تم اس سے پوچھ لو

اگر یہ بول سکتا ہے تو“ ابراہیم علیہ السلام کے اس جواب پر وہ دل ہی دل

میں قائل ہو گئے اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ ظالم تو تم

خود ہی ہو پھر شرمندہ ہو کر کہنے لگے کہ اے ابراہیم! تجھے معلوم ہے

کہ یہ بول نہیں سکتے۔ تب آپ علیہ السلام نے فرمایا:

”پھر کیا تم اللہ کے علاوہ ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ

تمہیں نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان؟ افسوس ہے تم پر اور ان

پر بھی جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو کیا تمہیں اتنی عقل بھی

نہیں؟“

قوم کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا، تو وہ کہنے لگے کہ

اپنے معبودوں کی مدد کرو اور اسے قتل کر دیا جلا دو۔

چنانچہ آگ کا ایک بہت بڑا لاوا جلا یا گیا اور ابراہیم علیہ السلام

کو اس میں ڈال دیا گیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی

مدد کی اور آگ کو حکم دیا:

”ہم نے کہا اے آگ! تو ابراہیم پر سراسر ٹھنڈک اور

سلامتی بن جا۔“ (سورہ انبیاء: 69)

چنانچہ آگ ٹھنڈی ہو گئی اور

ابراہیم علیہ السلام صحیح سلامت آگ

سے نکل آئے۔ آپ علیہ السلام کی قوم

اور نمرود دنگ رہ گئے اور نمرود کہنے

لگا کہ آپ علیہ السلام کا رب بہت طاقتور

ہے لیکن قوم کو ایمان لانے کی توفیق پھر بھی نہ مل سکی۔

اس واقع کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود کو دعوت دینے

اس کے دربار میں گئے۔ وہاں پر آپ علیہ السلام کا اور نمرود کا مناظرہ ہوا

جس کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے۔

”کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیم سے

اس کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا، اس لیے کہ اللہ نے اسے

حکومت دی تھی، جب ابراہیم نے کہا میرا رب وہ ہے جو زندگی بخشا

اور موت دیتا ہے، اس نے کہا میں زندگی بخشا اور موت دیتا ہوں۔

ابراہیم نے کہا پھر اللہ تو سورج کو مشرق سے لاتا ہے، پس تو اسے

مغرب سے لے آ، تو وہ جس نے نفیر کیا تھا حیرت زدہ رہ گیا اور اللہ

ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“ (سورہ بقرہ: 258)

دلائل کے میدان میں مات کھا جانے کے باوجود نمرود نے

حق سے روگردانی کی جس پر اللہ تعالیٰ نے اس کو یوں سزا دی کہ

ایک چمھر کو اس پر مسلط کر دیا جو اس کی ناک کے راستے سے دماغ

عید الاضحیٰ کا موقع قریب آ رہا ہے جس پر لاکھوں مسلمان حج ادا کریں گے اور کروڑوں

مسلمان سنت ابراہیم علیہ السلام پر عمل کرتے ہوئے جانور قربان کریں گے۔ ضرورت اس بات کی

ہے کہ ہم سیرت ابراہیم علیہ السلام سے آگاہ بھی ہوں اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش بھی کریں

”پس اس نے ستاروں میں ایک نگاہ ڈالی۔

پھر کہا میں تو بیمار ہوں۔

تو وہ اس سے پیٹھ پھیر کر واپس چلے گئے۔“

(سورہ صافات: 88 تا 90)

قوم میلے میں مصروف تھی۔ ابراہیم علیہ السلام ان کے بت

کدے میں گئے جہاں ان بتوں کے پاس طرح طرح کے کھانے

پڑے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام نے طنزاً ان کو مخاطب کر کے پوچھا کہ تم

کھاتے کیوں نہیں ہو؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم بات تک نہیں کرتے

پھر ان پر پوری قوت کے ساتھ پل پڑے اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے

کر دیے۔ البتہ بڑے بت کو چھوڑ دیا۔

قوم کے لوگ جب میلے سے واپس آئے اور اپنے خداؤں

کا حشر دیکھا تو کہنے لگے کہ ہمارے خداؤں کا یہ حشر کس نے کیا ہے

تو ان میں سے ایک بولا کہ ہم نے ایک نوجوان کو ان کا تذکرہ

کرتے سنا ہے جس کا نام ابراہیم علیہ السلام ہے۔

چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کو بلایا گیا اور کہنے لگے: اے ابراہیم کیا

سورج، چاند اور

تاروں کے خدا ہونے کے عقلی

دلائل کے ساتھ تردید کرنے

کے بعد حضرت

ابراہیم علیہ السلام بتوں کی طرف متوجہ

ہوتے ہیں اور باپ اور قوم سے مخاطب ہوتے ہوئے ان کی پوجا

اور عبادت کی وجوہات پوچھتے ہوئے احسن انداز میں ان کی تردید

کرتے ہیں۔

”اور ان پر ابراہیم کی خبر پڑھ۔

جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تم کس چیز کی

عبادت کرتے ہو؟

انہوں نے کہا ہم کچھ بتوں کی عبادت کرتے ہیں، پس

انہی کے مجاور بنے رہتے ہیں۔

کہا: کیا وہ تمہیں سنتے ہیں، جب تم پکارتے ہو؟

یا تمہیں فائدہ دیتے، یا نقصان پہنچاتے ہیں؟

انہوں نے کہا بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا کہ وہ ایسے

ہی کرتے تھے۔

کہا تو کیا تم نے دیکھا کہ جن کو تم پوجتے رہے۔

تم اور تمہارے پہلے باپ دادا۔

میں داخل ہوا اور اس کو کاٹنا شروع کر دیا۔ نمرود نے ایک نوکر مقرر کیا جو اس کے سر پر جوتے مارتا۔ جب وہ جوتے مارتا تو چھوڑ کاٹنا چھوڑ دیتا اور جیسے ہی جوتے لگتے بند ہوتے وہ پھر اپنا کام شروع کر دیتا۔ بالآخر یوں ہی جوتے کھاتے کھاتے نمرود کی موت واقع ہو گئی۔

جب آزر نمرود اور قوم پر تبلیغ کی حجت قائم ہو چکی تو آپ ﷺ کو حجرت کا حکم ہوا تاکہ اس باغی قوم پر عذاب مسلط کیا جائے تو آپ نے اپنی بیوی سارہ اور اپنے پیچھے سیدنا لوط علیہ السلام کو ساتھ لیا اور دریائے فرات کے کنارے کنارے چلتے ہوئے حران تشریف لے گئے۔ اہل حران پر بھی وعظ بے اثر رہا۔ لہذا وہاں سے

ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے اور ارض فلسطین میں جا پہنچے۔

یہاں انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو (جو پیغمبر خدا بن چکے تھے)

تبلیغ کے لیے چھوڑا اور خود مصر کی راہ لی۔

یہاں کا فرعون بہت بدقماش انسان تھا۔ لوگوں کی خوبصورت بیویوں کو چھین لیتا اور خاوندوں کو قتل کروا دیتا تھا۔ جب اس کو پتہ چلا کہ ایک قافلہ آیا ہے جس میں ایک خوبصورت عورت ہے تو اس نے اپنے کارندوں کے ذریعے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلوا بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ اپنی بیوی کو میرے حوالے کر دو۔

صحیح بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق جب سیدہ سارہ علیہ السلام کو اس کے پاس بلوایا گیا تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے سارہ! میں آپ کو اپنی بہن بتا چکا ہوں، آپ مجھے جھوٹا نہ کرنا۔ چنانچہ جب سیدہ سارہ علیہ السلام بادشاہ کے پاس پہنچیں تو اس نے آگے بڑھنے کی کوشش کی مگر اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ اس نے سیدہ سارہ سے دعا کی اپیل کی، انہوں نے دعا کی تو اس کا ہاتھ درست ہو گیا، وہ باز نہ آیا اور دوبارہ دست درازی کی کوشش کی لیکن پھر ہاتھ شل ہو گیا۔ کہنے لگا اس دفعہ دعا کریں اگر مجھے عافیت مل گئی تو تمہیں چھوڑ دوں گا۔ وہ یہ جان چکا تھا کہ یہ کوئی معمولی عورت نہیں۔ سیدہ سارہ علیہ السلام نے دعا کی اور ہاتھ درست ہو گیا۔ اب اس نے آپ کو چھوڑنے کے ساتھ اپنی بیٹی ہاجرہ کو بھی آپ علیہ السلام کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔

حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ کو لے کر ابراہیم علیہ السلام ارض فلسطین میں ”البح“ کے مقام پر فروکش ہوئے جو صحرائے شام کے جنوب میں واقع ہے۔ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد کی دعا کی۔

”اے میرے رب! مجھے (لڑکا) عطا کر جو نیکوں سے

ہو۔“ (سورہ صافات: 100)

رب تعالیٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور فرمایا:

”تو ہم نے اسے ایک بہت برد بار لڑکے کی بشارت دی۔“ (سورہ صافات: 101)

آگ میں ڈالے جانے کی آزمائش کے بعد دوسری آزمائش حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اس طرح آئی کہ بیٹے کی پیدائش کے بعد حکم ہوا کہ اسے اور اس کی والدہ کو ویران جگہ پر تنہا چھوڑ دو۔ جدالانیا علیہ السلام نے یہاں بھی سرخمس تسلیم کیا اور فارانی پہاڑوں کی

نمرود نے حق سے روگردانی کی جس پر اللہ تعالیٰ نے اس کو یوں سزا دی کہ ایک چھوڑ کو اس پر مسلط کر دیا جو اس کی ناک کے راستے سے دماغ میں داخل ہوا اور اس کو کاٹنا شروع کر دیا

وادی بطن میں کہ جہاں چار سو خشک اور سنگلاخ پہاڑ کاٹنے دار جھاڑیوں کی کثرت اور سنگلاخوں میں تنگ بڑھکا نام و نشان نہیں پائی تلاش کرنے سے نہیں ملتا، دونوں ماں بیٹا کو چھوڑ کر واپس آ گئے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ”سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیدہ ہاجرہ علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کو وہاں چھوڑا جہاں آج کل مسجد حرام واقع ہے اور ان کو ایک بڑے درخت کے نیچے بٹھا دیا۔ جہاں آج کل زم زم ہے۔ اس وقت کہ میں آدمی کا نام و نشان تک نہ تھا اور نہ ہی پانی تھا، البتہ بیت اللہ کی بنیادوں کے نشان باقی تھے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کو ایک تھیلہ کھجوروں کا اور ایک مشکیزہ پانی کا دیا اور واپس چل دیے۔

سیدہ ہاجرہ علیہ السلام ان کے پیچھے دوڑیں اور پوچھا کہ اے اللہ کے خلیل! ہمیں یہاں بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ کر کیوں جا رہے ہیں یہاں تو کوئی انسان بھی نہیں؟ مگر آپ علیہ السلام خاموش رہے انہوں نے بار بار پوچھا مگر آپ علیہ السلام خاموشی سے چلتے رہے پھر انہوں نے کہا اتنا تو بتاؤ کہ کیا آپ ہم پر ناراض ہو کر ہمیں یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں یا اللہ تعالیٰ کے حکم سے؟

تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ تو سیدہ ہاجرہ علیہ السلام نے کہا: ”اچھا پھر اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔“ یہ کہہ کر واپس بچے کے پاس پلٹ آئیں۔ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کدہ کی راہ میں مقام ثبے پہنچے تو دونوں کو آنکھوں سے اوجھل پایا اور کھڑے ہو کر یہ دعا کی۔

”اے ہمارے رب! بے شک میں نے اپنی اولاد کو اس وادی میں آباد کیا ہے، جو کسی کھیتی والی نہیں، تیرے حرمت والے گھر کے پاس، اے ہمارے رب! تاکہ وہ نماز قائم کریں۔ سو کچھ لوگوں

کے دل ایسے کر دے کہ ان کی طرف مائل رہیں اور انہیں پھیلوں سے رزق عطا کرے تاکہ وہ شکر کریں۔“

”اے ہمارے رب! یقیناً تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ہم ظاہر کرتے ہیں اور اللہ پر کوئی چیز نہیں چھپتی زمین میں اور نہ آسمان میں۔“ (سورہ ابراہیم 37، 38)

یہ دعائیں کرتے ہوئے آپ علیہ السلام واپس لوٹے، ہاجرہ علیہ السلام پانی اور کھجوریں کھاتی رہیں اور بچے کو دودھ پلاتی ہیں۔ جب پانی اور کھجوریں ختم ہو گئیں تو ماں بیٹا کو پیاس لگی۔ پانی کی تلاش میں قریبی پہاڑی صفا چڑھ کر دیکھا کہ کوئی آدمی نظر آجائے لیکن

کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ پھر دوڑ کر مروہ پہاڑی پر آئیں کوئی انسان نظر نہ آیا۔ اسی طرح حیرانی و پریشانی میں سات چکر لگائے، اچانک دیکھا کہ

جبرائیل علیہ السلام امین کھڑے ہیں۔ آپ علیہ السلام سے مخاطب ہوئے کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا: ابراہیم کے بیٹے اسماعیل کی ماں ہوں۔ جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا کہ وہ یہاں آپ کو کس کے سپرد کر گئے ہیں، جواب دیا کہ اللہ کے تو جبرائیل امین علیہ السلام نے فرمایا: پھر اللہ تم دونوں کو کافی ہے پھر جبرائیل علیہ السلام نے اپنی اڑھی پاپڑ مارا اور زمین کھود ڈالی جس سے پانی نکل آیا۔ سیدہ ہاجرہ علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے اس کے گرد منڈیر بنارہی تھیں اور عبرانی زبان میں فرما رہیں تھیں ”زم زم“، یعنی رک جا رک جا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ام اسماعیل پر رحم فرماتے“ اگر وہ زم زم کو انہی حالت پر چھوڑ دیتیں تو وہ ایک بہتا ہوا چشمہ ہوتا۔“

جب پانی عام ہو گیا تو قبیلہ بنو جرہم بھی آ کر آباد ہو گیا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی وقتاً فوقتاً ان کی خبر گیری کے لیے آیا کرتے تھے۔ ابھی یہ آزمائش ختم ہوئی ہی تھی کہ نئی آزمائش آ گئی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام ابھی اگلی پکڑ چلنے کے قابل ہوئے تھے کہ خواب کے ذریعے سے اسی بچے کی قربانی کا حکم ہوا تو فوراً سر تسلیم خم کر دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”پھر جب وہ اس کے ساتھ دوڑ دھوپ کی عمر کو پہنچ گیا تو اس نے کہا اے میرے چھوٹے بیٹے! بلاشبہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ بے شک میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، تو دیکھ تو کیا خیال کرتا ہے؟ اس نے کہا اے میرے باپ! تجھے جو حکم دیا جا رہا ہے کر گزر، اگر اللہ نے چاہا تو ضرور مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔“

تو جب دونوں نے حکم مان لیا اور اس نے اسے پیشانی کی ایک جانب پر گرا دیا۔ اور ہم نے اسے آواز دی کہ اے ابراہیم! یقیناً تو نے خواب سچا کر دکھایا، بے شک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ بے شک یہی تو یقیناً کھلی آزمائش ہے۔ اور ہم نے اس کے فدیے میں ایک بہت بڑا ذبیحہ دیا۔ اور پیچھے آنے والوں میں اس کے لیے یہ بات چھوڑ دی۔ کہ ابراہیم پر سلام ہو۔ ہم اسی طرح نیکی کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔ بلاشبہ ہمارے مؤمن بندوں سے تھا۔“ (سورہ صافات: 102-111)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اس آزمائش میں بھی سرخرو ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو چالیا اور ان کی جگہ ایک مینڈھا بھیج دیا۔ اتنی بڑی آزمائش میں پورا اترنے پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ صلہ دیا کہ اس سنت کو باقی رکھا اور اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہم ہر سال عید الاضحیٰ کے موقع پر جانور قربان کرتے ہیں۔

اب ابراہیم علیہ السلام کو اگلا حکم ہوا کہ کعبۃ اللہ کو از سر نو تعمیر کرو۔ اپنے رب کے حکم کی بجا آوری کے لیے آپ علیہ السلام

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جو اس وقت تک جوان ہو چکے تھے ساتھ لے کر بیت اللہ کو تعمیر کرتے ہیں پھر عاجزی کے ساتھ اس کی قبولیت کی دعا کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے خوب نقشہ کھینچا ہے۔

”اور جب ابراہیم اس گھر کی بنیادیں اٹھا رہا تھا اور اسماعیل بھی۔ اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرما، بے شک تو ہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

اے ہمارے رب! اور ہمیں اپنے لیے فرماں بردار بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک امت اپنے لیے فرماں بردار بنا اور ہمیں ہمارے عبادت کے طریقے دکھا اور ہماری توبہ قبول فرما، بے شک تو ہی نہایت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔

اے ہمارے رب! اور ان میں انھی میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انہیں کتاب و حکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے، بے شک تو ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔“ (سورہ بقرہ: 127-129)

ساری آزمائشوں میں کامیاب ہونے کے بعد اب رب العزت کی نوازشوں کا وقت آیا۔ اللہ تعالیٰ دنیا کی امامت نصیب فرمائی، اللہ کے گھر کو بنا کر جہاں دو رکعت پڑھیں اس مقام کو ربی دنیا تک کے لیے جائے نماز بنا دیا۔ آپ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ لوگوں کو بیت اللہ کے حج کی دعوت دیں تو صحراء میں کئے گئے اس اعلان کو

دوام بخشنے ہوئے اللہ تعالیٰ نے حج کو فرض قرار دیا۔ اسی پر بس نہیں بلکہ آپ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے مقدس گھرانے کی ایک ایک ادا کو شعائر بنا دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں کے ساتھ آزمایا تو اس نے انہیں پورا کر دیا۔ فرمایا بے شک میں تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ کہا اور میری اولاد میں سے بھی؟ فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔

اور جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لیے لوٹ کر آنے کی جگہ اور سراسر امن بنایا، اور تم ابراہیم کی جائے قیام کو نماز کی جگہ بناؤ۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید کی کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو۔ اور جب ابراہیم نے کہا اے میرے رب! اس (جگہ) کو

اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس بت گر کے اپنے گھر میں ایک بت شکن کی پیدائش ہوئی جسے ابراہیم خلیل اللہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

ایک امن والا شہر بنادے اور اس کے رہنے والوں کو پھلوں سے رزق دے، جو ان میں سے اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے۔ فرمایا اور جس نے کفر کیا تو میں اسے بھی تھوڑا سا فائدہ دوں گا، پھر اسے آگ کے عذاب کی طرف بے بس کروں گا اور وہ لوٹنے کی بری جگہ ہے۔“ (سورہ بقرہ: 124-126)

اس کے بعد حکم ہوا کہ لوگوں کے لیے حج کا عام اعلان کیا جائے۔ ارشاد ہوتا ہے:

”اور جب ہم نے ابراہیم کے لیے بیت اللہ کی جگہ متعین کر دی کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کر اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع، سجود کرنے والوں کے لیے پاک کر۔

اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دے، وہ تیرے پاس پیدل اور ہر لاغر سواری پر آئیں گے، جو ہر دور دراز راستے سے آئیں گی۔ تاکہ وہ اپنے بہت سے فائدوں میں حاضر ہوں اور چند معلوم دنوں میں ان پالتو چوپائوں پر اللہ کا نام ذکر کریں جو اس نے انہیں دیے ہیں، سو ان میں سے کھاؤ اور تنگ دست محتاج کو کھلاؤ۔“ پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی ندیں پوری کریں اور اس قدم گھر کا خوب طواف کریں۔

یہ اور جو کوئی اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے ہاں بہتر ہے اور تمہارے لیے موبی حلال کر

دیے گئے ہیں سوائے ان کے جو تمہیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ پس بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو۔

اس حال میں کہ اللہ کے لیے ایک طرف ہونے والے ہو، اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے نہیں اور جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا، پھر اسے پرندے اچک لیتے ہیں، یا اسے ہوا کسی دور جگہ میں گرا دیتی ہے۔ یہ اور جو اللہ کے نام کی چیزوں کی تعظیم کرتا ہے تو یقیناً یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔

تمہارے لیے ان میں ایک مقرر وقت تک کئی فائدے ہیں، پھر ان کے حلال ہونے کی جگہ اس قدیم گھر کی طرف ہے۔ اور ہم نے ہر امت کے لیے ایک قربانی مقرر کی ہے، تاکہ وہ ان پالتو چوپائوں پر اللہ کا نام ذکر کریں جو اس نے انہیں دیے ہیں۔ سو تمہارا معبود ایک معبود ہے تو اسی کے فرماں بردار ہو جاؤ اور عاجزی کرنے والوں کو خوش خبری سنا دے۔“ (سورہ حج: 26-34)

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حج کی فرضیت کا حکم صادر ہوتا ہے۔

”بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا، یقیناً وہی ہے جو کہ میں ہے، بہت بابرکت اور جہانوں کے لیے ہدایت ہے۔

اس میں واضح نشانیاں ہیں، ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو کوئی اس میں داخل ہوا امن والا ہو گیا اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج (فرض) ہے، جو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھے اور جس نے کفر کیا تو بے شک اللہ تمام جہانوں سے بہت بے پروا ہے۔“ (سورہ آل عمران: 96-97)

عید الاضحیٰ کا موقع قریب آ رہا ہے جس پر لاکھوں مسلمان حج ادا کریں گے اور کروڑوں مسلمان سنت ابراہیم علیہ السلام پر عمل کرتے ہوئے جانور قربان کریں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سیرت ابراہیم علیہ السلام سے آگاہ بھی ہوں اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش بھی کریں۔ اس وقت امت مسلمہ پر کڑا وقت آیا ہوا ہے۔ نبی ﷺ کی شان میں گستاخیاں کی جارہی ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا اور سازشیں کی جارہی ہیں اور اسلام کو مٹانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ ایسے حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ قربانیوں والے راستے کو اپنایا جائے اور کفر سے مرعوب ہونے کی بجائے استقامت اختیار کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

طلباء سٹارز

طالعہ اعجاز

صوبے کو اپنی صوبائی زبان میں تعلیم حاصل کرنے کی اجازت آئین میں موجود ہے جیسا کہ آسام میں نصاب آسامی میڈیم، بنگال میں بنگالی میڈیم، گجرات میں گجراتی میڈیم اور مہاراشٹر میں میراٹھی میڈیم ہے۔ لیکن کانگریسی لیڈر اردو سے انتہائی تعصباً نہرو یہ اپنائے ہوئے تھے۔ اردو سے دشمنی کا کھلم کھلا اعلان 1950ء کو بھارت کی آئین ساز اسمبلی میں ہوا جس میں اردو کی جگہ ہندو پوناگری رسم الخط بھارت کی قومی زبان قرار دلوایا گیا۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ لشکری زبان (اردو) کی ترویج و ترقی کے لئے مغلیہ خاندان اور اردو دانوں نے بہت کام کیا تھا۔ اردو زبان میں بیشتر الفاظ عربی اور فارسی کے تھے اور یہی وجہ ہے کہ ہندو اسے غیر ملکی زبان قرار دیتے تھے۔ صدیوں میں ترویج پانے والی دنیا کی عمدہ زبان کی زبوں حالی نے ہندوستان کی تاریخ پر بہت گہرے اثرات مرتب کئے۔ اگر اعداد و شمار کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات آشکار ہوتی ہے کہ نام نہاد جمہوریت کے جھوکے حکمران مسلمانوں سے مغلوب ہو کر اردو زبان کو ختم کرنے کے لئے کس حد تک گر گئے تھے۔

صرف ہندوستان کے دارالحکومت پنڈر دو ڈائریس تو پہلی سے آٹھویں جماعت تک اردو میڈیم میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی تعداد 20 لاکھ 23 ہزار 135 ہے۔ انگریزی میڈیم میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی تعداد 2 کروڑ 4 لاکھ 12 ہزار 783 ہے۔ اسی طرح بنگالی میڈیم سے ڈیڑھ کروڑ، گجراتی میڈیم سے 72 لاکھ، تیلگو میڈیم سے 69 لاکھ، تامل سے 63 لاکھ، کنڑ میڈیم سے 52 لاکھ اور پنجابی میڈیم سے 27 لاکھ طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ کہاں اردو پورے ملک کی سرکاری زبان تھی اور کہاں صرف چند تعلیمی اداروں تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔

ذرا غم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

پاکستانی بچوں کے شاندار کارنامے عالمی دنیا انعامات سے نوازنے پر مجبور



21 ستمبر کو ترکمانستان میں پوری دنیا کے طلباء کے درمیان مقابلے کا انعقاد ہوا۔ 45 ممالک بشمول جرمنی، کینیڈا، انگلینڈ اور سری لنکا کے طلباء نے حصہ لیا اور 150 پروجیکٹس جمع کروائے۔ پاکستانی طالب علم عبید اللہ نے Plant Automation Sytem پروجیکٹ پیش کر کے تمام ججز اور ناظرین کو درطہ حیرت میں ڈال دیا۔ یہ خود کار نظام پودوں کی حفاظت کے لئے بنایا گیا ہے جو گرمی اور سردی میں پودوں کی ضرورت کے مطابق ماحول کو برقرار رکھے گا۔ عبید اللہ کو اس عمدہ نظام کے متعارف کرنے پر پہلی پوزیشن سے نوازا گیا۔ بلوچستان میں پرورش پانے والے عبید اللہ نے پاکستان کا نام

روشن خیالی کا بھوت

پاکستان کی بنیادیں کھوکھلی کرنے میں مصروف

لاہور میں منعقد ہونے والے ایک سیمینار جس کا موضوع ”مذہبی انتہا پسندی“ تھا، میں گورنمنٹ سکولوں کے سلیپس کو نشانہ بنایا گیا۔ یہ سیمینار سنسٹراف پیس اینڈ سول سوسائٹی نامی تنظیم کے تحت منعقد کیا گیا۔ اس کی صدارت اس تنظیم کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر جیسی چانڈیو نے کی۔ سمنار سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے مذہبی شدت پسندی کے محرکات پر بحث کی۔ جیسی چانڈیو نے اپنے خطاب میں مذہبی شدت پسندی پر کڑی تنقید کی اور یہ الزام عائد کیا کہ سکولوں میں جو اسلامی سلیپس پڑھایا جاتا ہے یہ مذہبی شدت پسندی سکھاتا ہے۔ اس نے مزید کہا کہ ہمارے نوجوان غلط سمت جا رہے ہیں۔

ایک خاتون نے اپنے خطاب میں کہا کہ پاکستان کی عورتیں کئی قسم کی انتہا پسندی کا شکار ہیں۔ اس انتہا پسندی میں زیادہ کر دار افغان مہاجرین اور پختون عوام کا ہے۔ اس طبقہ نے عوام کو مذہب کی جانب دھکیل دیا ہے۔ لہذا یونیورسٹی سے تعلق رکھنے والے رسول بخش ریاض نے الزام عائد کیا کہ ہمارے معاشرے کی اکثریت مذہبی انتہا پسندی کا رجحان رکھتی ہے۔ اسی تنظیم کے رجنل ڈائریکٹر سلمان عابد نے کہا ہے کہ قائد محمد علی جناح نے پاکستان مسلمانوں کے لئے نہیں بنایا تھا اور اس نے تعلیمی نصاب میں شامل مذہبی مواد پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ جزل ضیاء الحق نے جو سلیپس پرائمری سکولوں میں رائج کیا وہ مذہبی انتہا پسندی سکھاتا ہے۔ اسے جلد از جلد ختم کرنا چاہیے۔

مغرب نوازا این جی اوز ایسے سیمینارز منعقد کر کے اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑاتی ہیں۔ اسلام سیکھنے کو انتہا پسندی کی طرف منسوب کر رہی ہیں اور قائد محمد علی جناح کے پاکستان بنانے کے مقصد کو بھی شدید تنقید کا نشانہ بنا رہی ہے جبکہ دوسری طرف دیکھا جائے تو قائد محمد علی جناح نے پاکستان کا مقصد بتاتے ہوئے فرمایا تھا کہ اسے اسلام کی تجربہ گاہ بنائیں گے۔ ایسی مغرب نمائندہ تنظیموں کو پاکستان کا سلیپس نظر آ گیا لیکن مغرب کے اندر بننے والی گستاخانہ فلم اور خاکے نظر نہیں آ رہے۔ کیا ان کے خلاف پراسن مظاہرے کرنا بھی انتہا پسندی ہے؟

اردو میڈیم سلیپس علیحدگی پسندوں کی تعلیم ہے

انڈین کانگریس نے اردو کے خلاف مہم شروع کر دی

ویسے تو تقسیم ہند کے وقت سے ہی اردو کو ختم کرنے کا کام جاری ہے لیکن موجودہ کانگریسی حکومت اردو کو جڑ سے ہی ختم کرنے جا رہی ہے۔ جنوبی ہندوستان جسے اردو کا گہوارہ سمجھا جاتا ہے اب وہاں اردو میڈیم سکولوں کی تعداد تقریباً نہ ہونے کے برابر رہ گئی ہے۔ ہندوستان کے ہر



گورنمنٹ کالجز میں بی ایس آنرز کی ڈگری کا معاملہ تعلیمی قابلیت کے حامل افراد کی تعداد کو کم کرنے کا سلسلہ

پنجاب یونیورسٹی نے پنجاب کے پانچ عدد کالجز کو BS(Hons) چار سالہ پروگرام کرانے کی اجازت عنایت فرمائی تھی جن کے نام یہ ہیں۔

- 1- گورنمنٹ میو کالج (وحدت روڈ)
- 2- گورنمنٹ سائنس کالج (وحدت روڈ)
- 3- گورنمنٹ اسلامیہ کالج (سول لائنز)
- 4- گورنمنٹ کالج فار بوائز (سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ)
- 5- گورنمنٹ کالج فار گرلز (سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ)

مذکورہ بالا کالج میں طلباء کو بڑی دقت اٹھانی پڑ رہی ہے جس کی کئی وجوہات ہیں۔ چیدہ چیدہ وجوہات کا تذکرہ ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

- 1- کالجز کے اساتذہ سمسٹر سٹم چلانے سے قاصر ہیں۔
- 2- امتحانی پرچہ ہمیشہ اس نصاب سے آتا ہے جو پنجاب یونیورسٹی کے طلباء کو پڑھایا جاتا ہے جبکہ کالجز کے اساتذہ اسی شیٹ وینچ میں مبتلا رہتے ہیں کہ کیا پڑھائیں اور کیا چھوڑیں۔
- 3- طلباء کے امتحانی پرچے پنجاب یونیورسٹی میں چیک ہونے کے لئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے طلبہ یہ جان نہیں پاتے کہ ان کی کارکردگی کیا ہے اور امتحان کا طریقہ کار کیا ہے۔ طلبہ کو رزلٹ انتظار کرنے کے لئے دو سے تین ہفتے مسلسل انتظار کرنا پڑتا ہے۔
- 4- طلباء کو بغیر کسی میرٹ کے داخلہ مل جاتا ہے۔

- 5- موجودہ سال میں بہت سے بچے سمسٹر کے امتحان میں ناکام ہو گئے ہیں۔
- 6- کالج کے اساتذہ جو پڑھاتے ہیں، اکثر و بیشتر امتحانی پرچہ اس کے برعکس آتا ہے اور امتحان کی بھرپور تیاری کرنے والے طلباء غیر متوقع امتحانی پرچہ آنے سے ہمت چھوڑ بیٹھتے ہیں اور احساس کمتری کا شکار ہو کر تعلیم چھوڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی کو چاہیے کہ وہ کالجز کے اساتذہ کی تعلیمی ورکشاپ کروائے اور ہر پندرہ دن بعد کالج اور یونیورسٹی کے پروفیسرز کی ایک میٹنگ ہو جس میں اگلے پندرہ دن کا نصاب باہمی مشاورت سے طے کیا جائے اور پچھلے پندرہ دنوں کا احتساب کریں۔ اسی طرح اس سسٹم میں باوجود باقی مسائل پر بھی توجہ دینی چاہئے اور ان کا کوئی قابل عمل حل تجویز کرنا چاہیے تاکہ پاکستان کے طلباء تعلیمی اعتبار سے مستحکم ہو سکیں۔

اقوام عالم میں روشن کردیا۔

دوسری طرف پاکستان کے ہونہار طالب علم زوہیب اسد نے اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے "O" لیونز میں 28 ویں (As) لے کر عالمی ریکارڈ قائم کیا ہے۔ ان سے پہلے ابراہیم شاہد نے 23 ویں (As) لے کر ریکارڈ قائم کیا تھا جسے زوہیب اسد نے توڑ ڈالا۔ پاکستان کی مٹی میں جہاں ہر طرح کے موسم دستیاب ہیں اور اس کی زمین سونا اگتی ہے۔ اسی طرح اس دھرتی کے سپوت دنیا میں اپنا لوہا منوانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح نارتھ چائنا الیکٹرک پاور یونیورسٹی میں زیر تعلیم بارہ افراد کو چائنہ سیکلر شپ کونسل (CSC) نے مکمل فیس کے پیسے ادا کئے ہیں۔ یہ سیکلر شپ پاکستانی طالب علموں کو بہترین قابلیت کی بناء پر نوازا گیا ہے۔ ہمارے طلباء کی ذہانت نے پوری دنیا کو یہی یاد کر دیا ہے کہ وسائل کی کمی ہمیں آگے بڑھنے سے نہیں روک سکتی ہے۔

کس سے کریں شکایت؟ سنے گا کون میری سیلاب سے متاثرہ سکول ابھی تک مرمت کے انتظار میں



سائنس دان ہوؤ ڈاکٹر ہوؤ عالم ہو الغرض کچھ بھی ہو عموماً سب ہی گورنمنٹ کے تعلیمی اداروں سے علم حاصل کر کے علم کے زینے طے کرتے ہیں اور بالآخر قوم کے مستقبل کو روشن کرتے ہیں لیکن ان سرکاری اداروں کی حالت زار کیا ہے؟ آئیے جائزہ لیں۔

جیکب آباد میں ایک ہزار پانچ سو ساٹھ کے لگ بھگ سرکاری تعلیمی ادارے ایسے ہیں جو بارش اور سیلاب کی وجہ سے شدید متاثر ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے ان سرکاری سکولوں کی مرمت کی طرف دھیان نہیں دیا گیا۔ جس کے سبب ہونہار طلباء و طالبات کو تعلیم حاصل کرنے میں دشواری کا سامنا ہے۔ سیلاب سے بری طرح متاثر سکولوں کی تعداد 437 ہے جبکہ 587 سکولوں کی جزوی مرمت کا کام ہونے والا ہے۔ جیکب آباد کی حکومت کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے سرکاری تعلیمی اداروں کی فوراً مرمت کروانی چاہیے تاکہ ہمارے مستقبل کے معمار بہتر انداز میں تعلیم حاصل کر سکیں۔ اس کے علاوہ دین کار حجان رکھنے والے اساتذہ کو خصوصاً بھرتی کرنا چاہیے تاکہ وہ طلباء کے ذہنوں میں اسلامی روایات اور اقدار کو اجاگر رکھیں اور اپنے درخشندہ ماضی کو سامنے رکھ کر فیصلے کریں۔

اخبار عالم

دنیا بھر سے ”اخبار طلباء“ کی نظر میں

بلال غزنوی

بھارتی جنگی جنون

چائے کے بعد پاکستان کی سرحد پر جنگی مشقوں کا فیصلہ

بھارت کا جنگی جنون اس وقت اپنے انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ بھارت امریکہ کی شہ پر خطے کا لیڈر بننے کی خواہشات دل میں پال رہا ہے۔ اس مقصد کے پیش نظر اپنے دور وایتی حریف چائے اور پاکستان سے نمٹنے کے لئے بھارت نے جنگی مشقیں شروع کر رکھی ہیں، جبکہ بھارت کے اندرونی حالات اس طرح کے ہیں کہ 17 سے زائد تحریکوں کو اپنے آزادی کے موقف سے نہیں ہٹا سکا۔ کمانڈر پونانے کہا کہ بھارتی فوج جلد پاکستان کی سرحد پر جنگی مشقوں کا آغاز کرے گی۔ نئی حکمت عملی کی حامل جنگی مشقوں کے ذریعے اپنے دور وایتی حریف پاکستان سے درپیش خطرات سے اپنے آپ کو چوکس رکھنا ہے۔ اسی طرح بھارت کے موجودہ آرمی چیف جنرل بکرم سنگھ کی قیادت میں بھارت پہلی جدید حکمت عملی کی مشقیں ان حالات میں کر رہا ہے جب پاکستان بھی راجستھان سے ملحقہ سرحد پر اپنی بڑی جنگی مشقوں میں مصروف ہے۔ بھارتی حکام نے کہا ہے کہ پاکستان کی جنگوں کا مقصد جنگی منصوبوں کو حتمی شکل دینا ہے اور آرمی میزبانی میں فوجی کمانڈرز کی کانفرنس 3 دن پر مشتمل رہی۔ بھارتی جنرل بکرم سنگھ نے کہا کہ اس امر کا امکان ہے کہ بھارتی فوج کی جنگی مشقیں زیادہ وسیع تر وسائل پیچیدہ اور جدید حساس نوعیت کی ہوں گی۔ 17 اہم بھارتی کمانڈرز کے اعلیٰ افسر اور اہم فارسیل مشقوں میں حصہ لیں گے۔ وار گیمز میں دشمن کو سزا دینے کی انتہائی متحرک حکمت عملی مرتب کی جائے گی۔ اس کے علاوہ فوج اور فضائیہ میں اشتراک عمل پر جائزہ لیا جائے گا۔ پریس ٹرسٹ انڈیا کے مطابق بھارتی فضائیہ نے اپنے جنگی طیارے سیکوئی ایس یو 130 ایم کے آئی شمال مشرقی علاقے میں پہنچا دیئے۔ بھارتی جلد آئر فیلڈ کو چالو کرنے کا ارادہ بھی رکھتا ہے۔

بھارت کی یہ ساری تیاری گیدڑ بھمکیوں سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں کیونکہ پاکستانی افواج اور مجاہدین بھارت کو ناکوں پنے چپوانے کے لیے ہر دم تیار ہیں۔

مسلمان انتہا پسندوں کو ملک سے نکال دو.....!

امن کے دعویدار آزادی اظہار رائے کا شور کرنے والے یورپین ممالک میں سے فرانس نے اصلاحی انتہا پسندوں کو ملک سے نکال دینے کا اعلان کیا ہے۔ یہ بات فرانسیسی وزیر خارجہ مینوئیل وائز نے چند دن پہلے کہی۔ انہوں نے کہا کہ ”اسلام کے نام پر سیکورٹی کے لئے خطرہ بننے والے اور ملکی سیکورل روایات کا احترام نہ کرنے والے کسی بھی ملکی اور غیر ملکی شخص کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔“

سوچنے کی بات ہے کہ اگر کوئی کافر عیسائی، یہودی امریکی، نبی آخر الزمان ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو وہ آزادی اظہار رائے ہے۔ اس کے کیسے دہرے معیار ہیں جو کفار نے اپنا رکھے ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کو فی الفور جہاد کی تیاری کرنی چاہیے تاکہ جہاد کی قوت سے ان سب سازشوں کا قلع قمع کیا جاسکے۔

ایک چوری اوپر سے سینہ زوری

گستاخانہ فلم یوٹیوب سے نہیں ہٹائیں گے..... گوگل

حالیہ دنوں میں امریکی یہودیوں کی طرف سے بنائی جانے والی توہین آمیز فلم کے خلاف پورے عالم اسلام میں گستاخوں سے ہر حال میں انتقام اور قتل کی فضا موجود ہے تو دوسری طرف گوگل کے چیف ایگزیکٹو جیمز مین اپرک شٹ نے یوٹیوب پر گستاخانہ فلم کا دفاع کرتے ہوئے کہا ہے کہ کسی بڑی گفتگو کا جواب گفتگو ہی ہے۔ اس پر پابندی نہیں..... نعوذ باللہ..... اپرک شٹ نے بڑی ڈھٹائی سے کہا کہ گستاخانہ فلم اپنے مواد کے اعتبار سے یوٹیوب کے بنیادی اصول پر پورا اترتی ہے۔ جبکہ یوٹیوب، فلم کے بائیکاٹ کی وجہ سے گوگل کو روزانہ تیس لاکھ صارفین کی کمی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس وجہ سے گوگل کمپنی کی رینٹنگ پہلے نمبر سے تیسرے نمبر پر آگئی ہے اور انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں نے گوگل سرچ انجن کا متبادل تلاش کرنا شروع کر دیا ہے۔ مسلمان نوجوانوں نے سماجی کاموں کے لئے مخصوص ویب سائٹس اور فورمز پر گوگل بائیکاٹ سے متعلق بلاگز اور فیڈ بیک میں اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ گوگل بہت سے کاموں میں انہیں سہولت دیتا ہے لیکن رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخانہ فلم کے مطالبہ کے باوجود نہ ہٹانے پر گوگل کمپنی نے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو دکھ پہنچایا ہے۔ ہمارا گوگل سے یک نکاتی مطالبہ ہے کہ وہ گستاخانہ فلم کو فوری طور پر سرور سے ہٹا دے کیونکہ امت مسلم اپنے نبی ﷺ سے بہت محبت کرتی ہے جبکہ کمپنی کو فلم نہ ہٹانے پر اب تک 21 لاکھ ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔

کشمیر: بھارتی صدر کی آمد پر ہڑتال مظاہرے

اقوام متحدہ اجتماعی قبروں اور انسانی حقوق کی پامالیوں کا نوٹس لے

تحریک آزادی کشمیر کو ختم کرنے والا بھارت امریکی شہ پر کشمیریوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہا

غیر مبذب قوم کے ناپسندیدہ افعال پر برطانیہ کے دارالحکومت میں رواں ماہ کی خبر کے مطابق برطانوی مسلمانوں کو آئندہ برس سے ”جھکا حلال“، گوشت کھلانے کی قانون سازی کرنے پر غور کیا جا رہا ہے اور اگر برطانوی حکومت نے یورپین کی جانب سے جانوروں کو بچلی کے کرٹ سے سن کر کے ذبح کرنے کی قانون سازی پر یکم جنوری 2013 سے عمل درآمد شروع کر دیا تو برطانوی مسلمانوں کو اس دن سے جھکا حلال گوشت ہی ملے گا۔ جس کو مسلمان تنظیموں نے حلال نہیں بلکہ حرام قرار دیا ہے۔ یورپی یونین میں ہونے والی قانون سازی کے تحت ان ممالک کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ یکم جنوری سے جانوروں کو سن کر کے ذبح کریں اور یورپین ممالک کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اپنے ممالک میں قانون سازی کروائیں۔ برطانوی حکومت نے ابھی تا حال کوئی مشورہ نہیں کیا۔ جبکہ جانوروں کے حقوق کے لئے کام کرنے والی تنظیموں نے بھی حلال گوشت کی مخالفت کی ہے اور یورپی قانون سازی پر عمل درآمد کا مطالبہ کیا ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں کی مختلف تنظیموں نے جھکا حلال کے طریقے کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ جب جانور کو کرٹ دیا جائے گا تو اس وقت اس کی موت واقع ہو جائے گی جس کے بعد اس کو ذبح کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

ہے۔ بھارتی صدر پر نائب کھرجی سرینگر میں کشمیر یونیورسٹی کے 18 ویں کانفرنس کی صدارت کے لئے آیا اور اس نے کہا کہ تشدد اور تنازعہ کے تاریک دنوں کو بھول کر نئے دور کا آغاز کیا جائے۔ جانتا ہوں کہ کشمیری عوام کو مشکلات کا سامنا ہے۔ ان حالات میں کشمیریوں کو صبر و ہمت سے کام لینا چاہیے۔ پس تشدد سے مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ محبت سے آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ جبکہ بھارتی صدر کی آمد پر کشمیریوں نے ہڑتال کی اور پھر پور مظاہرہ کیا۔ بھارتی صدر کی آمد پر شدید رد عمل کرتے ہوئے طلباء نے سیاہ پٹیاں باندھ کر استقبال کیا۔ گھر پر نظر بندی کے عالم میں قائد حریت سید علی گیلانی نے کہا کہ بھارتی صدر کشمیریوں کا قتل عام بند کرے۔ دوسری طرف پاکستانی وزیر خارجہ جنرل بانہی نے کہا کہ بھارت کشمیر کو بین الاقوامی مسئلہ تسلیم کرے۔ کشمیر میں اجتماعی قبروں کے ذمہ دار یوں کو انصاف کے کٹھن سے لے لائے۔ کشمیریوں کو مذاکر اقلیتی عمل میں شامل کیا جائے۔

نہ جانے کب غیرت کا ثبوت دیں گے.....!!

فرانس کے شہر پیرس میں مسجدوں پر شہر پسند عناصر کے حملے جاری ہیں۔ کچھ ہی دن قبل ایک مسجد پر حملہ کر کے اس کی بے رحمی کی گئی اور اس کے دروازے پر غلاطت ملی گئی اور آخر میں شہر پسندوں کی پشت پناہی کرتے ہوئے فرانس کے بے غیرت وزیر نے یہ بیان دیا کہ مسجد کی بے رحمی میں شامل افراد کو پولیس تلاش کر رہی ہے۔ صرف بیان بازی کر کے پیرس میں موجود اسلام، مسلمانوں اور مقدس اسلامی جگہوں کے دشمنوں کو اپنے ناباک عزائم کی تکمیل کرنے کی شادی جاری ہے۔

خاموش اسرائیلی منصوبے جاری.....!

اسوی اور عباسی دور کی تاریخی عمارات کو مٹا دینے سے مسجد اقصیٰ پر یہودیوں کے مستقل قبضے کی راہ ہموار ہوگئی۔ اسرائیل بیت المقدس کی اسلامی شناخت مٹانے کے منصوبوں پر مستقل مزاجی اور باقاعدگی سے مگر دراز دارانہ انداز سے اس طرح کام کر رہا ہے کہ منصوبہ شروع ہونے سے قبل اس کو پوری طرح خفیہ رکھنے کی کوششیں کی جا رہی ہے۔ اس ضمن میں بیت المقدس کے تحفظ کے لئے کام کرنے والے اداروں کی کارکردگی کو بجا طور پر سراہا جاسکتا ہے جو کہ اسرائیل کے خفیہ منصوبوں کو قبل از وقت طشت از با م کر کے رکھ دیتے ہیں۔ مرکز اطلاعات فلسطین نے حال ہی میں ایک رپورٹ جاری کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ اسرائیل نے فلسطین کے سب سے بڑے اور تاریخی شہر بیت المقدس میں خلافت بنو امیہ اور خلافت عباسیہ کے دور کی تاریخی امارات کو منہدم کرنے اور تمام قدیم آثار کو مٹانے کی خاطر ایک خطرناک سکیم تیار کی ہے۔ اسرائیل پہلے ہی بیت المقدس بالخصوص مسجد کے قرب وجوار میں اندھا دھند کنڈیاں کر کے قبلہ اول کے لئے ناقابل تلافی نقصان کا باعث بن چکا ہے اور اسرائیل کی ان تمام سازشوں کا محور یہاں پرنسپل سلیمانی کی تعمیر کو آگے بڑھانا ہے۔ حالیہ کچھ عرصے کے دوران انتہا پسند یہودیوں کی جانب سے مسجد اقصیٰ میں داخل ہو کر رقص موسیقی پر مبنی یہودی عبادات کی ادائیگی میں شدید اضافہ ہو گیا ہے۔ مسجد پر پڑے پڑے دھاووں سے فلسطین اور پوری دنیا میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔ مسجد اقصیٰ کو یہودی ریشہ دوانیوں سے بچانے کے لئے فلسطین بھر سے لوگوں کو روزانہ طویل عرصے تک نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد اقصیٰ آنا ہوگا۔ بیت المقدس فلسطین کا شہر یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں تینوں کے نزدیک مقدس ہے۔ یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تعمیر کردہ معبد ہے جو بنی اسرائیل کے نبیوں کا قبلہ تھا۔ یہی شہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا مقام ہے

جو عیسائیوں کے لیے احترام کی جگہ یہی ان کی تبلیغ کا مرکز تھا۔ مسلمان تبدیلی قبلہ سے قبل اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔ بیت المقدس کو القدس بھی کہتے ہیں۔ یہاں مسلمانوں کا قبلہ اول مسجد اقصیٰ اور قیۃ الصخرہ واقع ہیں۔ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس کا فاصلہ تقریباً 1300 کلومیٹر ہے۔ اس مقدس شہر کی مسلمانوں کے لئے اہمیت بہت زیادہ ہے۔ مسجد اقصیٰ کی حفاظت کے لئے کمرہ بستہ حماس کا ان تمام صیہونی اقدامات کے خلاف کہنا ہے کہ صرف اور صرف جہاد ہی سے اسرائیل سے بیت المقدس کا قبضہ چھڑوایا جاسکتا ہے۔ اسلامی تحریک مزاحمت حماس کے ایک مرکزی رہنما اور تنظیم کے سیاسی شیعہ کے رکن ڈاکٹر خلیل الحیہ کا کہنا ہے کہ غاصب صیہونیوں کے ہاتھوں سلب کئے گئے فلسطینیوں کے حقوق کی واپسی کا واحد راستہ مسلح جہاد ہے اور حماس پوری قوت کے ساتھ مل کر دشمن کے خلاف جہاد جاری رکھے گی۔ ان کا کہنا ہے کہ مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس باتوں سے نہیں بلکہ بدوئق کے ذریعے آزاد کرائیں گے۔

اكتوبر 2012ء ذيقعد / ذوالحجہ 1433ھ

سید محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ

چند یادیں..... چند باتیں

دوسرے کئی مقامات کے لوگوں کو اتباع سنت کی راہ پر چلنے کی تاکید کی۔ سید محب اللہ شاہ راشدی بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ ان میں ایک خوبی یہ بھی تھی کہ وہ شاعر تھے۔ ابتداء میں عربی زبان میں شاعری کی اشعار کا اچھا خاصا مجموعہ تیار ہو گیا تھا لیکن وہ سب ضائع ہو گیا۔ پھر سندھی میں طبع آزمائی کی ان کا کلام سندھی رسالوں میں بھی شائع ہوا۔

سندھی ان کی مادری زبان تھی اور بالعموم اسی میں گفتگو ہوتی تھی۔ اس زبان میں انہوں نے اچھی خاصی شاعری کی۔

مشرک کا قول و عمل سے شاہ صاحب انتہائی متنفر تھے اور کوئی ایسا کلمہ سننا جس کا شرک سے کچھ بھی تعلق ہو ان کے لئے نہایت مشکل تھا۔ 1939ء کی بات ہے کہ اپنی والدہ مرحومہ اپنے بھتیجے سید محمد شاہ مرحوم اور بعض رفقاء کی معیت میں بذریعہ بحری جہاز حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ابھی کراچی سے جہاز نہ نکلر اٹھایا ہی تھا کہ ایک شخص کی آواز کانوں میں پڑی۔ ”لبیک یا رسول اللہ“

سید صاحب نے بلند آواز سے کہا ابھی سے غیر اللہ کو پکارا جا رہا ہے نہ جانے اس جہاز کا کیا حشر ہوگا۔ اللہ کی قدرت دیکھیے جیسے

ای جہاز کراچی کی حدود سے باہر نکلا اسے طوفان نے گھیر لیا اور

جج و پکار شروع ہو گئی۔ سمندر کا پانی تیزی کے ساتھ چھلک چھلک کر جہاز کے اوپر آ رہا تھا۔ اب سب گڑگڑا کر اللہ کو پکار رہے تھے اس کے حضور سجدہ ریز تھے نہایت عاجزی کے ساتھ قرآن مجید پڑھ رہے تھے اور اللہ سے نجات کی التجائیں کر رہے تھے اور مصیبت دور ہونے کی دعائیں مانگ رہے تھے۔

جہاز کے عملے نے بتایا کہ چالیس سال سے یہ جہاز کبھی اس درجہ کے شدید طوفان کی زد میں نہیں آیا۔ مصیبت اتنی سخت تھی کہ کسی شخص کی زبان سے غیر اللہ سے امداد کا لفظ نہیں ادا ہو رہا تھا۔

سب اللہ سے مدد مانگ رہے تھے اور اسی سے نجات کے طالب

ان کے حفظ کا یہ عالم تھا کہ انیس برس کو پہنچے تو صرف اڑھائی ماہ میں قرآن مجید یاد کر لیا۔ وہ ہمیشہ رمضان المبارک میں نماز تراویح میں قرآن مجید سناتے تھے اور ایک پارہ روزانہ پڑھتے تھے۔ اس کے علاوہ رمضان اور غیر رمضان میں یہ معمول تھا کہ تقریباً سوچار پارہ روزانہ تلاوت کرتے تھے اور سات دن میں ایک قرآن مجید مکمل کر دیتے۔ اس کا آغاز ہفتے کے دن سے ہوتا اور جمعہ کو قرآن مجید مکمل کیا جاتا۔ علاوہ ازیں روزانہ تہجد میں ایک پارہ پڑھتے اس طرح نماز تہجد کا قرآن مجید بھی ایک مہینے میں مکمل



ہو جاتا۔ وہ بلاشبہ بہت بڑے مبلغ اسلام تھے، تبلیغ اسلام کے لئے انہوں نے صوبہ سندھ اور پاکستان کے دوسرے صوبوں میں تنگ و

اس دنیائے فانی میں لاکھوں کروڑوں لوگ پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ کوئی اس دنیا میں آ رہا ہے اور کوئی اس دنیا کو الوداع کہہ کر جا رہا ہے۔ دنیا سے رحلت فرمانے والے لوگوں کو عموماً چند دن، چند ماہ یا چند سال یاد رکھا جاتا ہے۔ لیکن کچھ ایسی ہستیاں ہوتی ہیں جن کو کبھی بھی بھلا یا نہیں جاسکتا۔

ان نہ بھلائے جانے والی ہستیوں میں سے ایک عظیم ہستی سندھ کے راشدی خاندان کے چشم و چراغ، مفسر قرآن، حضرت سید محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ بھی ہیں۔

یہ سید احسان اللہ شاہ رحمہ اللہ کے گھر 2 کتو بر 1921ء (29 محرم 1345 ہجری) کو پیر جو گوٹھ نیو سعید آباد کے قریب ضلع حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ ان کی ساری زندگی علم دین کے حصول اور پھر اس کی اشاعت میں گزری۔ وہ نرم کلام، کم گو، متواضع، منکسر المزاج اور حلیم الطبع تھے۔ بات اعتدال کے ترازو میں ٹل کر ان کی زبان سے نکلتی تھی اور وہ مخاطب کے ذہن اور علمی استعداد کے مطابق اس سے گفتگو کرتے تھے۔

سید محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے اسلامی مدرسے میں حاصل کی جو ان کے والد سید احسان اللہ شاہ رحمہ اللہ کی نگرانی میں جاری تھا۔ انہوں نے اس مدرسے میں

ناظرہ قرآن مجید پڑھا۔ اس کے بعد علم قرآن و حدیث اور فن رجال میں مہارت، عربی اور فارسی زبانوں کا علم بھی یہیں سے حاصل کیا۔

قدیم دینی علوم کے حصول کے بعد سید محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ عصری تعلیم کے حصول کی طرف راغب ہوئے۔ پہلے میٹرک پاس کیا، پھر ایف اے کیا، پھر بی اے اور بعد میں ایم اے تک تعلیم حاصل کی۔ یعنی اب وہ قدیم اور جدید دونوں علوم میں دسترس رکھتے تھے اور سندھی، عربی، اردو اور انگریزی میں کھل کر مدعا بیان کر سکتے تھے۔

مبلغ کا فرض ہے کہ پہلے ماحول اور لوگوں کی ذہنیت کا جائزہ لے پھر وعظ و تبلیغ کا سلسلہ شروع کرے۔ نجی یا تبلیغی مرکز میں سختی کا مظاہرہ نہ کرے۔ فتوے بازی پر نہ اترے اور نہ کسی کو کافر و مشرک قرار دے کر فضا کو مکدر کرے۔

تازہ تو کرنا ہی تھی اس کے علاوہ انہوں نے دوسرے ملکوں کے بھی دورے کئے اور غیر مسلموں کو قبول اسلام کی تلقین کی اور مسلمانوں کو اتباع کتاب و سنت کی تاکید فرمائی۔ مثلاً وہ انگلستان کے بڑے بڑے شہروں میں گئے جن میں لندن، برمنگھم، مانچسٹر اور آکسفورڈ وغیرہ جیسے سات شہر شامل ہیں۔ وہاں کے متعدد مجموعوں میں تقاریر کیں اور ان تقاریر میں اسلام کی حقانیت اور دوسرے مذاہب کے مقابلے میں اس کی خصوصیات بیان کیں۔

اس کے علاوہ ترکی اور ہندوستان میں بھی گئے۔ سعودی عرب تو متعدد دفعہ گئے وہاں حرمین شریفین میں بھی تقریریں کیں اور

تھے۔ جس شخص نے ”بلیک یار رسول اللہ“ کہا تھا، وہ بھی جہدے میں گرا ہوا تھا اور اللہ سے نجات کی دعا مانگ رہا تھا۔

اس وقت جہاز کے کپتان نے محسوس کیا کہ جدہ کی طرف سفر جاری رکھنا خطرناک ہے، چنانچہ اس نے جہاز کا رخ دوسری طرف موڑ دیا، سب لوگ حج سے مایوس ہو گئے اور کہنا شروع کر دیا کہ اس سال حج نہیں کر سکیں گے۔ تین چار روز بھی کیفیت رہی، پھر اللہ نے فضل کیا اور طوفان سے نجات حاصل ہو گئی۔ سمندر کی معتدل حالت کا اندازہ کر کے کپتان نے جہاز کا رخ دوبارہ جدہ کی طرف کر دیا۔ اب خوف زدہ چروں کی رونق بحال ہو گئی۔ ڈر ختم ہو گیا اور ناامیدی و امید میں بدل گئی۔

سید صاحب اور ان کے قافلے کی زندگی کا یہ خطرناک سفر گیارہ سے زیادہ دن تک جاری رہا۔ آخر اللہ نے سب کو بخیریت جدہ پہنچا دیا اور سب نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔

سید محبت اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے باخبر بزرگ تھے وہ لوگوں کی نفسیات سے آگاہ تھے۔ بالخصوص سندھ کے وڈیرے جاگیردار اور سجادہ نشین مختلف معاملات میں جس فکر و فہم کے حامل ہیں اس کا انہیں اچھی طرح علم تھا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان کے باقی صوبوں کی طرح سندھ بھی تعلیمی پسماندگی کا شکار ہے۔ اس کی وجہ سید صاحب کے نزدیک یہ ہے کہ سندھ میں تعلیم کے فروغ کی راہ میں وہاں کے وڈیرے جاگیردار اور گدی نشین سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ لوگ تعلیم یافتہ ہو گئے تو ان کی چودھراہٹ اور پیری مریدی خطرے میں پڑ جائے گی۔ لہذا وہ نہیں چاہتے کہ ان کے علاقے میں حصول تعلیم کا سلسلہ

دراز ہو اور اس کی سرحدیں اتنی وسعت اختیار کر لیں کہ ان کے محلات سے نکل کر مزارع یا باری اور غریب کی جھونپڑی تک پہنچ جائیں۔ سندھ کے تقریباً ہر گاؤں میں حکومت نے سکول کھول دیے ہیں لیکن ان سکولوں کی عمارتیں جاگیرداروں کے ڈیروں پر بنی ہوئی ہیں اور ان سکولوں کے بچے کو تعلیم دینے کی بجائے وڈیروں کی ٹانگیں دبانے کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ کوئی بچہ اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیتا اور بچوں کو پڑھاتا ہے تو وڈیرہ فوراً اس کا تبادلہ کر دیتا ہے۔

اس مشکل کا حل سید صاحبؒ کے نزدیک یہ ہے کہ ہر علاقے کے بااثر افراد اپنے ہاں کے سکولوں اور تعلیمی اداروں کی سرپرستی اور نگرانی کریں۔ حکومت کا کام سکول قائم کرنا ہے اور وہ قائم کر رہی ہے۔ انہیں باقاعدگی سے چلانے کے لئے حکومت سے تعاون کرنا اور حکومت کا تعاون لینا مقامی لوگوں کا فرض ہے۔

کسی زمانے میں سید صاحب نے خود اپنے گاؤں میں

اورینٹل کالج قائم کیا تھا، اس کی دو وجوہات تھیں۔ ایک یہ کہ ان کے مدرسے دارالارشاد میں طلباء زیادہ تعداد میں داخلہ نہیں لیتے تھے۔ سید صاحب کے بعض مخلص دوستوں نے مشورہ دیا کہ اس کے ساتھ اورینٹل کالج قائم کیا جائے، جو طلباء اس میں داخلہ لیں گے وہ خالص دینی مدرسے سے بھی رابطہ رکھیں گے جو اس کے بالکل ملحق ہوگا۔ اس طرح وہ دینی تعلیم سے مایوس ہوں گے اور اس کے حصول کی کوشش کریں گے۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ سندھ میں کالج بہت کم تھے اور لڑکے اور ان کے والدین پریشانی کا شکار تھے۔ اس لئے کہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں رکاوٹ پیدا ہو رہی تھی۔ یہ دونوں معقول وجوہات تھیں جن کے پیش نظر انہوں نے اورینٹل کالج کھول دیا اور خود سید محبت اللہ شاہ اس کے پرنسپل مقرر کیے گئے۔

تھوڑے ہی عرصے میں اس کالج کی اتنی شہرت ہو گئی کہ دور دراز کے علاقوں سے طلباء آ کر اس میں تعلیم حاصل کرنے لگے۔ سکھر اور حیدرآباد سے بھی طلباء اس کالج کے ذریعے اپنے امتحانی فارم سندھ یونیورسٹی میں جمع کرواتے تھے اور امتحان سندھ یونیورسٹی کے زیر اہتمام ہوتے تھے۔ آٹھ برس تک یہ کالج چلتا رہا۔ اس دوران حالات بدلے اور مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کا دور آ گیا۔ انہوں نے تعلیمی اداروں اور کارخانوں کو قومی تحویل میں لینے کا منصوبہ بنایا تو سید صاحبؒ نے یہ کالج بند کر دیا۔

انہوں نے عربی، اردو، سندھی تینوں زبانوں میں متعدد کتابیں لکھیں۔ ان کی مطبوعہ وغیرہ تصانیف کی تعداد (57) ستاون ہے۔

سید صاحبؒ سیاسی آدمی نہیں تھے وہ خالص دینی اور مذہبی ذہن رکھتے تھے۔ اگرچہ وہ شخصی طور پر دین اور سیاست کی تفریق کے قائل نہیں ہیں نہ مذہب و دین کو انسان کا پرائیویٹ معاملہ سمجھتے تھے۔ تاہم سیاست ان کے مزاج سے مطابقت نہیں رکھتی تھی اور اس ملک کے سیاسی رجحانات جس ڈگر پر چل رہے ہیں، اس میں وہ اپنے آپ کو ملوث نہیں کرنا چاہتے تھے۔

دعوت و تبلیغ بہت مشکل اور نازک کام ہے، لیکن اس سلسلے میں سید صاحبؒ کا ذہن بالکل صاف اور واضح تھا۔ ان کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مبلغ کو اس راہ میں نہایت صبر و ضبط سے کام لینا چاہیے۔ اسے مختلف ذہین اور فکری لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ مبلغ کا فرض ہے کہ پہلے ماحول اور لوگوں کی ذہنیت کا جائزہ لے پھر وعظ و تبلیغ کا سلسلہ شروع کرے۔ نجی یا تبلیغی مرکز میں حتیٰ کا مظاہرہ نہ کرے۔ فتوے بازی پر نہ اترے اور نہ کسی کا فرو و شرک قرار دے کر فضا کو مکدر کرے۔ آرام قتل اور نرمی سے بات کرے۔ اپنے طرز عمل

اور اسلوب کلام سے کسی کو اپنا مخالف نہ بنائے بلکہ بات چیت اور گفتگو کے ذریعے سب کو اپنا ہم نوا و حامی بنانے کی کوشش کرے۔ واعظ اور مبلغ کا کام کسی سے جھگڑنا یا دنگا فساد کرنا نہیں بلکہ اپنی بات لوگوں کے دلوں میں اتارنے کی کوشش کرنا ہے اور یہ فریضہ قتل و بردباری ہی سے سرانجام دیا جاسکتا ہے۔ ان کے نزدیک تبلیغ کا بھی مؤثر طریقہ ہے۔ اس بارے میں اسوۂ رسول ﷺ ہمیں نرم رویہ اپنانے کی تعلیم دیتا ہے۔ آپس میں تشدد اور زبردستی سے دامن بچانے کی تلقین فرماتا ہے۔

سید صاحب ایک سوال کے جواب میں انگریز کے عہد کا اور ہمارے اس دور کا تجزیہ نہایت عمدہ الفاظ میں کرتے ہیں جو ”صراطِ مستقیم“ کے انٹرویو میں درج ہے اور جس کا لب لباب یہ ہے کہ مسلمانوں نے انگریز سے آزادی کیا حاصل کی گویا اسلام، اسلامی غیرت اور تہذیب و تمدن سے چھٹی لے لی۔

فرماتے ہیں: یہ کس قدر الم ناک حقیقت ہے کہ جس نظام زندگی سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے طویل عرصے تک ہم انگریز سے برسرِ پیکار رہے تھے اس کے جانے کے بعد اسی نظام زندگی کو ہم نے مزید قباحات اور اپنی نااہلی کے ساتھ اپنے اوپر مسلط کر لیا ہے۔

سید صاحب کو کتابوں سے بے حد محبت تھی، وہ جہاں جاتے وہاں سے کچھ اور لاتے یا نہ لاتے لیکن کتابیں ضرور لاتے۔ امام

بہیقی کی شعب الایمان اب چھپ چکی تھی، لیکن ان کی لائبریری میں اس کا ایک ہزار سال کا پرانا نسخہ موجود تھا۔ ان کو فقط کتابیں جمع کرنے کا ہی شوق نہ تھا، وہ ان کا باقاعدہ

مطالعہ کرتے تھے اور ان کے مشتملات سے مستفید بھی ہوتے تھے اور سید محبت اللہ شاہ راشدی صاحب بہت اچھے مصنف بھی تھے۔ انہوں نے عربی، اردو، سندھی تینوں زبانوں میں متعدد کتابیں لکھیں۔ ان کی مطبوعہ وغیرہ تصانیف کی تعداد (57) ستاون ہے۔ وہ مضامین اور مقالات اس کے علاوہ ہیں جو اردو اور سندھی رسائل و جرائد میں مختلف علمی مسائل سے متعلق شائع ہوتے رہے ہیں۔ یہ بہت بڑی علمی اور دینی خدمت ہے جو انہوں نے بے پناہ مصروفیات کے باوجود انجام دی۔ ان کی تصانیف میں سے گیارہ کتابیں عربی میں ہیں۔ ستائیس اردو میں اور انیس سندھی ہیں۔

21 جنوری 1995ء کا دن نہ صرف سندھ کی دھرتی کے لئے بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے ایک دکھ بھرا دن تھا کہ سید محبت اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ اجل کو بلیک کہہ گئے۔

انا لله وناالیہ راجعون!

عیسائی لڑکی کے ہاتھوں توہین قرآن

آزادی اظہار کا قانون پاس کروانے کے لئے... اسلام مخالف اوجھے ہتھکنڈے

صہیونی ویہودی عالمی میڈیا اور این جی اوز رمشا کی پشت پناہی کے لیے حرکت میں

ہے۔ اسی اثناء میں آل پاکستان علماء کونسل بھی میدان عمل میں کود آئی۔ جس کا کہنا تھا ملک میں جنگل کا قانون حاوی ہوتا جا رہا ہے۔ اگر رمشا پر غلط الزام لگایا گیا ہے تو الزام لگانے والوں کو حراست میں لے کر سزا دی جائے۔ علماء کونسل کے ایک رہنمائے تو ہمدردی کی انتہاء کر دی کہ اگر حکومت رمشا کو ضمانت ملنے کی صورت میں تحفظ نہیں دے سکتی تو پاکستان علماء کونسل اس ضمن میں اقدامات کر سکتی ہے۔ میڈیا نے اس سے ایک ہاتھ بڑھ کر اپنے بیرونی آقاؤں کی آواز پر لپیک کہتے ہوئے اس کیس کو بنایا۔ آپ نے مختلف لوگوں کے بیانات پڑھے کہ رمشا پڑھنا لکھنا نہیں جانتی لیکن جو تصویر اخبارات میں چھپی اس کے ہاتھ میں کاپی اور پینسل ہے جو کہ ایک کسب پچی ہے۔ (اصل بات یہ ہے کہ یہ تصویر رمشا کی نہیں بلکہ پرانی تصویر اٹھا کر لگائی گئی جو اصل میں سیلاب زدہ علاقے میں ایک کیمپ سے لی گئی تصویر ہے۔)

یہ ساری توہینیں ہیں جو لکرمیدان عمل میں کود آئی کہ اس لڑکی پر ظلم نہیں ہونا چاہیے۔ اس میں انسانی حقوق کا خیال رکھنا چاہیے لیکن ان امن کا پرچار کرنے والوں کو عافیہ صدیقی نظر نہیں آتی کہ جس کو امن کے نام نہاد علیبردار امریکہ نے بغیر کسی جرم کے ثابت ہونے کے 86 سال کی قید سنا دی جو وہ امریکی جیلوں میں بھگت رہی ہے۔

امریکہ کے سابق انٹرنی جنرل رمزے کارک نے کہا: ”ڈاکٹر عافیہ صدیقی پاکستان کی معصوم شہری ہے جس کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی۔ وہ بین الاقوامی سیاست کی بھیجٹ چڑھ گئی۔ عافیہ صدیقی نے کسی کو قتل کیا اور نہ ہی اقدام قتل۔ اپنے کیریئر میں جتنی ناانصافی اور ظلم عافیہ صدیقی کے ساتھ دیکھا ہے کسی اور کے ساتھ نہیں دیکھا۔ امریکی حکومت عافیہ صدیقی کے مسئلے کو پیدا کرنے میں برابر کی شریک ہے۔ عافیہ کی رہائی حقائق کی بنیاد پر ہونی چاہیے نہ کہ کسی ذیل کی بنیاد پر۔“

یہ ایک سابق امریکی انٹرنی جنرل کے الفاظ ہیں جو سرعام

کہیں اور منتقل ہو گئے۔ حتیٰ کہ وفاقی وزیر داخلہ عبدالرحمن ملک اور آئی جی اسلام آباد نے ان کو تحفظ کی یقین دہانی کروائی ہے کہ وہ واپس آ جائیں۔

مسلمان ملکوں کو مسمار کرنے والا نام نہاد امن کا ٹھیکیدار افغانستان میں 10 لاکھ افغانیوں کا قاتل 8 لاکھ عراقیوں کا قاتل



35 ہزار پاکستانیوں اور ہزاروں فلسطینیوں کا قاتل بھی اس بستی میں بسنے والی عیسائی لڑکی کی حفاظت کے لئے حرکت میں آ گیا۔ صدر آصف علی زرداری کی تعریف میں بیان آیا کہ ہم اس اقدام کو سراہتے ہیں۔ امریکی حملہ خارجہ کی ترجمان نے عیسائی لڑکی کی گرفتاری پر تشویش ظاہر کرتے ہوئے اسے انتہائی پریشان کن قرار دیا ہے اور کہا کہ پاکستان الزام کی شفاف تحقیق کروائے۔ ایمنسٹی

اگر اسی طرح بے حرمتی کرنے والے رہا ہوتے رہے اور ان کو پروٹوکول دیا جاتا رہا تو 292B کی اہمیت ہی ختم ہو جائے گی

انٹرنیشنل کے جنوبی ایشیاء کے ڈائریکٹر پولی ٹرسکٹ نے ایک بیان میں کہا کہ پاکستان کی جانب سے قوانین میں اصلاح کرنے میں مسلسل ناکامی سے یہ پیغام ملتا ہے کہ کوئی بھی ان کا غلط استعمال کر سکتا ہے۔ فرانس نے کہا ہے کہ ملزم کو رہا کیا جائے۔ وفاقی وزیر ہم آہنگی پال بھٹی نے درمیان میں نیا شوٹہ چھوڑا کہ رمشا ذہنی طور پر معذور ہے۔ ویٹی کن کے فرانسیسی فادر ڈینیئل اور انٹرنیو ڈائلاگ کے انچارج چین لوئس تو راں نے کہا پاکستان میں مقدس اوراق کی بے حرمتی کے الزام میں گرفتار عیسائی لڑکی رمشا پڑھ لکھ نہیں سکتی۔ وہ کوڑا جمع کر کے گزر بسر کرتی ہے اور مقدس اوراق اسے کوڑے کے ڈھیر سے ملے۔

وزیر انسانی حقوق نے کہا کہ ملزمہ کا ذہنی توازن خراب

عیسائیت تبدیل شدہ مذہب بن چکا..... اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق مذہب تبدیل کرنا ان کے پادریوں کا وطیرہ ٹھہرا..... چونکہ ان کے پاس اصل دین نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے اس لئے وہ مذہب کی اہمیت اور حرمت سے بھی ناواقف ہیں۔ اسی لئے ان کو اپنے مذہب کے پامال ہونے کی چنداں فکر نہیں ہے۔ بعینہ وہ اسلام کے بارے میں سمجھتے ہیں۔ مذہب الہامی کتابوں اور انبیاء پر کچھ اچھالنے کو آزادی سمجھا جاتا ہے۔ آئے روز کسی نہ کسی ملک چرچ یا جیل میں محبوس مسلمانوں کے سامنے قرآن پھاڑنا پانی میں بہانا اور آگ میں جلانا ایسے واقعات معمول بن چکے ہیں۔

اسی طرح کا واقعہ اسلام آباد کے نواحی علاقے مہر آبادی میں رونما ہوا۔ رمشا نامی مسیح لڑکی نے قرآنی قاعدے کی بے حرمتی کرنے کے بعد اس کو نذر آتش کر دیا۔ ملک امجد جس کے مکان میں یہ مسیح خاندان رہا تھا نے بتایا کہ جمعرات کی شام میرا بھانجا (ملک حماد) نماز پڑھنے جا رہا تھا کہ اس نے اس عیسائی لڑکی کو کوڑا کرکٹ پھینکتے ہوئے دیکھا جس میں قرآن کی آیات نماز

کے بارے میں دو کتابچے اور اسلامی قاعدہ تھا اور یہ آدھے جلے ہوئے تھے۔ مقامی لوگ جمع ہو گئے اور وہ اس واقع پر مشتعل تھے۔ پولیس اسٹیشن میں مقدمہ درج کر کے جمعہ کے روز ہی عیسائی لڑکی کو جوڈیشل ریمانڈ پر ایڈیالہ جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ قرآن کی بے حرمتی کی وجہ سے جب یہ لڑکی سلاخوں کے پیچھے بند ہوئی تو صدر سے لے کر ایک عام افسر تک سب کی نیندیں حرام ہو گئی۔ ہر طرف سے بیانات کی بوچھاڑ شروع ہو گئی کہ یہ بچی بے تصور اور بے گناہ ہے۔ واقعہ کی تحقیق کے بغیر ہی بیانات داغے جا رہے تھے۔ صدر آصف علی زرداری نے فوراً اس کی رپورٹ طلب کر لی اور ساتھ ہی یہ بیان بھی آ گیا کہ ذاتی دشمنی کے لئے توہین رسالت قانون کا استعمال نہیں ہونے دیں گے۔ رمشا کے گھر والے مکان چھوڑ کر

اس کا اظہار کرتا ہے۔ رمشاہ کا مسئلہ ہو تو ہر کوئی ظلم کی آواز بلند کرتا دکھائی دیتا ہے۔ امریکی محکمہ خارجہ کی ترجمان کٹورہ نو لینڈ نے باقاعدہ پریس کانفرنس کی کہ امریکہ کو پاکستان میں مذہب کی توہین کے الزام میں پینگی کی گرفتاری پر تشویش ہے۔ ہمارے صدر صاحب اور وزراء سب بولتے ہیں۔ این جی اوز آواز اٹھاتی ہیں لیکن کسی کو عافیہ پر ہونے والا ظلم نظر نہیں آتا۔ بغیر کسی جرم ثابت ہونے کے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والی اسلام کی اس بیٹی کی حالت زار دکھائی نہیں دیتی۔ کیا امت کی پاکیزہ بیٹی کی سسکیاں ان حکمرانوں کے کانوں تک نہیں پہنچتی.....؟؟

آزاد میڈیا نے اس موقع پر جو کردار پیش کیا وہ بڑا ہی بھیانک اور شرمناک ہے۔ مختلف قسم کی کہانیاں پہلے ہی دن سے آشور و غوغا ہو گئیں۔ ”رمشاہ مسیح ذہنی طور پر معذور ہے۔ وہ ڈون سٹروم میں مبتلا ہے۔ اس کی ذہنی عمر اصل عمر سے کم ہے۔ وہ کوڑا کرکٹ کے ڈھیر سے کاغذ وغیرہ جمع کر کے گزارا کرتی ہے۔ اس کی عمر جو بیان کی گئی وہ 11، 12، 13، 14 اور 16 سال بیان کی جاتی

رہی۔ (برطانوی میڈیا پہلے

رمشاہ کی عمر 14 سال بیان کرتا

ہے جبکہ دوسری رپورٹ میں

رمشاہ کی بہن کی عمر 14 سال

بیان کرتا ہے)۔ پورے میڈیا

نے وہی تصویر جو سیلاب زدہ

کیمپ کی پینگی کی ہے اس کو چلایا جو کہ درحقیقت جھوٹی تصویر ہے۔

رہائی کے وقت پہلی کا پٹر پر بٹھاتے ہوئے جو تصاویر لی گئی اگر ان

کو دیکھا جائے تو اس لڑکی کی عمر 25، 26 سال محسوس ہوتی ہے۔

یہ ظاہر کر کے کہ عیسائی لڑکی اور اس کے گھر والوں کی جان

کو خطرہ ہے، وہاں کے مقامی مسلمانوں کو اشتعال انگیز بنا کر پیش کیا

گیا۔ اگر وہاں کے مقامی افراد نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا ہوتا

تو جس روز یہ واقع ہوا اسی وقت ان کا قلع قمع کر سکتے تھے۔ لیکن

ان لوگوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیا۔ ملک امجد جس کے مکان

میں کرایہ دار کے طور پر یہ عیسائی خاندان کئی سالوں سے رہائش پذیر

ہے اس نے بتایا کہ لڑکی بالکل نارمل ہے۔ میڈیا اسے پاگل بنا کر پیش

کر رہا ہے۔ میڈیکل بورڈ نے جو رپورٹ تشکیل دے کر عدالت میں

پیش کی تو عدالت نے اس رپورٹ کو مسترد کر دیا ہے۔

پھر ایک نئی کورسٹوری تیار کی گئی۔ اور اوراق جلانے کا سارا

کیس جو عیسائی لڑکی پر تھا اس کو اٹھا کر وہاں کی مقامی مسجد کے امام

خالد جدون پر ڈال دیا گیا۔ ساتھ یہ سازش بیان کی گئی کہ وہ اس

آبادی میں رہنے والے عیسائی خاندان کو یہاں سے نکالنا چاہتے

تھے۔ اس لئے اوراق کو خود جلا کر لڑکی کے کوڑا دان میں ڈال دیا۔

جب معاملہ سامنے آیا تو فوراً قانون نافذ کرنے والے ادارے

حرکت میں آئے، امام مسجد کو پابند سلاسل کر کے ان پر مقدمہ شروع

کر دیا۔ سازش یہ کھیلی گئی کہ مسجد کے نائب امام حافظ ملک محمد زبیر کو خرید کر اس سے یہ بیان دلویا گیا کہ مسجد کے پیش امام خالد جدون نے راکھ سے بھرے ہوئے شاپنگ بیگ میں خود ہی قرآنی اوراق ڈال دیے تھے۔

اگر گرفتاری کے وقت کی تصویر دیکھی جائے تو انتہائی ذلت آمیز انداز سے کھینچے ہوئے امام مسجد کو لے جایا جا رہا ہے۔ بعد میں اسلام آباد کی مقامی عدالت میں سخت سیورٹی حصار میں پیش کیا گیا۔ جس نے انہیں چودہ دن کے جوڈیشل ریمانڈ پر اڈیالہ جیل بھیج دیا۔ پیشی کے موقع پر بات کرتے ہوئے امام مسجد خالد جدون نے کہا کہ ایک شخص کے بیان پر مجھے پھنسا لیا گیا اور یہ کہ وہ بے گناہ ہیں۔

دوسری طرف حالت کیا ہے؟ رمشاہ کو عدالت سے اس کے ساتھ ہی رہائی کا پروانہ مل جاتا ہے کیونکہ بکرا قربانی کے لئے حاضر خدمت ہے۔ رہائی کا اعلان ہوتے ہی 8 ستمبر کو دو بکتر بند گاڑیاں اڈیالہ جیل میں داخل ہوتی ہیں۔ انتہائی سخت پہرے میں

انسانی حقوق کا خیال رکھنا چاہیے لیکن ان امن کا پرچار کرنے والوں کو

عافیہ صدیقی نظر نہیں آتی کہ جس کو امن کے نام نہاد علمبردار امریکہ

نے بغیر کسی حرم کے ثابت ہونے کے 86 سال کی قید سنادی

آرمی کا ہیلی کاپٹر باہر گراؤنڈ میں کھڑا کیا جاتا ہے۔ گاڑیاں عیسائی

لڑکی کو لے کر نکلتی ہیں اور فوراً پہلی کا پٹر پر سوار کر دیا جاتا ہے۔ منہ

کے اوپر پکڑا ڈال کر لایا گیا جس سے چہرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

اس کے باوجود کہ سارا میڈیا اڈیالہ جیل کے باہر انتظار میں تھا لیکن

کسی کیمرا مین کو قریب نہیں آنے دیا گیا۔ رمشاہ کو بٹھانے کے بعد

ایس ایس پی یا سین فاروق جو کہ وہاں پروٹوکول دینے کے لئے

اپنے بیرونی آقاؤں کے حکم پر موجود تھے وہ بھی پہلی کا پٹر میں سوار

ہو گئے۔ وہاں سے لڑکی کو نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا گیا۔ گاڑی سے

اتارتے ہوئے منہ پر پکڑا اس لئے ڈالا گیا کہ اصل تصویر میڈیا میں

نہ آ سکے اور گیارہ بارہ سال کی لڑکی اچانک بڑی عمر کی نہ بن جائے۔

اس کے بعد ضمانت بھی قبول کر لی گئی اور پروٹوکول کے

ساتھ رہا بھی کر دیا گیا لیکن حقائق تو کبھی تو دیکھنا چاہیے کہ اصل

واقعہ کیا ہے۔ 31 اگست کی رپورٹ کے مطابق عیسائی لڑکی اور اس

کی والدہ نے مقامی عدالت میں تسلیم کیا کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے۔

اڈیالہ جیل میں کیس کی سماعت کے دوران ڈسٹرکٹ انٹاری محفوظ

حقیقت پر اچانک نے ضمانت کی درخواست کی مخالفت کرتے ہوئے کہا

کہ رمشاہ نے دوران تفتیش اس بات کو تسلیم کیا تھا کہ انہوں نے

نماز کا قاعدہ جلا یا ہے۔ انہوں نے مقدمے کی تفتیش کرنے والے

افسر پر جانبداری کا الزام عائد کرتے ہوئے کہا کہ اس مقدمے کی

تفتیش شفاف طریقے سے نہیں ہو رہی۔ اس مقدمے کے مدعی

ملک حماد کے وکیل راؤ رحیم کا کہنا تھا کہ مجرم اعتراف جرم کر چکا ہو تو عدالت کے پاس اسے سزا دینے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں۔ لیکن نہ جانے وہ کون سے خفیہ اور مضبوط ہاتھ ہیں جو سارے کیس کو اپنی مرضی کے مطابق موڑتے رہے اور بالآخر اپنی پسند کے فیصلے کروا لیے۔

آسیہ مسیح کا مسئلہ ہو یا رمشاہ مسیح، کا وہ خفیہ قوتیں اپنا کام کرتی رہی۔ عوام گورنر ہاؤس کے باہر خود سوزیاں کرتی ہے، کوئی پوچھنے والا نہیں لیکن آسیہ مسیح کے مسئلے میں ہمارے گورنر صاحب شیخ پورہ پہنچ گئے اور سارے کیس کو نپٹایا۔ جس کی سزا میں انہیں خود اپنی جان سے ہاتھ دھوئے پڑے۔ ہمارے گورنر اور وزراء کو ان مسائل کے حل کے لئے ایسے حرکت میں لایا جاتا ہے جیسے ان میں

کرنٹ چھوڑ دیا گیا ہے اور وہ اس کو نپٹانے کے لئے ہمہ تن گوش ہو

جاتے ہیں۔ اگر اسی طرح بے حتمی کرنے والے رہا ہوتے رہے

اور ان کو پروٹوکول دیا جاتا رہا تو B292 کی اہمیت ہی ختم ہو جائے

گی۔ اب اس قانون کو ختم کروانے کی باتیں کہ یہ ظالمانہ قانون

ہے اسے ختم ہونا چاہیے، این جی اوز

اور دنیا میں امن کے ٹھیکیداروں کی

زبان پر زد عام ہیں۔ امت کی

رپورٹ کے مطابق تین ممالک نے

رمشاہ کو پناہ دینے کی پیش کش کی

ہے۔ حالانکہ ایک طرف جہاد کرنے

والے دہشت گردان کے لئے اللہ کی زمین پر رہنے کا حق نہیں

چاہے انہیں قتل کیا جائے اور جیلوں میں بند کیا جائے دوسری طرف

اسلام کے شعائر کا مذاق اڑانے والوں کو دنیا کے ممالک پناہ دینے

کے لئے آفر پیش کریں۔ حقیقت میں مجاہدین دہشت گرد اس لئے

ہیں کہ وہ کلمہ طیبہ کا اقرار کرتے ہیں۔ وہ مسلمان ہیں اور مسلمان کا

دنیا میں کوئی پرسان حال نہیں۔ گستاخی کرنے والوں کی پناہ کی

باتیں کرنے والے اصل میں صلیب کی حفاظت کے لئے اپنی

خدمات پیش کر رہے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی اس طرح کے واقعات کو اچھا ل کر دنیا

میں پاکستان کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ پاکستان غیر مذہب ملک اور

مسلمان غیر مذہب لوگ ہیں۔ پاکستان ناکام ریاست ہے۔

پاکستان کے قوانین درست نہیں۔ یہ ہیں وہ اصل سازشیں جو اس

وقت پاکستان اور اسلام کا دشمن کھیل رہا ہے۔ ہمیں ان سازشوں کو

سمجھ کر اپنے راستے کا تعین کرنا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو ہم دشمن کی

سازشوں کا شکار ہو کر ان کی خدمات میں اتنا آگے نکل جائیں کہ

واپسی کے راستے مسدود ہو جائیں۔ جن کو خوش کرنا چاہتے ہیں وہ

کبھی بھی خوش نہیں ہوں گے، لیکن ان کو راضی کرنے کے چکر لوں

میں اللہ کو ناراض کر لیں گے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ

نہ خدا ہی ملا نہ وصال ضم

اس وقت امت مسلمہ بہت بڑی آزمائش کا شکار ہے۔ ایک زبردست امتحان ہے کہ دشمنان اسلام خصوصاً صلیبیوں اور یہودیوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کی گستاخیاں باقاعدہ پروگرام کے تحت شروع کر رکھی ہیں جبکہ 58

ممالک میں بڑے ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمان بے بسی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اللہ کے دشمن سازشوں پر سازشیں کر رہے ہیں۔ انہوں نے مسلم ممالک پر حملے کئے، مسلمانوں کی آزادیوں کو سلب کیا، لیکن سچی بات یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر حملہ پچھلے تمام حملوں سے بڑا حملہ ہے۔ آج امت مسلمہ کو اس کا دفاع کرنا ہے لیکن یہ بات بہت غور طلب ہے کہ ہم اس بڑی آزمائش اور امتحان میں سرخرو کیسے ہوں گے؟ اس وقت ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ جذباتی ہو کر نہیں بلکہ بڑی سنجیدگی کے ساتھ ہم نے سوچنا ہے۔ سب سے بڑے ذمہ دار تو حکومت کے لوگ ہیں لیکن سچی

رسول ﷺ کی دی ہوئی رہنمائی کے مطابق قرآن اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی دی ہوئی رہنمائی کے مطابق، قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں جو

حرمت رسول ﷺ کے دفاع کے لئے زبردست تحریک چلائیں گے اور اس کے لئے ہماری جانیں اور ہمارا سب کچھ حاضر ہے

رجحانات تھے ان کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ باتیں عرض کرنی ہیں۔ سب سے پہلے اس سارے سلسلے کی بنیاد کو معلوم کیجئے کہ آج اس کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ کچھ دیر پہلے دنیا میں یہ کیفیت نہیں تھی۔ یہ معاملہ اس انتہاء پر کیوں پہنچ رہا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ کے خاکے کیوں چھپنا شروع ہو گئے، قرآن کریم کی توہین کے واقعات مسلسل کیوں ہوئے اور اب یہ گستاخانہ فلم کیوں جاری کی گئی ہے؟ آپ نے اخبار میں پڑھا ہوگا کہ اس فلم کو بند کرنے کی درخواستیں دی گئیں، چند حکمرانوں نے فلم بنانے والوں سے درخواست کی ہے کہ اس فلم کو بند کر دو۔ اسے سوشل میڈیا سے ہٹا دو تو ان ظالموں نے درخواستیں مسترد کر دی ہیں۔ یہ خبر آج کے اخباروں

رہے تھے اور امدادیں بھی مل رہی تھیں۔ پوری دنیا کو ایک گلوبل ویلج بنا کر امریکی نیورلڈ آرڈر کے تحت چلانے کی کوششیں ہو رہی تھیں۔ مغرب کا سرمایہ دارانہ نظام قائم تھا۔

میرے عزیز بھائیو! اب حالات بدل چکے ہیں، ایک بہت بڑی تبدیلی دنیا میں آچکی ہے اور وہ کیا تبدیلی ہے کہ اب مغرب کا سرمایہ دارانہ نظام خطرے میں ہے۔ امریکی نیورلڈ آرڈر خطرے میں ہے۔ آج دنیا کے اندر نظام بدل رہے ہیں لیکن یہ نظام کیسے بدل رہے ہیں؟ یہ نہیں کہ دنیا کے اندر روس اور امریکہ کا مقابلہ تھا، ایک کامیاب اور دوسرا ناکام ہو گیا۔ یہ سلسلہ اس طرح نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پچھلے 30 سال اسلام اور کفر کے درمیان باقاعدہ جنگ ہوئی ہے یہ خطہ جس کے اندر ہم آباد ہیں میدان جنگ بنا ہے، افغانستان میدان جنگ بنا، پاکستان فرنٹ لائن اسٹیٹ بنا، یہ اصل میں میدان ایک ہی ہے۔ افغانستان اور پاکستان کو دنیا کے اندر ایک میدان تصور کیا جا رہا ہے اور اس میدان

تمہاری عزت تمہارے نبی ﷺ کی حرمت کے ساتھ ہے

نبی ﷺ کی عزت و حرمت محفوظ تو اسلام محفوظ، قرآن محفوظ، امت محفوظ

اگر نبی ﷺ کی حرمت محفوظ نہیں تو دنیا میں کچھ بھی محفوظ نہیں

خطبہ جمعۃ المبارک پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ

ادارہ

میں موجود ہے۔ یہ صرف ڈرامہ ہو رہا ہے درخواستیں دی جا رہی ہیں کہ مسئلہ تو آپ کی تحریر و تقریر کی آزادی کا ہے۔ ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اسے بند کر دو جبکہ انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا ہے۔

میرے محترم بھائیو! آؤ ذرا ہم سوچیں کہ اس کے پیچھے مسئلہ کیا ہے؟ قرآن سے رہنمائی لیں، ان شاء اللہ وہاں سے رہنمائی ملے گی۔ بات یہ ہے کہ مسلمان اللہ کے دشمنوں کے نظاموں کے تابع تھے، ان کے قوانین ہمارے ملکوں میں رائج تھے ان کے سیاسی، معاشی، سماجی نظام اور ڈھانچے قائم تھے۔ ہمارے ملک میں چل

بات یہ ہے کہ 158 اسلامی ملکوں کی حکومتیں صلیبیوں اور یہودیوں کی نوکر ہیں۔ یہ جب بھی بات کریں گے ان کے مفاد اور دفاع کی بات کریں گے۔ آج مسلمان حکومتیں اسلام، قرآن اور نبی ﷺ کی حرمت، اسلامیان کی عزت و عصمت اور مسلمان ملکوں کی سرحدوں کا دفاع کرنے میں ناکام ہیں۔ آج کے مسلمان حکمران کافروں اور ان کے نظاموں کے دفاع میں مصروف ہیں۔ آج پاکستان سمیت تمام مسلمان ملکوں کے حکمران امریکی مفاد کے محافظ بنے ہوئے ہیں تاکہ امریکہ ان سے خوش رہے اور ان کی حکومتیں آباد رہیں اور ان کے یہ سلسلے چلتے رہیں۔

میرے عزیز بھائیو! ان حالات میں یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ آج کے خطبے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے

میں باقاعدہ جنگ ہوئی، پہلے روس کے خلاف جنگ ہوئی، روس شکست کھا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اس کا معاشی نظام تباہ اور کمیونزم دفن ہو گیا۔ اس کے بعد پوری دنیا میں مظلوم مسلمانوں نے جہاد کا آغاز کر دیا۔ پوری دنیا میں جہاں مسلمانوں کی آزادیاں سلب کر لی گئی تھیں ان کے حقوق کو غصب کیا گیا تھا، وہاں مسلمان کھڑے ہو گئے۔ کشمیر، فلسطین، بوسنیا، صومالیہ، چیچنیا، برما اراکان میں صلیبیوں، یہودیوں، برما کے بدھوں اور ہندوؤں کے خلاف جہاد اللہ کے فضل و کرم سے ہر جگہ جہاد ہی جہاد شروع ہو گیا۔ اس جہاد نے امت مسلمہ کو بیدار کر دیا۔ اس جہاد نے مسلمانوں کی عظمت رفیعہ لوگوں کے سامنے واضح کر دی اور راستے دکھا دیئے کہ مسلمانو!

تمہیں واشنگٹن کے طواف کر کے آزادیاں نہیں ملیں گی۔ تمہیں یو این او کے سامنے درخواستیں پیش کرنے اور قراردادیں منظور کروانے سے آزادیاں نہیں ملیں گی۔

یہ سب دھوکے بازی بودی، صلیبی اسلام دشمن، مسلمانوں سے کھیلنے والے ہیں۔ یہاں سے تمہیں کچھ نہیں ملے گا، چھوڑ دو یہ دروازے پلٹ آؤ اپنے دین کی طرف، اسلام اور جہاد کی طرف.....

کی برکت سے آج ترکی اسلامی ترکی بنتا جا رہا ہے۔ اس پر وہ عثمانی خلافت کا رنگ دوبارہ چڑھتا جا رہا ہے۔ یورپ اس بات سے پریشان ہے کیونکہ یہ ترکی وہ جگہ ہے جہاں سے سارے مغربی ممالک میں دروازے کھلتے ہیں جہاں سے اسلام مغرب میں داخل ہوا تھا۔

مغربی ممالک میں اسلام کی دعوت ترکی کے ذریعے پھیلی تھی۔ وہ بڑے پریشان ہیں، انہوں نے بڑی محنت کی تھی اس پر کہ

کے 20 کروڑ مسلمان ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتے تھے وہ کہتے تھے ہم اپنے مشنری ادارے بنا کر اور این جی اوز کے ذریعے بہت آسانی کے ساتھ ان مسلمانوں کو بدل دیں گے۔ کیا آپ کو یاد نہیں کہ آج سے پندرہ، بیس سال پہلے ہر سال تعداد چھپتی تھی کہ اتنے مسلمان عیسائی ہو گئے۔ جب پاکستان بنا تھا ہر طرف مسلمان ہی مسلمان تھے لیکن عیسائیوں کی تعداد بھی بہت بڑھ رہی



افغانستان میں روس کی شکست سے امت مسلمہ کو یہ دعوت ملی کہ سار وار کے دور میں سیٹلائٹ اور ٹیکنالوجی کے دور میں اتنی بڑی سپر پاور کو اگر مسلمانوں کے مقابلے میں شکست ہو سکتی ہے اور افغانستان سے اس کی فوجیں بھاگ سکتی ہیں۔ سمرقند، تاشقند، بخارا، تاجکستان، ازبکستان، ترکستان اور مسلمانوں کے یہ سارے خطے جہاد کی برکت سے آزاد ہو سکتے ہیں تو دنیا میں ہر خطہ مسلمان جہاد سے آزاد کروا سکتے ہیں۔ یہ وہ عظیم سبق اور شاندار دعوت تھی..... میڈیا خاموش تھا لیکن یہ دعوت سرایت کرتی چلی گئی..... دلوں میں پہنچی اور امت مسلمہ کے اندر ایک تحریک برپا ہوئی اور اللہ کے فضل و کرم سے حالات بدلنا شروع ہو گئے۔ بہت بڑی تبدیلیاں رونما ہونا شروع ہو گئیں۔ ترکی جس کا رنگ یورپ کا تھا، خلافت عثمانیہ کا رنگ اتار کر کمال اتاترک کے ذریعے انگریزوں نے جس ترکی کا نقشہ یورپ کا نقشہ بنا دیا تھا کہ ترکی سے کبھی اسلام کی آواز بلند نہیں ہو سکے گی۔ میرے عزیز بھائیو! اس ترکی کا رنگ جہاد کی وجہ سے اسلام کا رنگ بن گیا۔ جہاں مسلمان خواتین کا حجاب ختم کر دیا گیا تھا، جہاں قانوناً حجاب پر پابندی تھی، مسلمان عورت پردہ نہیں کر سکتی، اپنے چہرے کو ڈھانپ نہیں سکتی، چہرے کو کھلا رکھے اور مرد ہیبت پہنے مگر عورت کا سر ہنگامہ ہو۔ ترکی کے اندر یہ قانون منظور کیا گیا تھا اور اسلام کو پورے کچھ سے نکال دیا گیا تھا۔ لیکن سبحان اللہ! میرے بھائیو! اس صدی کے جہاد نے پندرہویں صدی کے آغاز میں اٹھنے والے جہاد نے ترک مسلمانوں کو بڑا متاثر کیا۔ خاص طور پر جب یونینیا کے اندر جہاد شروع ہوا تو میں برملا طور پر کہتا ہوں کہ یہ سارا جہاد ترک مسلمانوں نے کیا ہے۔ قافلوں کے قافلے نکلے ہیں۔ اس جہاد

کسی طریقے سے اس ترکی کو ہم اسلام سے دور کر دیں تاکہ یہ خطرہ دوبارہ نہ ہو۔ اسلام پھر یورپ کے اندر آنا نہ شروع ہو جائے لیکن جب میرے رب کو کوئی چیز منظور ہوتی ہے اور میرا رب خود فیصلہ کرتا ہے تو کوئی رو نہیں کر سکتا۔ ترکی کا رنگ ہی بدل گیا، میرے بھائیو! الجزائر کا رنگ بدل گیا، تیونس کا رنگ بدل گیا، مصر کے اندر تبدیلی آئی، لیبیا کے اندر تبدیلیاں آئی ہیں تو یہ کیسے آئی ہیں؟ کون سی قوت ہے جس نے ان ملکوں کا رنگ بدل دیا ہے۔

یہ جہاد کی قوت ہے جس نے لیبیا کے اندر اسلام کی قوت کو کھڑا کیا ہے امریکی اور مغربی ایجنٹوں کا صفایا کیا ہے۔ مسلمان ملکوں میں ایک زبردست تبدیلی کی لہر آ چکی ہے۔ آپ یقین کریں اس تبدیلی کا باعث کوئی تحریک نہیں بنی ہے نہ کوئی فلسفہ، نہ کوئی جماعت، نہ وہاں کے سیاسی ڈھانچے، نہ جو کچھ ہوا افغانستان کے جہاد سے پلٹنے والوں نے مصر، ترکی، تیونس اور لیبیا کا رنگ بدلا ہے۔ بہت بنیادی تبدیلیاں دنیا میں رونما ہو رہی ہیں۔

میرے عزیز بھائیو! پوری مغربی دنیا اس بات پر بہت پریشان ہے۔ یہ جو کچھ اس وقت ہو رہا ہے، میری جوتز خاکے بنائے قرآن کریم کے خلاف جیوری بٹھائے، قرآن کو اس دور کی دہشت گردی کا ذمہ دار قرار دیا جائے، محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں برملا کہا جائے کہ دنیا میں دہشت گردی کا ذمہ دار مسلمانوں کا نبی ﷺ ہے۔ اس وقت پوری مغربی دنیا میں پریشانیاں کھڑی ہیں، ان کے مذہبی پیشوا جو پلاننگ کر رہے ہیں وہ تو یہ سمجھتے تھے کہ پوری دنیا میں ہماری مشنریاں جاری ہیں۔ انڈونیشیا میں لوگ عیسائی ہو رہے ہیں، پاکستان اور انڈیا کے اندر عیسائی مشنریاں کام کر رہی ہیں۔ پاکستان

تھی۔ انڈونیشیا کے اندر جگہ جگہ مسلمانوں کے علاقوں میں عیسائی مشنریاں کام کر رہی تھیں اور ہر سال کی رپورٹیں چھپتی تھیں کہ اتنے مسلمان عیسائی ہو گئے اور عیسائی پادری اور ان کے پوپ بڑے خوش تھے۔ میرے محترم بھائیو! اب حالات وہ نہیں ہیں۔ اب ان کو نظر آ گیا ہے کہ ہماری مشنریاں ناکام ہو گئی ہیں۔ اب مسلمانوں کے رجحانات بدل رہے ہیں اب تعداد عیسائیوں کی نہیں بلکہ مسلمانوں کی بڑھ رہی ہے۔ برطانیہ میں لوگ بڑی کثرت کے ساتھ مسلمان ہو رہے ہیں۔ آپ بھی سن لیں! جس طرح لاہور میں ہر گلی محلے میں مسجدیں دیکھ رہے ہیں اس وقت نیویارک اور باقی امریکی شہروں میں اسی طرح مساجد بن رہی ہیں اور نئے سرے سے مسجدیں بہت کم بن رہی ہیں۔ وہاں عیسائیوں کے چرچ بک رہے ہیں اور مسلمان ان کو خرید کر دیکر مسجدیں بنا رہے ہیں۔ چرچوں کے اوپر ”فارسیل“ کے بورڈ لگے ہوئے ہیں کہ ہماری معاشی حالت اتنی کمزور ہو گئی ہے کہ اب ہم چندے سے اپنے چرچ کو آباد نہیں رکھ سکتے۔ اس لئے ہم اس چرچ کو بیچنا چاہتے ہیں، جو بھی خریدنا چاہے خرید لے۔ کچھ بھی قیمت لگا کر اپنے گردوارے بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ برطانیہ میں ایک چرچ پر مقابلہ ہو گیا، ہندوؤں نے کہا کہ ہم مندر بنائیں گے، سکھوں نے کہا کہ ہم اس کو خرید کر گردوارہ بنائیں گے۔ مسلمانوں کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا۔ وہاں ماشاء اللہ ایک بہت بڑی جماعت ہے۔ انہوں نے وہاں سکھوں اور ہندوؤں سے زیادہ چندہ جمع کر کے چرچ خرید کر اس کو مسجد بنادیا۔ یہ سلسلہ اس وقت یورپ میں کثرت سے جاری ہیں۔

بَارَكْتَ عَلَيَّ يَا اِيْزَاهِيْمَ ، وَعَلَى آلِ اِيْزَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔“ (صحیح البخاری)

نبی ﷺ نے یہ الفاظ سکھائے اور خود نبی یہ الفاظ ادا کرتے تھے۔ صحابہ نے آگے پوری امت کو یہ الفاظ سکھائے۔ مسلمانو! تم بھی نبی ﷺ کے لئے دعائیں کرو جب سارے نبی ﷺ کے لئے دعا کریں گے ان سب کی دعا قبول کرے اللہ تمہارا مقام بھی بلند کر دے گا۔ مسلمانو! تمہاری عزت تمہارے نبی ﷺ کی حرمت کے ساتھ ہے۔ نبی ﷺ کی عزت و حرمت محفوظ تو اسلام محفوظ قرآن محفوظ امت محفوظ اور اگر نبی ﷺ کی حرمت محفوظ نہیں تو دنیا میں کچھ بھی محفوظ نہیں۔ یہ کوئی عام مسئلہ نہیں۔

کچھ لوگ کہتے ہیں، ٹی وی چینلز والے یہ پوچھتے ہیں کہ مغرب سے ہمیں سوال کئے جارہے ہیں کہ آخر اتنا بڑا مسئلہ کیا ہے؟ کہ اگر ہمارے ہاں کوئی فلم بن گئی ہے تو پھر مسلمان اتنے غصے میں

کیوں آگئے ہیں؟ مغرب والوں کو یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ غصہ، یہ بغض و غصب آخر کیوں؟ ان کو سمجھ آئے گی بھی نہیں۔ یہ مادیت پرست، مادی نظاموں کی بنیاد پر زندگیاں بسر

کرنے والے مغرب کو سمجھ نہیں آئے گی کہ مسلمانوں کے نزدیک اپنے نبی ﷺ کی حرمت اور ناموس کا کیا مقام ہے؟ ”لَا يُؤْمِنُ مَنْ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يَأْكُوَ أَخْبَٓةً ۖ إِلَٰهِيْهِ مِنَ الْوَلَدَةِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ۔“ (بخاری)

وہ شخص مومن ہی نہیں، مسلمان ہی نہیں! ایمان سے محروم ہے جس کو اللہ کے نبی ﷺ اپنے ماں باپ، دنیا کے سب رشتے، ناطوں سے زیادہ عزیز اور محبوب ہو جائیں اس وقت تک وہ مومن ہی نہیں ہو سکتا۔

ہمارے تو ایمان کا معیار نبی ﷺ کی محبت ہے..... صرف اولاد ماں باپ، دنیا کے رشتوں سے ہی نہیں، فرمایا: ایمان اس کا مکمل ہے جو اپنی ذات سے زیادہ محبت رسول ﷺ سے کرے۔ نبی ﷺ کی حرمت پر جو اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائے، اسی کا ایمان مکمل ہے۔ یورپ نہیں سمجھتا، مغرب کو یہ بات سمجھ نہیں آتی لیکن وہ غلطی کر بیٹھے ہیں، غلطی پر غلطی کر رہے ہیں۔ واللہ! میں تو اس میں ایک ہی بات سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ بہت وسیع پیمانے پر مسلمانوں کا اتحاد پیدا کر دے۔ مسلمانوں کے اتحاد کے لئے سب سے بڑی چیز رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے۔ اس پر مبنی امت متحد ہو سکتی ہے اتنی کسی اور چیز پر نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانو! اس پر تمہارا بہت بڑا اتحاد قائم ہو جائے۔ باقی جو مسئلے ہیں، یہ نیو سپلائی

کا معاملہ، ہم نے اٹھایا، اسلام آباد کے حکمرانوں نے کہا نہیں، یہی ہمارا مفاد ہے۔ امریکہ کی دوستی کے بغیر ممکن نہیں، ہمارے ان سے معاہدے ہیں پاکستان فرنٹ لائن اسٹیٹ ہے۔ یہ مسئلہ وہ مسئلہ..... اس کے لئے بڑی باتیں ہیں..... ڈرون حملوں کے لئے زرداری صاحب بڑی باتیں کرتے ہیں۔ یہ ہماری مجبوری ہے، ہمارا یہ مسئلہ ہے فلاں مسئلہ ہے..... یہ بیان کر سکتے ہیں..... بات ہو سکتی ہے۔

لیکن سن لو! نبی ﷺ کی حرمت کا مسئلہ وہ ہے جس پر کوئی مجبوری بیان نہیں ہو سکتی۔ آج پاکستان کا وزیراعظم ہو یا صدر ہو آج دنیا میں مسلمان ملکوں کے حکمران مجبور ہو چکے ہیں۔ واللہ میں تو اس سارے مسئلے کو اللہ کی طرف سے سمجھ رہا ہوں۔

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ اپنی زمین کا منظر بدلنا چاہتا ہے۔ دنیا کے حالات بدلنا چاہتا ہے اب کافروں، دشمنوں اور امریکیوں

اگر دس سال تک یہی کیفیت رہی تو یورپ میں اسلام ہو گا اور ہر طرف مسلمان ہی مسلمان ہوں گے۔ ڈنمارک اور ناروے عیسائیوں کے ملک نہیں رہیں گے بلکہ یہ مسلمانوں کے ملک بن جائیں گے۔

صلیبیوں سے اللہ تعالیٰ اپنی زمین کے قبضے چھڑوانا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان ظالم صلیبیوں سے آزاد کروانا چاہتا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ ماحول پیدا کر دیا ہے، پہلے اللہ تعالیٰ نے جہاد کے دروازے کھولے، بنیاد بنائی اس کے اوپر تحریکیں چلیں۔ آج میرا رب نبی ﷺ کی حرمت کی بنیاد پر ساری امت کو جمع کر رہا ہے۔ کسی کے اندر جرات ہے کہ کوئی بات کرے۔ اسلام آباد والے حکمران کہہ رہے ہیں ہم یوم عشق رسول ﷺ منائیں گے، تم مجاور ہو، کسی آستانے پہ بیٹھے ہو کہ یوم عشق رسول ﷺ مناؤ گے؟ یہ صرف مسلمانوں کو مطمئن کرنے کی کوشش ہے۔ سنو اسلام آباد کے حکمرانو! اگر بات سیدھی کرنا چاہتے ہو، دھوکہ نہیں دینا چاہتے ہو تو پھر تمہاری ذمہ داری ہے کہ حنا ربانی کھرا مرکیہ گئی ہے مذاکرات کرنے، ڈرون حملوں پر بات ہوگی فلاں مسئلے پر بات ہوگی تو پھر اس اہم معاملے پر بھی بات کرو۔ باقی مسئلے تو بعد کی باتیں ہیں۔ سنو! کوئی سپلائی نہیں کھلی، ان شاء اللہ کھلے گی بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ حالات ہی ایسے بنا رہا ہے کہ لو تم مذاکرات، جب منظوری عرش سے نہیں آئے گی تمہارے معاہدے کچھ نہیں کریں گے اور تمہارے مذاکرات بے نتیجہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

”وَنُكَفِّيَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ“

جب مسلمان مجھے خوش کرنے اور میرے دین کو سر بلند کرنے کے لئے میدان میں آتے ہیں تو میں میدان خود سنبھال لیتا ہوں۔

تو اگر تم سیدھے ہو کر بات کرنا چاہتے ہو تو ٹھیک ہے سپلائی پاکستان کا مسئلہ ہے، ڈرون حملے پاکستان کا مسئلہ ہیں لیکن آج کا مسئلہ نبی ﷺ کی حرمت کا مسئلہ، ہزاروں پاکستان نبی ﷺ کی حرمت پر قربان ہیں۔ پاکستان بہت اہم ملک ہے، ہم الحمد للہ جانتے ہیں اس بات کو پاکستان کے دفاع کے لئے ہم نے کام کیا ہے اور کریں گے۔ یہ سب چیزیں اپنی جگہ پر لیکن نبی ﷺ کی حرمت کا مسئلہ سب سے بڑا مسئلہ ہے۔

اگر ٹھیک ٹھیک بات کرنا چاہتے ہو تو پہلے یہ بات سامنے رکھو کہ امریکیو! اگر اسلام آباد میں اپنا سفارتخانہ چلانا چاہتے ہو پاکستان سے تعلقات چاہتے ہو تو میری جواز سے لے کر سام تک سارے فلم بنانے والے اس کے ڈائریکٹر اور اس کو دکھانے والے سب کو پھانسیوں پر لٹا دو۔ جرم جس قانون کا ہو سزا ابھی اس قانون کی ہوتی ہے۔ جرم اللہ کے رسول ﷺ کی توہین کا ہے اور اسلام میں اس جرم کی سزا قتل کے علاوہ کوئی ہے ہی نہیں۔

آج ٹیلی ویژن پر آنے والے لوگ کہتے ہیں کہ جب نبی ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو دیکھو آپ ﷺ نے سب کو

معاف کر دیا۔ آپ نے کہہ دیا کہ میں سب کو معاف کرتا ہوں، میں کسی سے انتقام نہیں لوں گا۔ یہ جتنے مغرب زدہ بیٹھے ہوئے تھے، اکثر کی زبانیں تو لنگ ہو گئی ہیں لیکن بعض ابھی بھی شرم و حیا، ختم کر کے یہ باتیں کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر کسی سے انتقام نہیں لیا۔ سن لو! اسی روز اللہ کے نبی ﷺ کے سامنے یہ بات لائی گئی کہ اللہ کے نبی ﷺ وہ جس نے آپ کو گالی دی، جس نے آپ کی گستاخی کی تھی وہ شخص آج بیت اللہ کا غلاف پکڑے کھڑا ہے کہ اس کی وجہ سے بچ جاؤں گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا اس شخص کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ اس شخص کو بیت اللہ کے اندر قتل کرنے کا حکم میرے نبی ﷺ نے دیا۔ یہ کورے ان پڑھ ٹیلی ویژن چینلوں پر بیٹھ کر لوگوں کو گمراہ کرنے والے، مغرب کے مفادات کا تحفظ کرنے والے، یہ ڈالروں میں تقوا ہیں کھانے والے ظالم امت کو گمراہ کر رہے ہیں کہ چھوڑ دیں یہ ساری باتیں، علم کی بات کریں۔“ میرے بھائی ہر مسئلے میں جزی ہے پر نبی ﷺ کی شان میں گستاخی پر کوئی نرمی نہیں۔

میرے محترم بھائیو! میں آپ سے اللہ کے نام پر گزارش کرتا ہوں کہ آؤ ہم اللہ کے گھر میں بیٹھ کر آج یہ عہد کریں کہ وہ گھڑی آگئی ہے جس جہاد کی وجہ سے یہ سارے کھیل ہو رہے ہیں خاکے چھپ رہے ہیں، نبی ﷺ کی توہین ہو رہی ہے نبی ﷺ کو اور قرآن کریم کو معاذ اللہ دہشت گردی کا ذمہ دار قرار دیا جا رہا ہے۔

اللہ کے فضل و کرم سے اس وقت ان کے نظام ختم ہو رہے ہیں۔ یہ سارے بڑے غور سے دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ ایک اور بات سن لو یہ مذاق کی بات نہیں ہے، سمجھنے کی بات ہے۔ اس بات نے یورپ کو زچ کر کے رکھ دیا ہے کہ وہاں کی آبادی ختم ہو رہی ہے کیونکہ شرح پیدائش بہت کم ہو گئی ہے بچے پیدا نہیں ہو رہے۔ زنا کاری عام کر کے، بے حیائی عام کر کے عیسائیوں نے اپنے ملکوں کا بیڑہ غرق کر لیا اور عیسائیوں کی دیکھا دیکھی باقی ملکوں میں بھی یہی حال ہو رہا ہے۔

میرے بھائیو! سن لو! چین آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے لیکن اب اس کو یہ خطرہ لاحق ہو رہا ہے کہ وہاں بھی آبادی ختم ہو رہی ہے۔ شرح پیدائش بہت کم ہو گئی ہے۔ یورپ نے تو ایسی دوائیاں ایجاد کی تھیں کہ زنا عام ہو جائے، شادی کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ بے حیائی کا سلسلہ، انسانی آزادی کے نام پر بے حیائی جیسے کتنے کتیاں سڑکوں پر، بالکل اسی طرح انسان کی حیاتیات ختم ہو جائے۔ بہر حال انہوں

نے یہ اپنی آزادی کے نام پر کیا تھا لیکن اس نے ان کے سارے سسٹم کو تباہ کر دیا۔ اب رور ہے ہیں۔ فرانس نے بہت بڑا وظیفہ مقرر کیا ہے اس عورت کا جو بچہ پیدا کرے۔ ایک طرف تو اس طرح ان کی نسل ختم ہو رہی ہے دوسری طرف الحمد للہ عیسائی مسلمان ہو رہے ہیں۔ ڈنمارک اور ناروے کے لوگوں نے اپنے میڈیا میں یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اگر دس سال تک یہی کیفیت رہی تو یورپ میں اسلام ہوگا اور ہر طرف مسلمان ہی مسلمان ہوں گے۔ ڈنمارک اور ناروے عیسائیوں کے ملک نہیں رہیں گے بلکہ یہ مسلمانوں کے ملک بن جائیں گے۔

میرے عزیز بھائیو! اس سارے سلسلے کے پیچھے کیا چیز ہے یہ تبدیلی کہاں سے رونما ہونا شروع ہوئی؟ کہاں سے اسلام اتنی تیزی سے پھیل رہا ہے کہاں سے یہ اعتماد بڑھا ہے؟ اور کہاں سے دشمن کو یہ خطرہ لاحق ہوا ہے۔ اللہ کے مخلص بندے جنہوں نے افغانستان، کشمیر، بوسنیا، فلسطین اور دنیا میں جگہ جگہ جہاد کے محاذوں پر اسلام کے لئے خون پیش کیا ہے۔ اللہ رب العزت نے ان شہادتوں کو قبول کر کے اپنی دنیا کا رنگ بدل دیا ہے۔ یہ ہے اصل حقیقت اور یہ ہے اصل معاملہ کہ جس کے ساتھ اب پوری دنیا میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ یہ ہے جہاد نبیل اللہ کا عمل جس کے بارے میں محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسلمانو! تم جہاد کو چھوڑ دو گے تو ذلیل ہو جاؤ گے، کافرو تم پر مسلط ہو جائیں گی۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ جہاد چھوڑ دو گے تو تمہارا حال دسترخوان پر پڑے ہوئے کھانے کی طرح ہوگا اور کافرو تم پر بیٹھیں گے کی طرح

تمہیں کھا جائیں گی۔ ترک جہاد کی وجہ سے تمہارا یہ حال ہو جائے گا اور جب جہاد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں عزتیں دے گا، دولت عطا کرے گا، قوتیں اور ملک دے گا۔

”وَأَوْزَنَكُمْ أَرْحَمَهُمْ وَأَذْيَارَهُمْ وَأَفْوَ لَهُمْ وَأَوْضَا لَّهُمْ تَطْلُو وَهَا“ (سورۃ الاحزاب: 27)

مسلمانو جب جہاد کرو گے یہ زمین اللہ کی ہے یہ ملک اللہ کے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی زمین کے وارث مسلمانوں تمہیں بنائے گا۔ یہ قرآن ہے سورۃ احزاب کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ قانون بیان فرمایا ہے۔ کافروں کی زمینیں اور ملک اللہ اس جہاد کی برکت سے تمہیں دے گا، وارث بنائے گا، آباد کرے گا، ان کے مال ان سے چھین کر اللہ تعالیٰ تمہارے قدموں میں ڈھیر کر دے گا۔

اللہ اکبر بھائیو! یہ قرآن غلط ہو ہی نہیں سکتا۔ صدیاں بیت

جرم جس قانون کا ہو سزا بھی اسی قانون کی ہوتی ہے۔
جرم اللہ کے رسول ﷺ کی توہین کا ہے اور اسلام میں
اس جرم کی سزا قتل کے علاوہ کوئی ہے ہی نہیں۔

گئیں مسلمانوں نے غلامیاں کیں، واللہ آج غلامی کی یادگار مسلمان ملکوں کی حکومتیں ہیں، بہت ساری چیزیں غلامی کی یادگاروں سے ختم ہو رہی ہیں۔ یہ سلسلہ رہ گیا ہے اور اس کی اصلاح ہمیشہ ہی آخر میں ہوتی ہے۔ یہ ہے اصل معاملہ جس کی حقیقت میں نے عرض کر دی ہے۔ حالات اب تیزی سے بدل رہے ہیں۔ یہ حالات اب رکنے والے نہیں۔ یہ مغرب اور امریکہ کے بس کی بات نہیں رہی۔ اب گھبرا کر کیا کر رہے ہیں؟ ٹیری جوز کون ہے جس ظالم نے ٹھیک لے رکھا ہے تو بین رسول ﷺ کا، تو بین قرآن کا، تو بین اسلام کا، یہ فلوریڈا کا ایک پادری ہے۔ ان پادریوں کا ایک پورا گروہ ہے اور میں تو برملا کہتا ہوں ویٹن کن میں بیٹھا ہوا پوپ ان سب کو شہ دے رہا ہے۔ یہ بات ٹیری جوز اکیلی کی نہیں کہتے ہیں یہ پاگل ہے۔ میں کہتا ہوں اگر یہ پاگل ہے تو اسے اب تک پاگل خانے کیوں نہیں داخل کروایا؟ اگر واقعی تم مانتے ہو کہ یہ پاگل ہے تو پاگل کو اس کی اجازت دیتے رہیں؟ یہ کوئی پاگل پن نہیں، یہ سب سوچ سمجھ کر ایسی حرکتیں کر رہے ہیں۔ یہ خوفناک سازشیں ہو رہی ہیں۔ ان کے اندر تمام صلیبی مذہبی پیشوا، پوپ پال سے لیکر نیچے تک سب شریک ہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ کسی کا انفرادی فعل ہو بلکہ یہ اسلام کے خلاف ایک سازش ہے۔ ہم صاف سمجھتے ہیں کہ عیسائیوں کو متغیر کرنے کے لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے کہ یہ رفتار رک جائے کیونکہ عیسائی تیزی سے مسلمان ہو رہے ہیں۔ یہ جتنی فلم بنی اس میں جو کچھ دکھایا گیا ہے اس میں نبی اکرم ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ برہنہ حالت میں دکھایا

گیا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) ازواج مطہرات کی لڑائیاں..... کیا عرض کروں، واللہ! بات ہی نہیں کی جاسکتی۔ اسلام کے خلاف نفرت پھیلائی جا رہی ہے۔ عیسائیوں کو یہ سمجھایا جا رہا ہے کہ مسلمان نہیں ہوتا۔ اسلام ایسا دین نہیں کہ جس کو تم پسند کر کے اس کے اندر داخل ہو جاؤ۔ دیکھو یہ مسلمانوں کا نبی اس کا کردار کیا ہے۔ اس کے گھر کی کیا حالت ہے اور ازواج مطہرات کے بارے میں جو سین دکھائے گئے ہیں جو تو بین اس کے اندر ازواج مطہرات کی گئی ہے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ آپس میں بھی دشمن تھیں اور اللہ کے رسول ﷺ کی بھی دشمن تھیں۔ نعوذ باللہ

یہ خالص یہودی ذہنیت ہے اور ثابت ہو گیا ہے کہ اس فلم کے بنانے میں بہت بڑا کردار یہودیوں کا ہے۔ اس میں صلیبیوں کے ہاتھ استعمال ہوئے ہیں، تنظیمیں عیسائیوں کی استعمال ہوئی ہیں لیکن پیچھے پلاننگ یہودیوں کی ہے۔ عیسائیوں کو روکنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ مسلمان نہ ہوتا۔

”وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ“

لیکن اللہ اپنے نبی کا نام خود بلند کرنے والا ہے، نبی ﷺ کی حرمت اور عزت کا دفاع خود کرتا ہے..... سبحان اللہ.....

”إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا“

اللہ اور اس کے فرشتے محمد ﷺ پر درود پڑھ رہے ہیں۔ تمام مفسرین نے ابن کثیر رحمہ اللہ نے ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے اللہ کے درود بھیجے کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی شان بلند کر رہا ہے۔ اللہ اپنے نبی ﷺ کو مقام محمود تک پہنچا رہا ہے۔ دنیا میں ایک ہی مقام ہے انسانوں کے لئے اور وہ مقام محمود ہے جو صرف ایک شخصیت کے لئے ہے جس کا نام نامی محمد ﷺ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی شان کو اونچا کرنے والا، اپنے مقرب فرشتوں کے اندر نبی ﷺ کا مقام بیان کرنے والا، پھر نبی ﷺ کی شان اللہ سے سن کر تمام فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو تم بھی نبی ﷺ پر درود بھیجو۔ مسلمانوں کا درود یہ ہے کہ نبی ﷺ کے لئے دعائیں کریں۔ صحابی رسول نے پوچھا اللہ کے رسول ﷺ! سلام کا معنی تو سمجھا گیا کہ جو ہم وضو کر کے نماز میں تشہد کے اندر پڑھتے ہیں۔

السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ..... لیکن درود کا کیا مطلب، صلوٰۃ کا کیا مطلب ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا تم یہ الفاظ اپنی زبان سے ادا کیا کرو۔

”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ“

قرآن کریم کو معاذ اللہ دہشت گردی کا ذمہ دار قرار دیا جا رہا ہے۔ ان شاء اللہ ہم جہاد کر کے دنیا کو یہ بتائیں گے کہ جہاد دہشت گردی نہیں بلکہ جہاد ظلم اور دہشت گردی کے خاتمہ کا نام ہے۔ سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلے کو لے کر آگے بڑھنا ہے اور حکومت کو مجبور کرنا ہے۔ یہ دو چار دنوں میں بات ختم نہیں کرنی۔ ان شاء اللہ یہ تحریک لمبی چلائی ہے۔ مغرب قانون سازی کرے کہ کوئی نبی ﷺ کی گستاخی کی جرات نہ کر سکے۔ یہ آزادی تحریر و تقریر کے نام پر کھلی جھٹی دینے کا سلسلہ ختم کیا جائے اور اگر مغرب یہ قانون نہیں بناتا، یو این او نہیں مانتی، سلامتی کونسل نہیں مانتی، ان کی مون نے بیان تو دے دیا صرف جذبات ٹھنڈے کرنے کے لئے۔ اگر وہ لوگ یہ قانون بنانے کے لئے تیار نہیں تو ان شاء اللہ وہ تحریک چلے گی کہ مسلمان ملک سلامتی کونسل سے یو این او اور ان تمام اداروں سے علیحدہ ہوں گے۔ مسلم ممالک کی اپنی اقوام متحدہ ہوگی، یہ ہیں کرنے والے کام، میرے بھائیو! اس تحریک سے یہ اصل فائدے اٹھانا، اس کو لے کر

آگے بڑھنا، صرف وقتی جذبات اور پھر اس کے لئے توڑ پھوڑ، ہم اس کو بالکل غلط سمجھتے ہیں۔ یہ سازش ہے کافروں کی کہ تم اپنے ملکوں کے اندر توڑ پھوڑ کرو اور ایک دو جلوس کے بعد خود متفر ہو کر بیٹھ جاؤ اور آئندہ تم مظاہرہ بھی نہ کر سکو اور تمہارے آپس میں اختلافات پیدا ہو جائیں۔

میرے بھائیو! احتجاج کریں گے سب مل کر کریں گے باواز بلند کریں گے اور سب کچھ ان شاء اللہ صحیح راستے میں کریں گے آپس کے اندر اختلافات پیدا نہیں ہونے دیں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرائو کی کیفیت پیدا نہیں ہونے دینگے۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے ٹھیک نہیں۔ جب جلوس نکلتے ہیں تو کچھ خراب کار آگے لگ جاتے ہیں اور ان میں ہر کارے ہوتے ہیں سی آئی اے اور ”را“ کے کوئی آگ لگا تا ہے، کوئی پولیس کے اوپر پتھر پھینکتا ہے اور مقابلے شروع ہو جاتے ہیں، ایک جلوس نکلا، پھر دوسرا نکل گیا اور پھر اس کے بعد ٹھنڈے ہو کر گر بیٹھ جاتے ہیں۔

حرمت رسول ﷺ کے دفاع کے لئے زبردست تحریک چلائیں گے اور اس کے لئے ہماری جانیں اور ہمارا سب کچھ حاضر ہے لیکن ایک بات یاد رکھو نبی ﷺ نے اپنے بچا حمزہ رضی اللہ عنہ سے کہا تھا، جب انہوں نے نبی ﷺ کا بدلہ لیا اور آ کر خوشی سے بیان کیا کہ بھتیجے خوش ہو جاؤ آج میں نے تمہارا بدلہ لے لیا۔ نبی ﷺ نے

فرمایا بچا میں خوش اس وقت ہوں گا جب تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے، جو کلمہ جو دعوت میں لے کر آیا ہوں، جو میرا امتیاز ہے جس کے ساتھ مجھے تمام نبیوں کی امامت ملی ہے۔ حمزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اب میں یہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتا ہوں۔ میرے بھائیو! آج میں اس حوالے کو پیش کر کے آپ سے کہتا ہوں تحریک تو چلے گی اور زبردست انداز سے چلے گی۔ آؤ ہم عہد کریں اور اس کو نبھانے کی کوشش کریں کہ ہم کافروں، امریکیوں، برطانویوں اور مغربی سازشوں سے اپنے آپ کو اپنے گھر والوں کو ان کے کلچر سے بچا کر محمدی کلچر پیش کریں گے۔ اپنے گھروں کے اندر ہمارے بچے ان شاء اللہ محمدی رنگ پیش کریں گے۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ تمہیں تعلیم کا بڑا شوق ہے اس پر بڑا خرچ کرتے ہو تو تین رسالت پر تمہارا بھی بیان لگا ہوا ہے۔ آؤ میں تم کو دعوت دیتا ہوں اگر کچھ کرنا چاہتے ہو تو پاکستان میں تعلیم کے اندر انقلاب لے آؤ۔ ہمیں مغربی تعلیم نہیں چاہیے، ہمیں آکسفورڈ کی تعلیم نہیں چاہیے، ہمیں مدینہ کی تعلیم

جہاد نے مسلمانوں کی عظمت رفتہ لوگوں کے سامنے واضح کر دی اور راستے دکھا دیئے کہ

مسلمانو! تمہیں واشگفتن کے طواف کر کے آزادیاں نہیں ملیں گی۔ تمہیں یو این او کے

سامنے درخواستیں پیش کرنے اور قراردادیں منظور کروانے سے آزادیاں نہیں ملیں گی

چاہیے، اپنے نبی ﷺ کا رنگ، مدینہ کا رنگ، ہم اپنے ملک میں معاشرے میں خاندانوں اور گھروں میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اب ان شاء اللہ گھروں میں بے پردگی نہیں ہوگی اور خواتین ان شاء اللہ ننگے منہ بازار نہیں نکلیں گی۔ ہمارا رنگ اسلامی، محمدی ہوگا۔ جذبات بڑی تھوڑی دیر کے لئے ہوتے ہیں اور تھوڑی دیر بعد ان کا رنگ بدل جاتا ہے اور پھر دشمن اپنی سازشیں کرنے لگتے ہیں۔ ان شاء اللہ ہم نے ان کا رنگ اتار کر ”صبغة اللہ“ اللہ کا رنگ اپنے معاشروں پر چڑھانا ہے۔ دوسری بات ان شاء اللہ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے پوری امت کو تیار کرنا ہے۔

یہ توڑ پھوڑ، جلاؤ گھیراؤ ہمارا طریقہ نہیں، نبی ﷺ کا طریقہ نہیں ہے، یہ اسلام کا طریقہ نہیں ہے۔ بعض پارٹیاں صرف خبر بنانے کے لئے تحریک کا راستہ اختیار کرتی ہیں کہ ہمارا نام آجائے ہماری جماعت کا نام آجائے۔ ان سب کو اللہ کا خوف کرنا چاہیے۔ حالات کو سمجھنا چاہیے، صورتحال کی سنجیدگی کو سمجھنا چاہیے کہ یہ سیاست کا وقت نہیں ہے۔ اپنی ذاتی شہرتوں کا مسئلہ نہیں ہے، یہ اللہ کے نبی ﷺ اور دین کی حرمت کے دفاع کا مسئلہ ہے۔

جماعت الدعوتہ خالص دین کے طریقے پر کام کرے گی اور

کر رہی ہے۔ میں یہ بات صاف صاف سمجھا رہا ہوں تمام نوجوانوں کو کہ یہ تشدد اور آگ لگانا، تخریب کاری، گاڑیاں جلانا، شیشے توڑنا یہ ہمارا طریقہ ہرگز نہیں۔ ہم جہاد کریں گے جو نبی ﷺ کا طریقہ ہے اسی سے پھر نتیجے نکلتے ہیں۔ جب یہاں آگ لگتی ہے تو کافر پریشان نہیں بلکہ خوش ہوتے ہیں، یہ احتجاج کے طریقے، احتجاج میں تشدد کہاں سے آیا؟ یہ پر تشدد احتجاج مغرب سے آیا ہے، یہ ان کے طریقے ہیں ہمارا طریقہ نہیں ہے۔ ہمارا طریقہ اللہ اور اس کے نبی ﷺ کا طریقہ ہے اور ہم نے وہی اختیار کرنا ہے۔ آپ کو پتہ ہے ہمارے خلاف امریکہ کو اس وقت اتنا زیادہ غصہ کیوں ہے؟ کبھی ہمارے سروں کی قیمتی لگ رہی ہیں۔

ہماری جماعت کا نام لے کر کہتے ہیں یہ سب سے بڑا خطرہ ہے۔ ہم کیوں ان کے لئے خطرہ ہیں کیونکہ ہم ان کی سازشوں کا شکار نہیں ہو رہے۔ ہم وہ کر رہے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمان ہے۔ یہ جو آگ لگانے والے اور پولیس پر پتھراؤ کرنے والے ان پر کبھی پابندیاں نہیں لگائیں۔

ان پر تو یورپ خوش ہوتا ہے، کبھی ایسی جماعتوں پر نہ پابندیاں لگیں نہ دنیا نے ان کو خطرناک کہا۔ جماعت الدعوتہ نے نہ آگ لگائی ہے اپنے ملک میں

نہ پتھراؤ کرتی ہے اور نہ ہی اپنے لوگوں سے لڑتی ہے پھر بھی خطرہ ہے۔ خطرہ اس لئے ہے کہ جہاں لڑنا ہے وہیں لڑنا ہے اور جہاں نہیں لڑنا وہاں نہیں لڑنا اور یہی اصل مسئلہ ہے۔ اسی کی دعوت میں اپنے بھائیوں کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ آؤ اللہ سے دعا کریں کہ اے اللہ توفیق دے۔ بہت مشکل مرحلے پر یہ جنگ پہنچ چکی ہے۔ میرے عزیز بھائیو! میں اس فلم کو اللہ کے رسول ﷺ کے بننے والے خاؤں کو اس وقت اسلام اور کفر کی جنگ کا حصہ سمجھتا ہوں۔ کافروں نے اس وقت اسلام پر، مسلمانوں پر جو جنگ مسلط کر رکھی ہے اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف نشر ہونے والی فلم اسی جنگ کا حصہ ہے۔ ان شاء اللہ یہ جنگ لڑنی ہے اور ان کے طریقے پر نہیں بلکہ اپنے نبی ﷺ کے طریقے پر لڑنی ہے اور ان کے نہیں اپنے میدانوں میں لڑنی ہے۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں، میرے بھائی اس بات کو سمجھیں جو میں کہنا چاہتا ہوں اور امت مسلمہ اس دعوت پر اکٹھی ہو جائے تاکہ جلد جان چھوٹ جائے ان کافروں، امریکیوں اور ان کے نظاموں سے اور پاک ہو جائے اسلام آباد، ہمارا پاکستان اور پورا عالم اسلام۔ اللہ کا دین قائم اور غالب ہو جائے پوری دنیا پر اللہ تعالیٰ مزید توفیق دے اور قبول کرے۔ آمین

اہل یہود

ایک سرکش، متکبر اور مغضوب قوم

قرآن و سنت میں بیان کردہ یہودیوں کی غلطیوں کو سمیٹے ایک منفرد تحریر

”فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ“ (سورہ المائدہ: 13)
 ”تو ان کے اپنے عہد کو توڑنے کی وجہی سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا کہ وہ کلام کو اس کی جگہوں سے پھیر دیتے ہیں۔“

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی اس غلط فہمی کو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حبیب اور پیارے ہیں دور کرتے ہوئے فرمایا:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوْا الْمَوْتَ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ“
 (سورہ الجمعہ: 6-7)

”کہہ دے اے لوگو جو یہودی بن گئے ہو! اگر تم نے گمان کر رکھا ہے کہ بے شک تم ہی اللہ کے دوست ہو (دوسرے) لوگوں کے سوا تو موت کی تمنا کرو، اگر تم سچے ہو۔“

محبت اپنے محبوب اور محبوب اپنے محبت سے ملنے کی کوشش میں رہتا ہے اور یہ یہودی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا محبوب اور دوست گردانتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ مرنے کے

بعد صرف ہم ہی جنت میں جائیں گے باقی سب لوگ دوزخ میں جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ان کے اس نظریہ کو مردود قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو پھر تمہیں جلد از جلد مرنے کی آرزو کرنی چاہیے تاکہ اس دنیا کی بھینچوں سے تمہیں نجات مل جائے۔ یہی اللہ جانہ تعالیٰ نے خود بھی فرما دیا کہ
 ”وَلَا يَتَمَنَّوْنَ أَنْ يُدَّأً“ (سورہ الجمعہ: 7)
 ”یہ کبھی بھی موت کی تمنا نہیں کریں گے۔“

ان کے موت کی تمنا نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟ کیونکہ یہ اپنے مذکورہ دعوے میں جھوٹے ہیں۔ چاہے وہ یہودی ہوں جنہوں نے

ایک جگہ تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے یوں فرمایا:
 ”وَإِنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ“ (سورہ البقرہ: 47)
 ”بلاشبہ میں نے ہی تمہیں جہانوں پر فضیلت بخشی۔“
 جب ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی طرف دیکھتے ہیں



جو کہ یہودی ایمانی قوت میں اضافے کے لئے موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے تھے تو وہ بھی فرعون اور اس کے حواریوں کو مجز کر دینے والے تھے۔ کبھی ان کو بید بیضاء کے نور سے تجدید ایمان کروایا جا رہا ہے کبھی ان کو عصا کے معجزات دکھائے جا رہے ہیں اور کبھی اللہ تعالیٰ ان کے لئے دریا سے رستہ نکال دیتے جبکہ اسی رستے پر آنے والے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے۔ اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام۔ اسحاق علیہ السلام کے دو بیٹے تھے جن میں سے بڑے کا نام عیسو تھا جو کہ اسماعیل علیہ السلام کا داماد تھا اور چھوٹے کا نام یعقوب علیہ السلام تھا۔ یعقوب علیہ السلام کا بی دوسرا نام اسرائیل تھا۔ یہ عبرانی لفظ ہے۔ اسرمعنی عبد اور ایل اللہ تعالیٰ کا نام ہے تو اسرائیل کے لفظی معنی اللہ کا بندہ ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل اسرائیل کے نام پر بنی اسرائیل کہلائی۔ اسرائیل یعنی یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ جن میں سب سے بڑے کا نام یہود اور سب سے چھوٹے کا نام بنیامین تھا۔ ملک فلسطین کے ایک شہر کا نام یہود یہ تھا جہاں یہود اور بنیامین کی نسل آباد ہوئی۔ اس لئے اس علاقے کے رہنے والے یہود کہلائے۔ تمام یہود نسلی لحاظ سے بنی اسرائیل ہیں لیکن تمام بنی اسرائیل یہود نہیں۔

بعد میں یہود اور بنی اسرائیل ہم معنی الفاظ استعمال ہونے لگے۔ عرف عام میں بنی اسرائیل کو یہود سے الگ نہیں کیا جاسکتا لیکن ہم بالیقین یہ کہہ سکتے ہیں کہ عہد موسوی میں یہ گروہ یہود کے نام سے معروف تھا نہ بلکہ اس دور میں بنی اسرائیل کے نام سے مشہور تھا۔

یہود کی غلط فہمی

یہود اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ قوم تصور کرتے تھے اور یہ کیوں نہ کرتے کیونکہ ان پر خدا کے اس قدر انعام و اکرام تھے جو ان سے پہلے کسی اور قوم پر نظر نہیں آئے۔ قرآن کریم میں بنی اسرائیل پر کئے گئے معاملات ہمیں کچھ یوں ملتے ہیں۔

وہ جہاں بھی جاتے بادل ان پر سایا لگن رہا کرتے تھے۔ کبھی ان کو من سلویٰ کی نعمت سے نوازا جاتا۔ کبھی ان پر بارہ چشموں کا انعام ہوتا۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ ابو حاتم رحمہ اللہ عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب کس بندے کو ہوگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس بندے کو جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہوگا۔“

فرعون اور اس کے لشکر کو ان کے سامنے نشانِ عبرت بنا دیتے ہیں کبھی وہ یہودی مصریوں کے کھانوں کو دیکھتے ہیں تو ان میں مینڈک اور خون نظر آتا ہے اور ان کو اپنی خوراک ان تمام غلیظ چیزوں سے صاف و شفاف نظر آتی ہے۔

اس قدر معجزات اور انعامات کی وجہ سے ہی انہوں نے یہ دعویٰ کر دیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور محبوب ہیں۔ ان کے اس دعوے کے برعکس جب ہم شریعت اسلامیہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں قرآن و سنت یہودیوں کے بارے میں مدح و توصیف کے انداز میں نہیں ملتا۔

اللہ تعالیٰ نے ان یہود کے بارے میں فرمایا:

موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں بچھڑا پوجا اور خود موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کو بھی ویسا ہی کوئی معبود گھڑ دیں جیسے معبود دوسری قوموں نے اپنے لئے گھڑے ہوئے ہیں۔

خواہ وہ یہودی ہوں جو اللہ تعالیٰ سے عہد کر کے ہر بار توڑ دیتے تھے اور جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ تک کہہ دیا کہ ہمیں تم پر اعتبار نہیں جب تک ہم اللہ تعالیٰ کو خود اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں۔
خواہ وہ یہودی ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس برگزیدہ پیغمبر کو یہ جواب دے دیا تھا کہ تو جا اور تمہارا رب جائے، دونوں جا کر لڑو ہم تو یہی بیٹھے ہیں۔

خواہ وہ یہودی ہوں جو اللہ تعالیٰ کے کلام میں تحریف کرتے تھے۔

خواہ وہ یہودی ہوں جو سود اور حرام مال کاتے رہے۔ جو گستاخ یہ کہنے سے نہ ٹلے کہ خدا کے ہاتھ بندھے ہیں۔ جنہوں نے یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہ کی کہ اللہ فقیر اور ہم غنی ہیں۔

خواہ وہ یہودی ہوں جو نبیوں کو قتل کرتے رہے۔

خواہ یہ وہ یہودی ہوں جو حق چھپاتے رہے، نیکی کی تلقین اور برائی کو روکنے سے زبان بند رکھی۔

خواہ یہ وہ یہودی ہوں جن پر داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے پھانسی لگائی گئی۔

خواہ یہ وہ یہودی ہوں جن کی صورت مسخ کر کے ان کو بندر اور خنزیر بنا کر نشان عبرت بنادیا گیا۔

یا پھر وہ یہودی ہوں جو بنو قریظہ، بنو نضیر، بنو قریظہ اور خیبر کے یہودی کہلاتے ہیں۔ جنہوں نے نبی آخرت الزماں ﷺ کے نور ہدایت کو نصف التہار کے وقت جھٹلادیا۔ جو خاتم المرسلین کے خلاف لات اور عزی کے پجاریوں کے ساتھ مل کر سازشیں کرتے رہے۔ جنہوں نے سب سے پہلے خیر البشر ﷺ کو جان سے مار دینے کی تدبیر سوچی اور پھر آخر میں ان کو زہر دینے کی کوشش کر کے ہمیشہ کے لئے سیاہ بخت ہوئے۔ جن کی سازشوں سے دنیا کبھی محفوظ رہی اور نہ تاریخ کبھی خاموش ہوئی۔ آخر وہ کیا وجوہات تھیں جن کی بناء پر ان یہود کو انسانی شکل و صورت سے خنزیر اور بندروں کی ہیئت میں تبدیل کر دیا گیا۔ ان قابلِ ندامت اور معیوب غلطیوں کی نشاندہی ضروری ہے تاکہ ہم ان افعال سے بچ کر دوسروں کی اصلاح کر سکیں۔ کیونکہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ:

”لَتَنبِیْعُنْ سُنُّنَ مَنْ مَّحَاَنَّ فَبَلَّغْتُمْ بَاْعًا بَاْعًا ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ ، وَنُسْرًا بِنُسْرٍ ، حَتَّى لَوْ دَخَلُوا فِی جَحْرِ حَصْبٍ

لَدَخَلْتُمْ فِیْهِ ، قَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰہِ ، الْیَہُوْدُ ، وَالنَّصَارَی ؟ قَالَ : فَمَنْ اِذَا ؟“ (رواہ ابن ماجہ)

”تم لوگ اپنے سے پہلے امتوں کے نقش قدم پر چلو گے (یہاں تک کہ) اگر وہ دو ہاتھ چلیں گے تو تم بھی دو ہاتھ چلو گے وہ ایک ہاتھ چلیں گے تو تم بھی ایک ہاتھ چلو گے وہ ایک ہاتھ چلیں گے تو تم بھی ایک ہاتھ چلو گے۔ حتیٰ کہ اگر وہ گوہ (چوہے کی طرح کا جانور) کے سوراخ میں داخل ہوں تو تم بھی اس میں داخل ہو گے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا پہلی امتوں سے آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو پھر اور کون ہیں؟

اب اس حدیث سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ کام جو یہود کیا کرتے تھے اور جن کاموں کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ان کو جانور

اس نشانی نعمت خداوندی دیکھنے کے بعد ان کے ایمان میں اضافہ ہونا چاہیے تھا لیکن وہ اپنی سرکشی اور بغاوت میں اور بڑھ گئے۔ ان کی بے حسی انتہاء کو تب پہنچی جب موسیٰ علیہ السلام کو ہر طور پر رب سے ہمکلام ہونے اور صحیفے لینے کے لئے گئے تو انہوں نے پیچھے سے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔

ہمکلام ہونے اور صحیفے لینے کے لئے گئے تو انہوں نے پیچھے سے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔

قراردیتے ہوئے فرمایا کہ بلکہ یہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں وہ کام امت محمدیہ بھی کرے گی۔ حتیٰ کہ ایک حدیث میں تو اللہ کے رسول ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ:

”لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ جَامَعَ اُمَّہٗ لَفَعَلْتُمْ“ (السنة للمروزی: 294)

”اگر ان یہود میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا تو تم بھی اپنی ماں کے ساتھ زنا کرو گے“

یعنی جو کام بھی یہود نے کیا ہوگا وہ امت اسلامیہ کے ہاں بھی پسندیدہ ہوگا اور وہ اس پر فخر کریں گے۔ اب ان افعالِ رذیلہ کی پہچان بہت ضروری ہے تاکہ ہم یہودی مشابہت سے بچ سکیں۔ زیرِ مضمون میں ان کاموں کا ذکر کیا جا رہا ہے جو یہود کی ذلت و رسوائی کا سبب بنے۔

بچھڑے کی پوجا (شرک)

شرک اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ ہے اور اسی غلاظت کو ختم کرنے کے لئے تمام انبیاء معجوث کئے گئے تھے۔ یہود سے کبھی شرک کی بوختم نہ ہو سکی اور وہ ہمیشہ اس گناہ کے مرتکب رہے۔ یہود کو جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرعون اور مصریوں سے نجات دی تو فلسطین پہنچنے سے پہلے ان کا گزر ”وادی سینا“ نامی بستی سے ہوا۔ یہود نے دیکھا کہ وہ لوگ اپنے بتوں کے آگے جھکے ہوئے ہیں اور ان کی عبادت میں مشغول ہیں تو انہوں نے حضرت

موسیٰ علیہ السلام سے ایسا مطالبہ کیا جس کی مثال پوری انسانیت میں نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ ان کے قول کے بارے میں فرماتے ہیں:

”قَالُوا یَا مُوسٰی اجْعَلْ لَنَا اِلٰہًا کَمَا لَہُمْ اِلٰہَةٌ“ (سورۃ اعراف: 138)

”انہوں نے کہا اے موسیٰ ہمارے لئے بھی ویسا ہی کوئی معبود بنادے جیسے ان کے معبود ہیں۔“

”قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ فَتٰہَلُوْنَ“ (سورۃ اعراف: 138)

تو موسیٰ علیہ السلام نے ان کے جواب میں کہا کہ تم تو ہوتی جاہل قوم۔

اب غور کریں کہ اس قدر بڑی نشانی دیکھنے کے باوجود کہ ان کے لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سمندر کے بچے سے رستہ بنایا اور اسی رستے کو فرعون اور اس کے حواریوں کی ہلاکت کا ذریعہ بنایا۔ اس

نشانی نعمت خداوندی دیکھنے کے بعد ان کے ایمان میں اضافہ ہونا چاہیے تھا لیکن وہ اپنی سرکشی اور بغاوت میں اور بڑھ گئے۔ ان کی

بے حسی انتہاء کو تب پہنچی جب موسیٰ علیہ السلام کو ہر طور پر رب سے ہمکلام ہونے اور صحیفے لینے کے لئے گئے تو انہوں نے پیچھے سے بچھڑے کی پوجا

شروع کر دی۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کی اس خباثت کو یوں بیان فرمایا:

”وَ اِذْ وَاَعَدْنَا مُوسٰی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِہٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ“ (سورۃ البقرۃ: 51)

”جب ہم نے موسیٰ رضی اللہ عنہ سے چالیس راتوں کا وعدہ لیا تو تم نے ان کے بعد بچھڑے کو معبود بنالیا اور تم ظالم تھے۔“

اللہ کی بے حرمتی

یہود وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ سے بدتمیزی کرتے رہتے تھے، کبھی اللہ تعالیٰ کو مکمل کا طعنہ دیتے ہوئے کہتے:

”اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ وَنَحْنُ اَغْنِیَاءُ“ (سورۃ آل عمران: 181)

”اللہ تعالیٰ تنگدست ہے اور ہم غنی ہیں۔“

ایک اور جگہ اللہ نے فرمایا:

”وَ قَالَتِ الْیَہُوْدُ یٰدُلّٰہُ مَغْلُوْلَةٌ“ (المائدہ: 64)

”یہود نے کہا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔“

اصل میں یہود حرام خور اور سود خور تھے اور اسی وجہ سے ان

میں مال و دولت کی ہوس زہر پرستی اور بخل پیدا ہو گیا تھا۔

چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

”مَنْ ذَا الَّذِیْ یَقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا“ (سورۃ البقرۃ: 245)

”کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسد دے۔“

تو یہود اپنے جذبہ بغل سے مغلوب ہو کر کہنے لگے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں اسی لئے تو وہ ہم سے قرضہ مانگتا ہے۔

اور کبھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر بہتان لگاتے ہوئے کہتے:

”وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ“ (سورة التوبہ: 30)

”یہودیوں نے کہا کہ عزیر (علیہ السلام) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس بہتان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

”تَحْسُدُ السَّمَاوَاتِ وَيَتَفَقَّرُونَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًا ۖ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا ۖ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا“ (سورة المريم: 92-90)

”قریب ہے کہ آسمان گر پڑیں اور زمین پھٹ جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ انہوں نے اللہ رب العزت کے لئے اولاد کا دعویٰ کر دیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے لئے لائق نہیں کہ وہ کوئی اولاد بنائے۔“

قتل انبیاء کرام علیہم السلام

یہ یہود و بدترین قوم ہے جن کی تلواریں ہر وقت انبیاء کرام علیہم السلام کے خون سے تر رہتی تھیں۔ صبح کے وقت ستر ستر انبیاء کو قتل کرتے اور شام کو اپنی خرید و فروخت میں ایسے مشغول ہو جاتے جیسے انہوں نے جانور ذبح کئے ہوں اور ان کو یہ تک احساس نہ ہوتا کہ انہوں نے کس قدر بھیانک گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کے گناہ کا انجام بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاوُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ“ (سورة البقرة: 61)

”ان پر ذلت اور بدحالی مسلط کر دی گئی اور وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں آ گئے ہیں اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہوئے انبیاء کو ناحق قتل کیا کرتے تھے۔“

حالانکہ قیامت والے دن سب سے سخت ترین عذاب اس بندے کو ہوگا جس نے کسی نبی یا رسول کو قتل کیا ہوگا۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ ابو حاتم رحمہ اللہ عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب کس بندے کو ہوگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”رَجُلٌ قَتَلَ نَبِيًّا“

”اس بندے کو جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہوگا۔“

جہاد سے دوری

جب فرعون بحر قلزم میں غرق ہو گیا تو بنی اسرائیل کو یہ بتایا گیا کہ اپنے آبائی وطن فلسطین کی طرف ہجرت کرو جو کہ حضرت ابرہیمؑ حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کی تبلیغ کا مرکز رہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے یہ اطلاع دی تھی کہ ان مہاجرین کو ساتھ لے جا کر فلسطین پر چڑھائی کرو تو بنی اسرائیل یعنی یہود کو اللہ تعالیٰ فتح دے گا اور اس طرح ان کو ان کا آبائی وطن واپس مل جائے گا۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو جہاد کی ترغیب دی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح و نصرت کی بشارت بھی دی۔ مگر ان لوگوں نے یہ سوچا کہ پہلے ہمیں فلسطین کے موجودہ حالات سے پوری طرح واقف ہونا چاہیے۔ تب جنگ کی کوئی بات سوچ سکتے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے خود تو دشت فاران میں ڈیرے ڈال دیئے اور بارہ آدمی فلسطین کے سیاسی حالات کا جائزہ لینے کے لیے بھیج دیئے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کو روانہ کرتے وقت یہ تاکید کر دی تھی کہ حالات جیسے بھی ہوں آ کر صرف مجھے بتانا ہرگز کسی کے سامنے مشیر نہ کرنا۔

لیکن انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے حکم کی خلاف ورزی کی اور جب فلسطین کے علاقے کا دورہ کر کے واپس آئے تو اس کی رپورٹ خفیہ طور پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو دینے کی بجائے ہر ایک کو وہاں کے حالات بتانا شروع کر دیئے اور وہ رپورٹ یہ تھی کہ فلسطین کا علاقہ واقعی بڑا زرخیز و شاداب ہے۔ وہاں پانی اور دودھ کی نہریں بہتی ہیں۔ لوگوں کی معاشی حالت بہت اچھی ہے لیکن وہ لوگ بڑے طاقتور و زور آور اور قد ر آور ہیں۔ ہم ان کے مقابلے میں ٹڈے معلوم ہوتے تھے اور وہ بھی میں ٹڈے ہی سمجھتے تھے۔

لہذا ان لوگوں پر فتح حاصل کرنا ہماری بساط سے باہر ہے اور موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ ان طاقتور لوگوں کی موجودگی میں ہمارا وہاں داخل ہونا اور پھر مقابلہ کر کے فتح یاب ہونا ناممکنات میں سے ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے یہ علاقہ ہمارے مقدر میں لکھا ہوا ہے تو وہ کوئی ایسا انتظام کر دے گا کہ وہ وہاں سے نکل جائیں تو تب ہی ہم اس میں داخل ہو سکتے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے ان کو بار بار یہ یقین دہانی کرائی کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے نصرت و تائید کا وعدہ کر رکھا ہے۔ لہذا ان جہادوں سے ڈرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو، مگر باندھو اور دروازے میں داخل ہو جاؤ۔ اگر تم نے جرأت کر لی تو یقیناً اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

لیکن یہ قوم جو مدت دراز سے فرعونوں کی غلامی میں زندگی بسر کر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ کی بجائے پھچڑے کی پرستش کر رہی تھی۔ اس قدر پست ہمت اور بزدل بن چکی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کو

مخاطب کر کے کہنے لگی کہ جب تک وہ لوگ وہاں سے نکل نہیں جاتے ہم وہاں کبھی نہ جائیں گے اور نہ ہی آپ کو دانستہ ہلاکت میں ڈالنے کو تیار ہیں۔ اور اگر آپ کو جہاد پر اتنا ہی اصرار ہے تو:

فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ ۝

”تم اور تمہارا رب ان سے جا کر مقابلہ کرو، ہم تو یہاں سے آگے نہیں جائیں گے۔“ (المائدہ: 24)

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس جواب کے بدلے میں جو ان سے فلسطین کی فتح و نصرت کا وعدہ کیا تھا وہ چالیس سال تک کے لیے مؤخر کر دیا اور چالیس سال تک وہ جس جنگل میں تھے اسی میں دیکھے کھاتے رہے۔

جہاد ایک عظیم عمل

”بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو اس کے راستے میں صف باندھ کر جنگ کرتے ہیں، گویا وہ مضبوط دیوار ہے۔“ (الصف: 4)

”اللہ نے مومنوں سے ان کی جائیں اور ان کا مال خرید لیے ہیں (اس کے بدلے میں) کہ ان کے لیے جنت ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں، سو دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اور خود بھی قتل ہوتے ہیں۔“ (التوبہ: 111)

”اور ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین پر اور اللہ کے لیے ہو جائے۔“ (الانفال: 39)

”اے نبی ﷺ! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان کے مقابلے میں شدت اختیار کرو۔“ (التحریم: 9)

آپ ﷺ نے فرمایا: ”دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی، ایک وہ جو اللہ کے خوف سے روئے اور ایک وہ جو اللہ کی راہ میں سپرہ دیتے ہوئے جاگتی رہے۔“ (ترمذی)

آپ ﷺ نے فرمایا: ”دو دعائیں کم ہی رد ہوتی ہیں ایک اذان کے وقت کی دعا اور دوسری میدان جنگ کی دعا جب صفیں ایک دوسرے سے مل جاتی ہیں۔“ (ابوداؤد)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونا ہر چیز کا کفارہ ہو جاتا ہے، سوائے قرضے کے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس اللہ کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے مجھے یہ پسند ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں“ (مسلم)

(ابوبکر صدیق۔ رنگد واپٹو)

جنگوں میں مختلف کیمیائی اور ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال سے ہم بخوبی واقف ہیں۔ دنیا کے تمام ملک اپنے دفاعی یا جارحانہ عزائم کی تکمیل کے لئے ان کی تیاری، استعمال اور ان کی بہتری کے لئے کام کر رہے ہیں۔

حیاتیاتی ہتھیار

صدی کے اواخر میں کئی ممالک میں اس سلسلے میں مختلف کامیاب اور ناکام کوششیں ہوئی ہیں۔ 2001ء میں امریکہ میں انتھراکس کے جراثیموں کے بھرنے خطوط موصول ہوئے جن سے 22 افراد انتھراکس کا شکار ہوئے اور پانچ کی موت واقع ہوئی جن میں امریکی ارکان کانگریس اور کچھ میڈیا کے افراد شامل تھے۔

بائیو ٹیکنالوجی کی موجودہ ترقی نے محدود وسائل کے ساتھ خطرناک بیکٹیریا، وائرسز اور دیگر حیاتیاتی زہروں کی تیاری کو آسان تر بنا دیا ہے جو مختلف افراد اور گروہوں کی جانب سے انسانی آبادیوں پر حیاتیاتی حملوں کے بڑھتے ہوئے خطرات کی نشاندہی کرتا ہے۔ اگرچہ جنگی مقاصد کے لیے مائیکرو آرگنزمز پر کام کے حوالے سے عالمی طور پر پابندی عائد ہے اور ایسی یادداشتوں پر دنیا کے بڑے بڑے ممالک نے دستخط کئے ہیں لیکن ان ممالک کی طرف سے ایسے ہتھیاروں پر کام اور مستقبل میں ان کے استعمال کے امکانات کو مسترد نہیں کیا جاسکتا۔

چائینہ میں بھی پھیل گئی اور محدود طبی اور حفاظتی سہولتوں کے باعث بہت زیادہ اموات کا باعث بنی۔

☆..... 1763ء میں برطانوی فوج کے جنرل جفری نے اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ مل کر نیو جرسی کے قریب بسنے والے ریڈ انڈینز میں Small Pox کے مریضوں کے استعمال کردہ کمبل تقسیم کئے۔ جس سے مقامی آبادی اس مرض کا شکار ہو گئی۔

☆..... جنگ عظیم اول میں جرمنی نے اپنے حریف ممالک روس، امریکہ اور فرانس میں مختلف اینٹیگن بھیجے جنہوں نے ان ممالک میں اپنے مشن مکمل کئے اور کچھ گرفتار ہوئے۔

☆..... بیسویں



سائنس

وقار احمد، FCCU

ان ہتھیاروں کے علاوہ دنیا کے مختلف ممالک ایسے ہتھیاروں پر بھی کام کر رہے ہیں جو اپنی نوعیت، تیاری، طریقہ کار اور اثرات و نتائج کے اعتبار سے روایتی ہتھیاروں سے بہت مختلف ہیں۔ ان کا استعمال انسانی تاریخ میں نیا نہیں۔ البتہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں بہت سی ارتقائی تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں۔ صدیوں پہلے سے استعمال ہونے والے ان ہتھیاروں کی حوصلہ شکنی بھی کی گئی۔ سائنس اور ٹیکنالوجی ترقی کے ساتھ ان کے اندر بھی جدت آ گئی اور ازسرنو ان پر کام شروع ہو گیا۔ ان کو حیاتیاتی ہتھیار (Biological Weapons) کہا جاتا ہے اور اس انداز جنگ کو حیاتیاتی جنگ یا (Bioterrorism) کہا جاتا ہے۔ اس دفعہ کے سائنس و یو میں ہم ان کی تیاری، استعمال، اثرات و نتائج اور ان پر کنٹرول کے طریقہ کار کا جائزہ لیں گے۔

سادہ زبان میں بائیو ٹیرزم سے مراد مختلف بیماریاں پیدا کرنے والے خوردبینی جانداروں (Pathogens) کا جنگی استعمال ہے۔ ایک امریکی تعریف کے مطابق:

”دشمن کو نقصان پہنچانے کے لئے اس کی قوت کے مرکز میں مختلف قسم کی بیماریاں پھیلانے والے جراثیموں کا آزادانہ پھیلاؤ جو اس کے انسانی، حیوانی اور نباتاتی وسائل کو نقصان پہنچائیں یا ان میں اموات کا باعث ہو یا نیو ٹیرزم کہلاتا ہے۔“

ان بائیولوجیکل ویپمز میں وائرسز، بیکٹیریا، فنجائی اور مختلف حیاتیاتی زہر شامل ہیں۔ اس مقصد کے لیے ان جراثیموں کے تیار شدہ Live Cultures استعمال ہوتے ہیں۔ بعض اوقات مطلوبہ نتائج کے لئے ان کے جینیاتی مادے (Genetical Material/DNA) میں تبدیلی (Mutation) لاکر استعمال کیا جاتا ہے۔

تاریخ پر ایک نظر

☆..... بائیو ٹیرزم کی تاریخ قدیم روم کے زمانہ سے شروع ہوتی ہے جب جراثیموں والے فصلے کو دشمن کی فوج کے چہروں پر پھینکا گیا۔

☆..... 1346ء میں تاتاریوں اور منگول فوجوں نے جزیرہ نمائے کریمیا کے شہر کافہ پر حملہ کرتے ہوئے طاعون کے مریضوں کی لاشوں کو شہر میں پھیلا دیا جس سے نہ صرف وہاں کے شہری متاثر ہوئے بلکہ یہ بیماری سمندر پار یورپ، ایشیا اور

اہداف

- 1- مندرجہ ذیل اشیاء حیاتیاتی ہتھیاروں کا ہدف ہو سکتی ہیں۔
- 2- دشمن کی افواج اور دیگر افرادی قوت
- 3- دشمن کی آبادیاں (Masses Support)
- 4- خوراک کے ذخائر
- 5- لائیو سٹاک اور زراعت
- 6- جنگوں میں معاون جانور مثلاً گھوڑے، اونٹ اور خچر وغیرہ۔
- 7- ان کو ہدف تک پہنچانے کے مختلف طریقے ہو سکتے ہیں مثلاً پانی کے ذخائر یا خوراک میں ملا دینا، ہوا کے ذریعے دشمن کے علاقے میں پھیلا دینا وغیرہ وغیرہ۔

اکنامک بائیو ٹیرزم

کسی ملک کے لائیو سٹاک اور زراعت پر ان کا استعمال اس کی زرعی اور لائیو سٹاک کی پیداوار پر اثر انداز ہو کر اس کی معیشت کے لئے تباہ کن ہو سکتا ہے۔ اس کو معاشی بائیو ٹیرزم (Economic Bioterrorism) کہتے ہیں۔ مثلاً 2001ء اور 2007ء میں برطانیہ میں مندرگھر کی بیماری پھوٹ پڑی جو اس کے لائیو سٹاک کے لئے بہت نقصان کا باعث بنی۔

حیاتیاتی ہتھیار موثر کیوں؟

مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر ان کا استعمال پرکشش اور موثر ہے۔

انہیں (Area Centred) یا Target Centred کرنا ضروری ہے۔ جس کے لئے جراثیموں (Germs) کے انتخاب میں احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھنا ان کے اثرات اور شدت کی تجرباتی جانچ پرکھ کرنا اور (DNA handling techniques) کے ذریعے ان کا تجزیہ کرنا ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کو کنٹرول کرنے کے لئے پلاننگ مثلاً ویکسینز اور اینٹی بائیوٹکس کی تیاری وغیرہ کرنا ضروری ہے۔

بائیوسکیورٹی

بائیوٹیر حملے کی صورت میں یا اس سے پہلے اس کے مہلک اثرات سے بچنے کے لئے پلاننگ ضروری ہے۔ ان تمام اقدامات کو Biosecurity یا Biodefence کہتے ہیں۔ انہیں مندرجہ ذیل اقدامات کی صورت میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

حفاظتی انتظامات کی تیاری (Prepaedness)

بائیوٹیر ریزم کے کسی کیس کے سرانٹھانے کی صورت میں انسانی و معاشی وسائل کے تحفظ کے لئے نظام وضع کرنا مثلاً حیاتیاتی ہتھیاروں کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے



(Decontamination Units) کا قیام

مختلف ادویات اور ویکسینز کی تیاری خطرے سے آبادی کو آگاہ کرنا انفیکشن اور اس سے بچاؤ کے متعلق تمام معلومات مہیا کرنا اور حفاظتی اقدامات کو بروئے کار لانے کا لائحہ عمل تیار کرنا۔

حیاتیاتی نگرانی (Biosurveillance)

اس میں تمام حیاتیاتی جراثیموں کی موجودگی کا فوری پتہ لگانے اور ان کی شناخت کے لئے مختلف آلات اور ٹیکنیکوں کا نظام وضع کرنے اور ان کو لاگو کرنے کا عمل شامل ہے۔

مثلاً بائیو کیمیکل ڈیکٹیز اور Forensic Science Techniques وغیرہ کا استعمال۔

1- انتخاب اور حصول

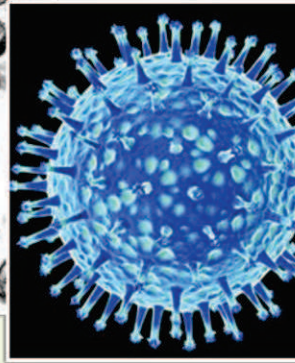
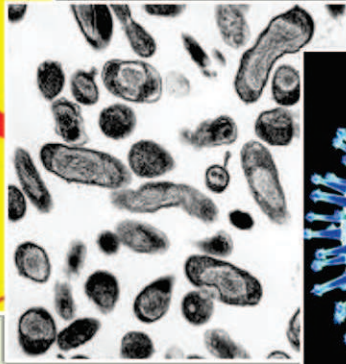
مطلوبہ خصوصیات کے حامل جراثیم (Pathogen) کے انتخاب کے بعد ان کو دو ذرائع سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اولاً قدرتی ماحول یعنی مٹی، پانی اور مٹاڑہ جانور یا مائیکروبیا لوجی لیب سے حاصل کرنے کے بعد ان کو خالص کرنے (purification) اور ان کی خصوصیات کا ٹیسٹ کرنے کے لئے مختلف مراحل سے گزرا جاتا ہے۔ دوسری صورت میں ان کو ان کے جینیاتی مادے (Genome/DNA) کو استعمال کرتے ہوئے مناسب ماحول (Optimal Conditions) مہیا کر کے تیار کیا جاتا ہے۔

2- جینیاتی تبدیلیاں (DNA Modification)

ان جراثیموں کو مناسب تعداد تقسیم در تقسیم Grow کرنے کے بعد ان میں مرض پیدا کرنے کی اہلیت (Pathogenicity) بڑھانے، بیماری پیدا کرنے کے لئے درکار وقت (Incubation Period) کو کم کرنے، ویکسینز اور ادویات (Antibiotics) کے خلاف مزاحمت پیدا کرنے اور جسم کے مدافعتی نظام کو غیر موثر کرنے کے لئے مختلف جینیاتی تبدیلیاں لائی جاتی ہیں۔

3- ڈیوری کے لئے تیاری

اس مرحلے



میں ان جراثیموں کو غیر مناسب ماحول (Unfavourable Conditions) مثلاً بدلتا ہوا ٹمپریچر، انکسٹریٹ، شیعاعوں، پانی کی شدید کمی کی صورت میں اپنا اثر برقرار رکھیں اور مطلوبہ نتائج دیں۔ انٹراس کے جراثیم اپنے ارد گرد سخت جان سپورز بنا لیتے ہیں اور لمبے عرصے تک قائم رہتے ہیں جبکہ کچھ کو اپنی اہلیت برقرار رکھنے کے لئے مزید پروسیسنگ کی ضرورت ہوتی ہے۔

بائیولوجیکل وپینز کا محفوظ استعمال؟

سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے حیاتیاتی ہتھیاروں کو بہتر اور محفوظ بنانے میں مدد دی ہے۔ ان کے محفوظ استعمال کے لئے

1- ان کی فوری شناخت کرنا یا تجزیہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ یہ ابتدائی چند گھنٹوں یا دنوں کے بعد اپنا اثر ظاہر کرتے ہیں۔ جب ہدف کا بڑا حصہ اس کا شکار ہو جاتا ہے۔

2- ان جراثیموں کا حصول اور استعمال آسان ہونے کی وجہ سے پرکشش ہتھیاروں کی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔

3- ان کا پھیلاؤ بہت آسان اور آزادانہ ہوتا ہے۔ یہ خود بخود تقسیم ہو کر بڑھتے رہتے ہیں۔

4- یہ ڈشمن کے اندر خوف (Infection fobia) پریشانی، دباؤ اور انتشار کی کیفیت پیدا کرتے ہیں اور اعصابی شکست کا باعث بنتے ہیں۔ جس کی ایک مثال پچھلے سال لاہور میں پھیلنے والا ڈینگی بخار کا وائرس ہے۔ جس کے بارے میں بھی حیاتیاتی ہتھیار کے طور پر استعمال کئے جانے کی قیاس آرائیاں کی جاتی رہیں۔

5- ان جراثیموں کو اہم شخصیات کو ہدف بنانے (Target Killing) کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

البتہ ان کے استعمال کے کچھ نقصان دہ پہلو (Drawbacks) بھی ہیں جن کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

1- ان کا ایک خطرناک اثر یہ ہے کہ یہ ڈشمن کے علاقے سے باہر دیگر علاقوں میں بھی پھیل جاتے ہیں اور بڑی انسانی آبادی کو زیر اثر لے لیتے ہیں جس سے ان کا کنٹرول

مشکل ہو جاتا ہے جس کی مثال قدیم زمانے میں Bubanic Plague کے جنگی استعمال سے پھیلنے والی بیماری ہے جسے Black Death کا نام دیا گیا تھا جس نے بڑے جغرافیائی خطے کو لپیٹ میں لے لیا اور بہت زیادہ اموات کا باعث بنا۔

2- بعض اوقات یہ ڈشمن کی افواج کے ساتھ ساتھ حلیف قوتوں (Friendly Forces) کو بھی اپنے زیر اثر لے سکتے ہیں۔

حیاتیاتی ہتھیاروں کی تیاری

ان کی پروڈکشن کے طریقہ کار کو تین مراحل میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

Ph.D (Pharmacology)

M.Sc (Statistics)

M.Phil (Statistics)

M.Sc (Physics)

M.Phil (Physics)

M.Sc (Zoology)

M.Phil (Zoology)

Ph.D (Zoology)

BS

BS (Applied Chemistry)

BS (Bioinformatics & Biotechnology)

BS (Botony)

BS (Chemistry)

BS (Chemistry)

BS (Computer Science)

BS (Information Technology)

BS (Softwere Engineering)

BS (Electrical Technology)

B.Sc (Electrical Engineering)

(Specialization in Telecommunication)

BS (Environmental Science)

BS (Geography)

BS (Home Economics)

BS (Food Science & Neutrition)

BS (Mathematics)

BS (Micropiology)

Doctor of Pharmacy (Phar-D) 5 Years

BS (Statistics)

BS (Physics)

BS (Zoology)

(3) Faculty of Arts &

Social Sciences

M.Sc, MS, Ph.D

(2) Faculty of Science and Technology

M.Sc, MS, Ph.D

M.Sc (Applied Chemistry)

M.Phil (Applied Chemistry)

Ph.D (Applied Chemistry)

MS (Bio Informatics)

MS (Bio Technology)

Ph.D (Bio Technology)

M.Sc (Botony)

M.Phil (Botony)

Ph.D (Botony)

M.Sc (Chemistry)

M. Phill (Chemistry)

Ph.D (Chemistry)

M.Sc (Environmental Science)

M.Phil (Enviromental Science)

M.Phil (Environmental Engineering)

Ph.D (Enviromental Science)

M.Sc (Geography)

M.Phil (Geography)

MS (Food & Nutrition)

MS (Textile & Clothing)

MS (Art & Design)

Ph.D (Food & Nutrition)

MS (Food & Nutrition)

MS (Food Science & Technology)

Ph.D (Food & Nutrition)

Ph.D (Food Science & Techolony)

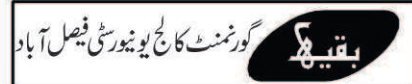
M.Sc (Mathematics)

M. Phill (Mathematics)

M. Phill (Microbiology)

M. Phill (Pharmacology)

M. Phill (Phamaceutics)



فیکلٹی آف مینجمنٹ اینڈ ایڈمنسٹریشن سائنسز

(1) Faculty of Management & Administration Sciences

MBA (Banking & Finance)

MBA (Bussiness Administration)

3 Year

MS (Business Administration) 2 Year

MBA (Industrial Management)

MA (English)

M.Phil (English)

MA (English Linguistics & Litature)

M.Phil (Linguistics)

Ph.D (Linguistics)

M.Com

L.L.M (2 Year)

MPA (Master of Public Administration)

MS (Public Administration)

MFA Paining (2 Year)

BBA (Banking & Finance)

BBA (Business Administration)

BS (English Literature)

BS (English Litature & Lirguistics)

BS (Commrece)

L.L.B (3 Years)

L.L.B (5 Years)

BS (Public Administration)

BFA (Textile Design 4 Years)

BFA (Graphic Desing 4 Years)

BFA (Fashion Design 4 Years)

BFA (Painting 4 Years)

(6) Institute of English & Modren Languages)

Short Courses

- Spoken English.
- IELTS / TOFEL preparation.
- CSS examination preparation.
- Teachers Training Programs.

Languages

- Korean - Persian - Arabic
- German - French - Chinese
- Japanese

Directorate of Medical Science

- 1- Allied Health Professionals (Associated Degree)
- 2- Doctor of Physical therapy (DPT) (5 Years Program)
- 3- Associate Degree in Physical therapy Assistance (2 Years Program)
- 4- Medical laboratory technology. (4 Years)
- 5- Radiology and Imaging Technology. (4 Years)
- 6- Dietetics. (4 Years)
- 7- Operation Theater Technology. (4 Years)

لیب

یونیورسٹی کی لیبز اعلیٰ معیار اور جدید ٹیکنالوجی سے مزین ہے اور کیمسٹری لیب نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ Zoology اور Botany لیبز میں بھی جدید سامان فراہم کیا گیا ہے۔ I.T کی لیبز میں جدید کمپیوٹرز اور جدید مشینیں ایک طالب علم کی نمایاں تربیت اور مہارت کو اجاگر کرنے کے لئے رکھی گئی ہیں۔

WWW.gcuf.edu.pk

BS (Islamic Studies)

BS (Urdu)

BS (Punjabi)

(Department of Continuing Education)

Certificate Programs

Information Technology

1. MS Office & Short Hand.
2. Web Designing.
3. It Skills for Self Development.

Certification in Programing

1. PHP.
2. Net Fram Work.

Mass Communication

1. Agricultural Communication.
2. Business Communication.
3. Camera / Radio Repoting / Ancharing.
4. Video Production (Photography, Power point presentation, Still Images)

Home & Food Sciences

1. Nutrion and Diet Therapy.
2. Baking and Preservation of Foods.
3. Textile and Printing.
4. Housing and Interior Design.
5. Human Devlopment and Sociology.
6. Art and Craft.

Diploma Programs (1 Year)

1. Diploma in Textile Design.
2. Diploma in Fashion Design.
3. Diploma in Graphic Design.
4. Diploma in Painting.
5. Diploma in Calligraphy.
6. Labour Law.
7. Environmental Law.
8. Consumer Protection Law.
9. Criminology.

M.Sc (Applied Psychology)

MS (Clinical Psychology)

M.Sc (Economics)

M.Phill (Economics)

Ph.D (Economics)

M.A (Education)

M.A (Mass Communication)

M.A (Political Science)

M.A (International Relations)

M.Phill (Political Science)

M.Sc (Sociology)

M. Phill (Sociology)

Post Gra duate Diploma (1 Year)

M.A Physical Education

BS

BS (Applied Psychology)

BS (Economics)

B.Ed (Elementry 4 Years)

B.Ed (1 Year Program Self Support)

BS (Mass Communication)

BS (Political Science)

BS (Sociology)

(4) Faculty of Islamic & Oriental Learning

M.A, M.Phill, Ph.D

M.A (Arabic)

M.Phill (Arabic)

Ph.D (Arabic)

M.A (Islamic Studies)

M.Phill (Islamic Studies)

Ph.D (Islamic Studies)

M.A (Urdu)

M.Phill (Urdu)

Ph.D (Urdu)

BS

BS (Arabic)

فرمان الہی

”یقیناً جہنم ہمیشہ سے ایک گھات کی جگہ ہے۔ سرکشوں کے لیے ٹھکانا ہے۔ وہ مدتوں اسی میں رہنے والے ہیں۔ نہ اس میں کوئی ٹھنڈ چکھیں گے اور نہ کوئی پینے کی چیز۔ مگر گرم پانی اور بہتی پیپ۔“

(سورۃ النباء: 21 تا 25)

فرمانِ رسول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جہنم کا سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا۔ اور اسے آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی جس سے اس کا دماغ کھولے گا۔“ (مسلم)

پہلی بات

نو نہالان اسلام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فدایانِ محمد ﷺ کے ساتھ جنگ لڑنی پڑے گی اور ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کا

عذاب بھی انہی پر نازل ہوگا۔

پیارے بچو! کفار کی طرف سے دین اسلام پر مسلسل حملے جاری ہیں۔ ان حالات میں ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کا ثبوت دیتے ہوئے سنت پر عمل کریں اور مجاہدین کے لئے خصوصی دعائیں کریں تاکہ وہ ان بد معاشوں سے پیارے نبی ﷺ کی بے حرمتی کا بدلہ لے سکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام

انچارج پھول ستارے

امید ہے آپ ایمان اور صحت کی بہترین حالت میں ہوں گے اور سخت برہم بھی۔ برہم ہونے والی بات بھی ہے کیونکہ ظالموں نے ہمارے پیارے نبی ﷺ کی گستاخانہ فلم بنائی ہے۔ اسی پر بس نہیں کیا بلکہ شیطانی لشکر کے کارندوں نے آقائے دو جہان ﷺ کے گستاخانہ خاکے بھی شائع کر دیئے۔ فلم کے بعد یہ کام بہت سے یورپی ممالک میں ہوا۔ اب تک کی رپورٹ کے مطابق ان خبیثوں نے 9 کروڑ خاکے شائع کئے ہیں۔ لیکن نام نہاد امن کا راگ الاپنے والوں کو کیا پتا کہ ایسا کرنے سے امن نہیں بلکہ

تاریخی جھرنے

نیند اور موت

امام ابو حامد غزالی رحمہ اللہ سے سوال ہوا حضرت ہم علمائے کرام سے موت کے بارے میں سنتے ہیں کہ مرنے والے کو اس کے گناہوں کی وجہ سے قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔ لیکن کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ قبر کو دوبارہ کھودنا پڑتا ہے تو ہمیں عذاب کی کوئی قسم یا اس کی کوئی علامت تو نظر نہیں آتی۔ مثلاً نہ تو آگ نظر آتی ہے نہ ہی کوئی سانپ یا بچھو اس کی کیا وجہ ہے؟

امام صاحب نے تھوڑی دیر کے لئے سر جھکایا، غور و فکر کیا اور فرمایا: کبھی بکھار آپ نے سوئے ہوئے آدمی کو دیکھا ہوگا کہ وہ بستر پر کر دیں بدل رہا ہے۔ کبھی دیکھتا ہے کہ قاتل اس کی تلاش میں ہے۔ کبھی سانپ یا بچھو کو اپنے تعاقب میں دیکھتا ہے۔ کبھی آگ لگی ہوئی ہے اور وہ اس سے بھاگ رہا ہے۔ یا جل رہا ہے اور چیخ رہا ہے۔ اس کو باقاعدہ درد ہوتا ہے اور بعض اوقات تو وہ چلاتا ہے مگر اس کے ساتھ کے لوگوں کو پتہ تک نہیں چلتا کہ اس کے ساتھ کیا بیت رہی ہے۔ کئی دفعہ کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا تو نیند سے فوری اٹھنے کے بعد اس کی علامات بھی چہرے سے نظر آتی ہیں۔ چہرہ فق ہوتا ہے رنگ پیلا ہوتا ہے اور پسینہ آیا ہوتا ہے۔

یہ نیند موت کی چھوٹی سی قسم ہے قبر کی نیند تو بہت بڑی ہے۔ قبر میں عذاب اور تکلیف اس کو ضرور ہوتی ہے جو اس کا مستحق ہوتا ہے۔ بے شک ہماری آنکھیں اسے دیکھیں یا نہ دیکھیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(محمد کاظم جاسد جالب)



دنیا کی تاریخ کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ چلتا ہے کہ ظلم تو ظلم ہی ہوتا ہے، جب بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔ ظلم کی ابتداء ساتویں صدی میں بھی تھی جس میں مسلمانوں کے لئے زمین کو تنگ کر دیا گیا تھا۔ مسلمانوں کے صبر کی انتہا ہو چکی تھی وہ ڈیڑھ صدی سے صلیبی طالع آزمائوں کی ستم رانیوں کا شکار تھے اور رہی سہی کسر منگولوں کی بربریت اور غارتگری نے نکال دی۔ ظاہر تھا کہ اگر مسلمان ہمت نہ دکھاتے اور کافروں کا مقابلہ نہ کرتے تو کہہ ارض پر مسلمانوں کا نام و نشان نہ رہتا۔ اچانک مشرق و مغرب کے رب کی رحمت جوش میں آئی اور اس نے اسلام کو ایک عظیم کمانڈر عطا کیا۔

بقول شاعر تاریخ گواہ ہے کہ:

اسلام کی فطرت میں قدرت نے چمک رکھی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبائیں گے

پیدائش

رکن الدین وسطی ایشیاء میں پیدا ہوا۔ اس کی ولادت سے کئی سال پہلے ہی وسطی ایشیا کی ریاستوں میں مسلمان تاجروں کی تبلیغی کاوشوں کی سے اسلام پھیل چکا تھا۔ اس کا اصل نام محمود تھا۔ محمود کے والد کا نام لقب ”حقین“ تھا۔ جو خوارزم شاهی سلطنت میں ایک معزز عہدے پر فائز تھا۔ حکمران وقت اس سے کسی بات پر ناراض ہو گیا اور اسے پابند سلاسل کر دیا گیا۔ اس طرح یہ خوشحال گھرانہ مشکلات میں پھنس گیا۔ منگولوں نے سب سے زیادہ مسلمانوں پر مظالم ڈھائے اور اس وقت بھی وسطی ایشیا میں مسلمانوں کے کئی علاقوں پر منگولوں نے قبضہ کر لئے تھے اور وہاں کے بے شمار بچوں اور نوجوانوں کو دمشق کی منڈی میں فروخت کر دیا تھا۔ ان میں ہی ایک محمود بھی تھا جو بیس دینار کے عوض فروخت ہوا۔ اس منڈی سے ایک مصری امیر علی ابن الورقہ نے اسے خرید لیا اور اپنے قرض کے بدلے محمود کو ایک دوسرے امیر کے حوالے کر دیا۔ اس امیر کی بیوی نے محمود کو اپنے لڑکے کی خدمت پر لگا دیا۔ ایک دن محمود سے کچھ غلطی ہو گئی۔ اس پر اس کی مالکہ نے اسے بری طرح مارا۔ مالکہ کے خاوند کی بہن بھی پاس کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔ اسے اس پر رحم آیا اور اس نے اپنی بھانج سے کہا کہ اگر اس لڑکے کا کام سے تم خوش نہیں ہو تو تم اسے میرے حوالے کر دو۔ اس کی بھانج نے محمود کو فاطمہ کے حوالے کر دیا اور فاطمہ اسے دمشق لے گئی جہاں اس کا گھر تھا۔

تعلیم و تربیت

فاطمہ نام کی اس عورت کا ایک بھائی مصر کے سلطان نجم الدین ایوب کے دربار میں ایک معزز عہدے پر فائز تھا جو ایک ضروری کام سے دمشق آیا اور محمود بھیرس کو اپنے ساتھ مصر لے گیا۔

جہاں نجم الدین ایوب نے مصر کے نوجوانوں کی ایک جماعت کو جہادی تربیت دینا شروع کی۔ خوش قسمتی سے محمود بھیرس بھی اس جماعت میں جہادی تربیت حاصل کرنے لگا۔

شہرت و ترقی

اپنی غیر معمولی جسمانی قوت و ذہانت کی بدولت وہ بہت جلد لشکر کے ایک دستے کا افسر بن گیا۔ تاہم اس نے ابھی تک کوئی

رکن الدین بھیرس

معاذ علی شاہدرہ

خاص شہرت حاصل نہ کی تھی۔ اتفاق سے اسی زمانے میں ساتویں صلیبی جنگ چھڑ گئی۔ اس جنگ کے دوران نوجوان محمود بھیرس نے حیرت انگیز عسکری صلاحیت کا مظاہرہ کیا اور چند سال کے اندر اندر ملکی سیاست میں بھی ایک اہم شخصیت بن گیا۔

جذبہ جہاد

محمود بھیرس کی زندگی میں سب سے نمایاں پہلو جہاد ہی کا نظر آتا ہے۔



اس کی زندگی کا ایک ہی مقصد تھا کہ وہ کافروں کی کمر توڑ دے اور نور الدین زنگی جو کام پورا نہ کر سکے اس کام کو میں سرانجام دوں۔ بھیرس اپنے جان و مال کی پرواہ کئے بغیر میدان جہاد میں کافروں کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنے رہے۔

کافروں کے مسلمانوں پر ظلم و ستم کچھ زیادہ ہی ہو چکے تھے۔ کافروں نے مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں پر حملہ کر کے انہیں اپنے ساتھ ملانا شروع کر دیا۔ آخر کار وہ وقت بھی آ گیا جب کافروں کا ایک وفد مصر کے حکمران کے پاس آیا اور اس نے اپنے

کافر حکمران کی طرف سے پیغام سنایا کہ اگر تم لوگ اپنی خیر چاہتے ہو تو ہمارے آقا ہلاکو خان کو اپنا آقا تسلیم کر لو اور وہ ساری دنیا کا آقا ہے۔ اگر تم نے یہ بات مان لی تو تم کو امن اور چین سے زندہ رہنے دیا جائے گا ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔

اس موقع پر کچھ نمائندین نے کہا کہ ہلاکو خان کی بات مان لینی چاہیے لیکن مصر کے حکمران نے اس وفد سے کہا کہ ہم نے ہلاکو خان کا کیا بگاڑا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ وہ اپنی سلطنت میں رہے اور ہم اپنی سلطنت میں رہیں۔ عیسیٰ پھر یہ کہنا شروع ہو گئے کہ ہلاکو خان کی اطاعت قبول کر لینی چاہیے۔ یہ بات سن کر رکن الدین بھیرس بھڑک اٹھا اور کہا کہ اے سفیر وہم تمہاری اطاعت قبول نہیں کریں گے جو کہ بالکل شرک پر مبنی ہے۔ اس کے بعد سفیروں کا رویہ گستاخانہ ہوتا چلا گیا۔ مصر کے حکمران کے حکم پر ان سفیروں کو رکن الدین نے قتل کر کے قاہرہ شہر کی اہم گزرگاہوں پر لٹکا دیا اور ہلاکو خان کے خلاف اعلان جہاد کر دیا گیا۔ ہمارے حکمرانوں کے لئے بھی اس واقعہ میں نصیحت ہے۔

رکن الدین کی جہادی تیاریاں

بھیرس نے جہاد کے لئے تیاری شروع کر دی۔ اس مقصد کے لئے بھیرس نے قاہرہ اور عرب کے بدوؤں کو بھی ساتھ لایا۔ یہ طبقہ بہت ہی جنگجو قسم کا تھا اور اس نے مصر کے حورہ قبائل کو بھی ساتھ لایا۔ ان دو قوتوں کو ساتھ ملانے کے بعد ملوکوں کو ساتھ لایا گیا جن کو مصر والوں نے ایک خاص مدت تک عسکری تربیت دی تھی۔ اس کے بعد رکن الدین نے کافروں سے لڑنے کی تیاریوں کو حتمی شکل دینا شروع کی۔

منگول خان کی وفات

ایک طرف رکن الدین بھیرس جہادی تیاریوں میں مصروف تھا جبکہ دوسری طرف ہلاکو خان نے سب سے پہلے فلسطین کا رخ کرتے ہوئے وہاں جا کر قیام کیا۔ اس دوران ہلاکو خان کا بڑا بھائی منگول خان وفات پا گیا جو کہ منگولوں کا حاکم تھا۔ ہلاکو خان آدھا لشکر لے کر منگول کی طرف روانہ ہو گیا۔

فلسطین کو کافروں سے آزاد کرانا

رکن الدین بھیرس نے منتقل سے کام لیا اور اس نے اس نادر موقع سے فائدہ اٹھانے کی خاطر کافروں پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ رکن الدین بھیرس فلسطین کی طرف روانہ ہوا۔ اس وقت رمضان المبارک شروع ہو چکا تھا اور مسلمانوں کے لئے رمضان میں جہاد ایک عظیم سعادت اور عبادت تھی جس میں (جاری ہے)

یا رب یہ تمام ارض و سما تیرے لئے ہے
یہ بحر و بر ابر و ہوا تیرے لئے ہے
یہ عظمت و جلال تجھی کو ہے سزاوار
یہ مملکت ہر دو سرا تیرے لئے ہے
ہے ذات تیری جملہ عبادات کا محور
ہر ولولہ صدق و صفا تیرے لئے ہے
میری یہ نمازیں میرے سجدے میرے اذکار
ہر قسم کی توصیف اور ثناء تیرے لئے ہے
(اخت اعظم، شیخوپورہ)



سائنس اور قرآن

آپ جانتے ہوں گے کہ اس دنیا کے بارے میں یہ تصور
پایا جاتا ہے کہ یہ زوردار دھماکے سے وجود میں آئی.....!
انگریز سائنسدانوں کی اصطلاح کے مطابق کہا جاتا ہے کہ
یہ زمین و آسمان باہم جڑے ہوئے تھے، پھر دھماکا ہوا اور یہ سب
کچھ بن گیا، یہ دھماکہ ”بگ بینگ“ تھا۔ حقیقی علوم کا منبع قرآن اس
چیز کو انتہائی احسن انداز میں بیان کرتا ہے کہ یہ سب کچھ از خود نہیں
ہو گیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ نے خاص منصوبہ بندی سے اس
کائنات کو وجود بخشا اور پھر حضرت انسان کے لئے فائدے کی
چیزیں پیدا کیں۔ ارشاد باری ہے:

إِن فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ (الرعد: 3)
”بے شک ان چیزوں میں یقین کرنے والوں کے لئے
نشانی ہیں۔“

”أَوَلَمْ يَرِ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ
كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ
أَفَلَا يُؤْمِنُونَ“ (الانبیاء: 30)

”کیا کافروں نے اس بات میں غور نہیں کیا کہ آسمان اور
زمین آپس میں گڈ گڈ تھے، پھر ہم نے انہیں الگ الگ کیا اور ہر
جاندار چیز کو پانی سے زندگی بخشی، کیا پھر یہ لوگ ایمان نہیں
لائے؟“

ساتھیو! اس آیت مبارکہ میں رتق اور فتق کے الفاظ استعمال
ہوئے ہیں، یہ الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں، رتق کا معنی باہم جڑا

ہونا، گڈ گڈ ہونا ہے اور فتق کے معنی ایسی جڑی ہوئی چیزوں کو الگ
کر دینا، کھول دینا ہے۔ یہی بات کائنات کے نقطہ آغاز کی جانب
اشارہ ہے کہ کئی چیزوں کے گڈ گڈ مخلوط مادہ کو ہم نے کیسے احسن انداز
میں الگ الگ کر دیا اور یہ حسین کائنات بنائی۔ اب اس میں ندیاں،
نالے، پہاڑ، صحرا اور خوبصورت آسمان ہے۔ ان سب چیزوں میں
تمہارے لئے نصیحت اور فائدے ہیں۔ اے انسانو! یاد رکھو یہ
سب ایک مدت خاص تک ہے۔ جب ہمارا حکم یعنی قیامت
آجائے گی تو ہم یہ سب کچھ ملیامیٹ کر دیں گے۔ ہمارے ہی حکم
سے یہ ہوا اور ہمارے ہی حکم سے ختم ہو جائے گا اور ہم تمہیں اور
تمہارے باپ دادوں، غرض تمام بنی آدم کو اپنے حضور اکٹھا کر
لائیں گے..... سو تم فائدہ اٹھاؤ اور میری نشانیوں میں غور و فکر کرو!

(جویریہ بتول، چکوال)



سنہری باتیں

☆ موت کو یاد رکھنا نفس کی تمام بیماریوں کی دوا ہے۔
☆ تلوار کا زخم جسم پر ہوتا ہے بری گفتار کا روج پر۔
☆ کامیابی کا زینہ بہت سی ناکامیوں سے بنا ہے۔
☆ آدمی کی قابلیت اس کی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔
☆ بہادر کا ہاتھ کبھی کمزور پر نہیں اٹھتا۔
☆ جلد بازی کا نتیجہ اکثر ناکامی میں ہوتا ہے۔
☆ معاف کرنے میں جلدی کرنا انتہائی شرافت ہے۔
(اخت حافظ عثمان، گوجرانوالہ)

انسان کی سگلتا ہے

☆ تکبر سے	☆ سلام کے ذریعے
☆ مصیبت سے	☆ صدقہ کے ذریعے
☆ بیماری سے	☆ دعا کے ذریعے
☆ حرص سے	☆ شکر کے ذریعے
☆ غصے سے	☆ صبر کے ذریعے
☆ دوزخ سے	☆ عبادت کے ذریعے
☆ جاہل سے	☆ خاموشی کے ذریعے
☆ شیطان سے	☆ علم کے ذریعے
☆ گناہ سے	☆ اللہ کے خوف کے ذریعے

(حافظ عاتکہ یوسف سیالوی کالونی)

عبادت

کوئی روتا ہوا چہرہ ہنسا دینا عبادت ہے
دل غمگین کی ڈھارس بندھا دینا عبادت ہے
کسی بے آسرا انسان کے ٹوٹے گھر وندے میں
خلوص دل سے اک پتھر لگا دینا عبادت ہے
جو آڑا وقت آیا ہے تو ایک ہو جاؤ
حد کی آگ کے شعلہ بجھا دینا عبادت ہے
دعا مانگو خدا سے کہ جہنم میں پھر بہار آئے
مصیبت میں دعا لینا دعا دینا عبادت ہے
(فرواد بتول، مصباح بتول۔ پنڈی بھلیاں)

پیشہ ورانہ شخصیت

دین دھرم سب باپ ہوئے غربت تقویٰ چھین گئی
رات گئے کل شہر سے باہر رہبر رستہ پوچھ رہا تھا
علم کا زیور پہن کر بھی بہنیں میری کنواری ہیں
یہ کہہ کر کل اک مفلس بچہ بستہ اپنا بیچ رہا تھا

☆.....☆.....☆

لگا کے شہر کو آگ یہ بادشاہ نے کہا
اٹھا ہے دل میں تماشے کا آج شوق بہت
جھکا کے سر کو سبھی شاہ پرست بول اٹھے
حضور شوق سلامت رہے شہر اور بہت
(حافظہ آمنہ لطیف، حافظ شائستہ لطیف۔ فیصل آباد)



دعا

تو ہی تو رب ہے جسے میں نے
حالت مرض میں پکارا تو شفا دی
جہالت میں پکارا تو علم کے نور سے منور کیا
بھوک میں پکارا تو رزق حلال دیا
پیس میں پکارا تو سیراب کیا
اے اللہ! تو ہمیں بخش دے، ہمیں ہمارے والدین کو،
ہمارے اہل و عیال کو۔ اے اللہ! جب تو ہمیں زندہ رکھے تو حضرت
محمد ﷺ کی سنت کے پیروکار بننا رکھنا اور جب تو ہمیں موت
دے تو ہمارا خاتمہ ایمان پر کرنا۔ اے اللہ! تو میری اس ٹوٹی پھوٹی
سی چھوٹی سی دعا کو ہم سب کے حق میں قبول فرما۔ آمین
(شہیلہ نبیلہ الہی۔ شجاع آباد)

اللهم ان الاجر اجر الاخرة
فارحم الانصار و المهاجرة
(اے اللہ! اجر تو صرف آخرت کا ہے تو انصار و مہاجرین

پر رحم فرما)

نبی مکرم ﷺ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے اشعار بڑی خوشی سے سنتے تھے۔ آپ کے اشعار مشرکین کی بجا اور نبی مکرم ﷺ کی مدح میں ہوتے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک شعر میں نبی مکرم ﷺ کی تعریف کرتے ہوئے اپنی حجت کا اظہار یوں کیا:

”اللہ کے رسول ﷺ اگر آپ ﷺ میں کھلی نشانیاں نہ بھی ہوتیں پھر بھی آپ ﷺ کا چہرہ رسالت کی خبر دینے کے لئے کافی تھا۔

ایک موقع پر آپ ﷺ نے نبی مکرم ﷺ کے حکم پر مشرکین کی بجا میں کچھ فی البدیہہ اشعار پڑھے تو رسول مکرم ﷺ سن کر بے ساختہ مسکرا پڑے اور عادی کہ اللہ تعالیٰ تم کو نجات دے گا۔“

(زبیر بن خالد، عثمان بن خالد، مر جاولی)

ہم اُن کو مٹا دینے کا اعلان کریں گے

توہین رسالت جو شیطان کریں گے
ہم اُن کو مٹا دینے کا اعلان کریں گے
تفصیح کرے صاحب قرآن کی کوئی
تجویز سزا وارث قرآن کریں گے
سرتن پر سلامت رہے گستاخ نبی کا
ہرگز نہ گوارہ یہ مسلمان کریں گے
ہم حرمت کے کھوالے ہیں کٹ جانیں گے لیکن
پورے نہ کبھی کفر کے ارمان کریں گے
ہم شیع رسالت کے فدائی ہیں فدائی
ثابت اسے اکبر میدان کریں گے
آقا ﷺ کی محبت ہے ایمان ہمارا
ایمان کو ہرگز نہ پشیمان کریں گے
مردہ ہیں جو سالار مگر قوم ہے زندہ
سر لینے کا سر دینے کا پیمان کریں گے
شریانوں میں جو گرم ابو دوڑ رہا ہے
ہر قطرے کو حرمت کا نگہبان کریں گے
ہم بحر بہا دیں گے ہر سمت ابو کے
طاغوت کو شرمندہ بہتان کریں گے
اس جرم پہ خاموشی بھی جرم سے بڑھ کر
افضل محافظ پہ نہ رحمان کریں گے
(بیت قاری محمد یونس، فیصل آباد)

اجر اور خزانے کا سبب بنا اور اس سے تو میرا بوجھ ہلکا کر دے اور
اسے مجھ سے قبول فرما جیسے کہ تو نے اپنے بندے داؤد کے سجدے کو
قبول فرمایا۔“

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسول
اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ
کیا اور اس سجدے میں وہی دعا پڑھی جو اس شخص نے اس درخت
کی دعا نقل کی تھی۔

بیارے بچو! اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم پانچ وقت کی نماز
ادا کریں اور باجماعت ادا کرنے کی کوشش کریں کیونکہ قیامت کے
دن ہم سے سب سے پہلے نماز کا ہی سوال کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ
سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو پانچ وقت باجماعت نماز ادا کرنے کی
توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(عبدالباسط شاہین، فورٹ عباس)



حب رسول ﷺ اور اطاعت رسول ﷺ

جمعہ کا مبارک دن تھا، سرور عالم ﷺ خطبہ کے لئے
تشریف لائے، دوران خطبہ نظر مبارک ایک جانثار مجاہد قادیان
شاعر پر پڑی۔ جو مسجد کی طرف فرحان فرحان آ رہے تھے۔ کچھ
لوگ اور بھی کھڑے تھے۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ”اجلسوا“
(بیٹھ جاؤ) حضور ﷺ کا ارشاد گرامی سن کر وہ مجاہد وہیں بیٹھ گئے،
گویا کہ زمین نے ان کے پاؤں پکڑ لئے۔ نبی مکرم ﷺ نے جانثار
مجاہد کی یہ اطاعت و فرمانبرداری دیکھی تو بے حد خوش ہوئے اور
مسرت بھرے لبوں سے یہ دعا نکلی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دل میں اللہ
اور رسول ﷺ کی اطاعت کا جذبہ زیادہ کر دے۔

بیارے دوستو! یہ خوش نصیب صحابی سیدنا عبداللہ بن
رواحہ رضی اللہ عنہ تھے۔ نبی مکرم ﷺ ہجرت فرما کر جب مدینہ گئے تو سب
سے پہلے کام جو آپ ﷺ نے کیا وہ مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر تھی۔
مسجد کی تعمیر میں نبی مکرم ﷺ خود بھی شریک تھے۔ انہیں اور گارا
آپ ﷺ خود اپنی پشت مبارک پڑھو رہے تھے۔ انصار و مہاجرین
سب بڑی خوشی سے کام میں شریک تھے۔ اس وقت نبی مکرم ﷺ
کی زبان اقدس پر سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا یہ شعر جاری تھا:



جمعتہ المبارک کے آداب

اچھی طرح غسل کرنا: میل پکچل اتارنا اور
پورے وجود کی اچھی طرح صفائی کرنا اور اگر بال یا ناخن زیادہ
بڑھے ہوئے ہوں تو ان کو بھی صاف کرنا اس میں شامل ہے۔

خوب جلدی آنا: اول وقت میں امام کے منبر پر
بیٹھنے سے پہلے پہلے خطبہ سننے کے لئے مسجد میں پہنچ جانا۔

امام کے قریب بیٹھنا: امام کے منبر کے قریب
بیٹھنا یا کم از کم پہلی صفوں کو ترجیح دینا، جگہ ہونے کے باوجود جان
بوجھ کر پیچھے بیٹھنے والے بابا برصحن میں دھوپ کی خاطر یا چھاؤں اور
نکلیے کی ہوا کی خاطر پیچھے بیٹھنے والے اپنی حرکت پر غور کریں کہ وہ
کتنے بڑے اجر و ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں۔

خطبہ توجہ سے سننا: دل و دماغ کو حاضر
کر کے بیٹھنا ایسا نہ ہو کہ جسم تو مسجد میں ہو لیکن دل بازار اور گھر کے
معاملات میں اٹکا ہوا ہو۔

خطبہ خاموشی سے سننا: باتیں کرنے
سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔ دوران خطبہ اشارے وغیرہ کرنے
بھی سخت منع ہیں یہاں تک کہ تلاوت و ذکر و اذکار وغیرہ بھی نہیں
کرنے چاہیے بلکہ خاموشی سے خطبہ سننا چاہیے۔

(محمد توفیق الرحمن، شریکوت)

درخت نے سجدہ کیا

ترندی شریف میں ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے
پاس آیا اور کہا کہ ”یا رسول اللہ ﷺ میں نے خواب میں دیکھا گویا
میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں اور نماز میں میں نے
سجدے کی آیت تلاوت کی اور سجدہ کیا تو میرے ساتھ اس درخت
نے بھی سجدہ کیا اور میں نے سنا کہ وہ دعا مانگ رہا تھا:

”اَللّٰهُمَّ اَنْتَ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَّاجْعَلْهَا عِنْدَكَ
دُخْرًا وَّضَعْ بِهَا عَنِّيْ وَزْرًا وَاَقْبَلْهَا مِنِّيْ كَمَا قَبِلْتَهَا مِنْ
عَبْدِكَ دَاوُدَ“

”اے اللہ میرے اس سجدے کو تو میرے لیے اپنے پاس

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

ایک تعارف

Software اور Telecommunication Engineering شامل ہیں کے لئے UET کا ٹیسٹ پاس کرنا لازمی ہے۔ کھیلوں، ہم نصابی سرگرمیوں، معذور بچوں، سمندر پار پاکستانیوں، FATA, FANA اور بلوچستان، یونیورسٹی شاف اور University Teacher Son کا کوٹہ Evening and Morning پروگرام میں الگ الگ ہے۔

طلباء کے لئے سہولیات

1- لائبریری:

ایک بڑی لائبریری ہے جبکہ باقی ڈیپارٹمنٹس کی الگ الگ ہیں۔

2- ہاسٹل:

یونیورسٹی کے اندر صرف لڑکیوں کے لئے ہوٹل ہے۔

3- ٹرانسپورٹ

صرف لڑکیوں کے لئے ٹرانسپورٹ بھی موجود ہے۔

4- سیکورٹی شاف

5- سٹوڈنٹ فنانشل ایڈ

6- ایمرجنسی ایسبویٹنس بھی طلباء کیلئے موجود ہے۔

7- آئی ٹی

یونیورسٹی میں بی ایس سی، ایم ایس سی، ایم فل، پی ایچ ڈی اور اس کے علاوہ مختلف کورسز کروائے جاتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(باقی صفحہ 42 پر)

گریجویٹ ڈسپلن کو 1963ء میں متعارف کروایا گیا اور پھر اکتوبر 2002ء میں یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا۔ اس ادارے نے بہت جلد ہی اپنے مقام کی پہچان بنائی اور اب 2012ء میں HEC کی Ranking میں یہ چھٹے نمبر پر ہے۔

داخلہ پالیسی

داخلہ کے لئے F.A/F.Sc/I.Com/ICS میں کم سے کم 45 فیصد نمبرز ہونے چاہئیں لیکن بعض فیکلٹی کا معیار 60 فیصد ہے اور BS کے چند پروگرام جن میں 'Electrical Engineering' ہیں

کامیابی اور ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کے لئے تعلیم ایک اہم جز ہے کیونکہ تعلیم کے ذریعے ہی انسان رب کائنات کو پہچان سکتا ہے اور اسی طرح علم و عمل کی راہ پر اپنے قدم مضبوط کر سکتا ہے۔ اسی علم کی راہ کا ایک ادارہ جی سی یونیورسٹی فیصل آباد (GCUF) بھی ہے جو پاکستان کے شہر فیصل آباد میں واقع ہے۔ فیصل آباد کو ”مانچسٹر آف پاکستان“ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ادارہ گھنٹہ گھر کے مغرب میں واقع ہے۔

تاریخ

جی سی یونیورسٹی کے سفر کا آغاز 1897ء میں پرائمری سکول سے ہوا۔ پھر ہائی سکول کا درجہ دیا گیا اور پھر 1905-1924ء تک انٹرمیڈیٹ کالج کا درجہ ملا۔ پوسٹ

محسن نصیر، محمد ثقلین

